CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جملہ حقوق بحقِ مصنّف محفوظ ہیں

○

مصنّف :- الحاج عبدالکریم پاریکھ صاحب ـ ناگپور

ناشر :- بابو عبدالرشید خاں مین روڈ، کامٹی

پہلی بار ۱۰۰۰ ہزار ـــ جنوری سنہ ۱۹۷۰ء

کاتب :- وجیہہ اللہ خاں وجیہہ رقم، آفریدیان۔ رامپور

مطبوعہ : جمال پرنٹنگ پریس دہلی ۶

قیمت مجلد : سات روپے

ملنے کا پتہ : (۱) قرآن پبلیکیشن سیتابلڈی چھوٹی مسجد
سیتابلڈی مین روڈ۔ ناگپور ۱

(۲) تاج آفس محمد علی روڈ۔ بمبئی ۳

(۳) حنیف بکڈپو۔ مومن پورہ۔ ناگپور

(۴) عبدالکریم پاریکھ، لکڑ گنج۔ ناگپور ۸

قومِ یہود اور ہم — قرآن کی روشنی میں

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	انتساب	۷
۲	پیش لفظ	۸
۳	مقدمہ	۱۰
۴	تاریخ انسانی کی تقسیم نبوت کی بنیاد پر	۱۷
۵	دورِ آدم علیہ السلام	۲۰
۶	دورِ نوح علیہ السلام	۲۳
۷	دورِ ابراہیم علیہ السلام	۲۷
۸	مسجدِ اقصیٰ اور معراج النبیؐ	۳۱
۹	حضرت یوسف علیہ السلام اور یہودی قوم	۳۴
۱۰	بائبل میں یہودی کفریات	۴۰
۱۱	بنی اسرائیل کون تھے؟	۴۶
۱۲	مدینہ میں نزولِ قرآن کے وقت بنی اسرائیل کو دعوتِ ایمان	۴۹
۱۳	دعوتِ اقامتِ صلوٰۃ	۵۱
۱۴	بے عمل علمائے یہود	۵۳
۱۵	صحیح راہِ عمل	۵۵
۱۶	عقیدۂ آخرت کا بگاڑ اور اس کے بانی	۵۷
۱۷	دورِ موسیٰؑ اور یہود	۶۰
۱۸	دشمن غرقِ دریا ہوئے	۶۴
۱۹	جہالت کی انتہا	۶۷
۲۰	عطا کردہ الفرقان	۷۱
۲۱	عاشقانِ عجل (بچھڑا) کو توبہ کا عبرتناک حکم	۷۳
۲۲	ستر سرداروں کو موسیٰؑ کی جانچ کے لیے بھیجا گیا	۷۷

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۳	مفت خوری اور ناشکری	۸۱
۲۴	بدکار فاتح	۸۴
۲۵	پنگھٹ کے لڑاکو	۸۹
۲۶	قتلِ انبیاء کے اقبالی مجرم	۹۲
۲۷	نجات کے ٹھیکیدار	۹۷
۲۸	یہود کی باغیانہ روش	۹۹
۲۹	بندر۔ ذلیل	۱۰۳
۳۰	سنگدل یہود	۱۰۹
۳۱	تحریف کے ماہر	۱۱۵
۳۲	دورنگی مذہبیت	۱۱۹
۳۳	جہلاء یہود کا خیالی دین	۱۲۴
۳۴	کتبِ مقدسہ کو اپنی تصانیف کے ساتھ ملا ڈالا	۱۲۸
۳۵	جنت کے جبری وارث	۱۳۳
۳۶	خدا سے پھری ہوئی قوم	۱۳۸
۳۷	دورِ عیسیٰؑ اور یہود	۱۴۳
۳۸	لعنت کا نشان	۱۴۸
۳۹	دجّال کے معتقد	۱۵۱
۴۰	میلاد شریف کے موجد اور حق کے منکر	۱۵۶
۴۱	دعوتِ ایمان پر یہود کا ردعمل	۱۶۰
۴۲	سن لیا۔ مانیں گے نہیں	۱۶۵
۴۳	موت اور یہود	۱۶۸
۴۴	جبرئیل کے دشمن اور سامری کے مرید	۱۷۳
۴۵	بدعہد	۱۷۹
۴۶	فن جادوگری اور یہود	۱۸۳
۴۷	مجلس نبویؐ میں یہود کی لفظی خیانت اور پہلی جنگِ عظیم	۱۹۲
۴۸	غیر ضروری سوالات	۱۹۶
۴۹	یہود و نصاریٰ کا غلط پندارِ نجات اور ہم	۲۰۰
۵۰	یہود و نصاریٰ کے اختلاف میں ہمارا مقام	۲۰۴
۵۱	یہود کی حمایت میں قرآن کا ایک بیان	۲۱۰
۵۲	ملّتِ یہود کے عزائم	۲۱۶
۵۳	وعدۂ امامت	۲۲۰
۵۴	معمارِ کعبہ اور اُمّتِ مسلمہ	۲۲۳
۵۵	دُعائے خلیل کا ظہور اور بعثتِ محمدیؐ	۲۲۶
۵۶	وصیّتِ ابراہیمی اور اسلام	۲۲۹

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۷	وصیتِ یعقوبؑ اور اسلام	۲۳۲
۵۸	ردِ شرک اور ملتِ ابراہیمی	۲۳۶
۵۹	صرف اسلام کے حق ہونے کی بنیادی وجہ	۲۳۸
۶۰	لاجواب دلیل	۲۴۴
۶۱	اگلا گرا پچھلا ہوشیار	۲۴۸
۶۲	یہود کا ایک تاریخی واقعہ	۲۵۰
۶۳	تابوتِ سکینہ	۲۵۵
۶۴	اطاعت و ایمان باللہ کی طاقت	۲۶۰
۶۵	اسلامی آدابِ جنگ	۲۶۵
۶۶	بنی اسرائیل کا اپنا پیغمبر	۲۶۹
۶۷	یہود کے لیے سببِ ایمان	۲۷۲
۶۸	اسلام کا دورِ عیسوی اور یہود کی کافرانہ روش	۲۷۴
۶۹	اسلام کی حقیقت	۲۷۸
۷۰	کیا ابراہیمؑ یہودی یا نصرانی تھے؟	۲۸۱
۷۱	خلیل کا خلیل کون؟	۲۸۴
۷۲	یہودی سازش کا ایک مخصوص باب	۲۸۷
۷۳	کاروباری معاملات اور یہود	۲۹۰
۷۴	خفیف سا نقصان اور اس کا علاج	۲۹۴
۷۵	یہود کی حکومت	۲۹۹
۷۶	یہود کے نیک لوگ	۳۰۶
۷۷	مسلمانوں کی حجت کا جواب	۳۱۰
۷۸	یہودی مسخرہ پن	۳۱۳
۷۹	کتاب کا حصہ گنوا بیٹھے	۳۱۶
۸۰	یہودی بن گئے ہیں	۳۱۹
۸۱	طاغوت کے مومن	۳۲۲
۸۲	پھوٹی کوڑی کبھی نہیں دیں گے	۳۲۴
۸۳	برائی کی سزا ہر ایک کو ملنی ہے	۳۲۶
۸۴	ایمان والو ایمان لاؤ۔	۳۲۹
۸۵	کفر و ایمان کے بیچ کی راہ	۳۳۱
۸۶	خدائی تحریر کا مطالبہ	۳۳۴
۸۷	بہتانِ عظیم اور قتلِ مسیحؑ	۳۳۷
۸۸	لہو چاٹنے والے	۳۴۱
۸۹	شاندار ماضی	۳۴۳
۹۰	بزدل قوم	۳۴۵
۹۱	قومِ یہود کے دو تاریخی جانباز	۳۴۸
۹۲	نبیوں کا حوصلہ	۳۵۱
۹۳	تخلیقی تطہیر سے محرومی	۳۵۴
۹۴	یہود کا پرسنل لا اور نبوی ریاست	۳۵۸
۹۵	حکم اللہ رجوع کی اصل	۳۶۱

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۹۶	توریت کا نور	۳۶۶	۱۱۶	کتاب موسیٰ کی تعلیم اور غیر اللہ کی کارسازی	۴۲۰
۹۷	دوستی	۳۶۹			
۹۸	بدتر انجام	۳۷۲	۱۱۷	پہلا فساد	۴۲۲
۹۹	چودھریوں کا بگاڑ	۳۷۴	۱۱۸	پہلے فساد کے بعد	۴۲۶
۱۰۰	جنگ کی آگ بھڑکانے والے	۳۷۷	۱۱۹	دوسرا فساد	۴۲۷
۱۰۱	تنزیل اور معاشی پریشانیاں	۳۸۲	۱۲۰	پیٹھ دیں	۴۳۲
۱۰۲	وحدتِ کتب سماویہ	۳۸۵	۱۲۱	یحییٰ علیہ السلام کے قاتل	۴۳۶
۱۰۳	یہود کے حق میں دو نبیوں کی بددعا	۳۸۷	۱۲۲	خوشحالی میں ناشکری	۴۳۹
۱۰۴	شدید ترین دشمنانِ اسلام	۳۹۱	۱۲۳	اللہ کی راہ بتانے والے	۴۴۱
۱۰۵	عیسیٰ پر ہاتھ ڈالنے والے	۳۹۴	۱۲۴	معراج میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات	۴۴۴
۱۰۶	کتاب اللہ کی اتباع	۳۹۶	۱۲۵	جنگ احزاب	۴۴۷
۱۰۷	دیکھیں تم کیا کرتے ہو؟	۳۹۸	۱۲۶	بنو قریظہ	۴۵۲
۱۰۸	مثالی صبر	۴۰۲	۱۲۷	موسیٰؑ کو ستانے والے	۴۵۷
۱۰۹	بگڑی قوموں کی راہ	۴۰۴	۲۲۸	شریعت اور منہاج	۴۵۹
۱۱۰	بدترین ذلت	۴۰۷	۱۲۹	فضیلت کی وجہ	۴۶۲
۱۱۱	منتشر اجزاء	۴۰۹	۱۳۰	واضح شریعت اور اختلاف	۴۶۴
۱۱۲	کتاب کے وارث	۴۱۱	۱۳۱	آج کے مسلمانوں کیلئے ابراہیم کا نمونہ	۴۷۱
۱۱۳	کفریہ بکواس	۴۱۳	۱۳۲	تائید غیبی کی راہ	۴۷۴
۱۱۴	کم سن مومن	۴۱۶	۱۳۳	آخری بات اور آخری علاج	۴۷۶
۱۱۵	نماز باجماعت	۴۱۸			

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

انتساب

اُن تمام مُسلمانوں کے نام جو اِس آیت سے اب تک ناواقف ہیں

أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ آمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا

مُسلمانوں کے ساتھ سب سے زیادہ دشمنی رکھنے والے یہود اور مشرکین ہی کو پاؤ گے

۵- المائدہ - ۸۲

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولانا عبدالکریم پاریکھ صاحب سے مسلم مجلسِ مشاورت کی تقریب سے ابتدائی تعارف ہوا تھا۔ اور روحوں کی مناسبت کے تقاضے سے بہت جلد ہم ایک دوسرے کے قریب ہو گئے، مولانا کا ذریعہ معاش کاروبار رہے اور خوش حالی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ لیکن کاروبار کی مشغولیتوں کے ساتھ خدمتِ دین کا بھی زبردست جذبہ رکھتے ہیں، موصوف نہایت اہتمام سے سالہا سال سے قرآنِ کریم کا درس ایک خاص انداز سے دیتے ہیں اور ایک وسیع حلقۂ اثر رکھتے ہیں، عوام کے علاوہ کاروباری حلقہ بھی خاص طور پر آپ کی دعوت سے متاثر ہے اور آپ کے پند و نصائح کو ذوق و شوق سے سنتا ہے، اسی جذبۂ تبلیغ و اشاعتِ دین کے تحت آپ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ جو اپنی خصوصیات کے لحاظ سے منفرد ہے جیسا کہ فاضل مؤلف نے فرمایا ہے "اِس کتاب میں یہود سے متعلق تمام آیاتِ قرآنی سلسلہ وار درج کی گئی ہیں اور ان کے آسان ترجمہ کے ساتھ بنی اسرائیل اور یہود کی تاریخ کی مزید وضاحت کے لیے "ذخیرۂ احادیث، اقوالِ صحابہ اور قدیم و جدید مفسرین کے بیانات کو سامنے رکھ اس قوم کی موجودہ روش کو بے نقاب کیا گیا ہے"۔

موصوف کا یہ تاثر بھی اپنی جگہ درست ہے کہ اگرچہ قرآنِ کریم کا کم و بیش ایک چوتھائی حصہ بنی اسرائیل اور یہود کے واقعات، ان کے عادات و خصائل، ان کے اجتماعی ارتداد اور مفسدانہ ذہنیت سے بھرا ہوا ہے۔ لیکن قرآن مجید کے ماننے والے ہی سب سے زیادہ ان کے حالات سے بے خبر ہیں، اور جبکہ "بیت المقدس" ان کے قبضے سے نکل گیا اور پوری ارضِ فلسطین پر یہود کا تسلّط ہو گیا تو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے" ــــ میری رائے میں یہ خدمت انجام دیکر پاریکھ صاحب نے وقت کی ایک اہم اور شدید ضرورت کو پورا کیا ہے، انشاءاللہ یہ کتاب عوام و خواص سب کے لیے سبق آموز ثابت ہوگی۔ میں مؤلف کتاب کو ان کے بروقت احساسِ فرض پر مبارکباد دیتا ہوں ــ

عتیق الرحمٰن عثمانی۔ ندوۃ المصنفین، جامع مسجد، دہلی

۲۹ر شعبان المعظم ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۱ر نومبر ۱۹۶۹ء

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

مقدمہ

پچھلی نصف صدی سے بنی اسرائیل، صیہونیت، یہودیت وغیرہ کے چرچے آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ اور اب شاید قیامت تک ہوتے رہیں کیونکہ یورپ کے سرمایہ دار یہود اور استعماری ایجنٹوں کے سہارے علاقۂ فلسطین میں اسرائیل کی حکومت وجود میں آچکی ہے۔ اسی یہودی سلطنت کے خطرہ سے عرب ایک عرصہ سے دوچار ہیں۔ کوئی اگر ان کی تائید میں ایک لفظ بھی کہدے تو تمام نظریاتی و مذہبی اختلافات اور خدائی احکامات تک کو پسِ پشت ڈال کر عربوں کے بعض لیڈر ان طاقتوں کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ روسی امداد بھی کچھ اسی طرح کی تھی۔ انہیں کے بھروسہ پر یہود کے خلاف گلا پھاڑ کر عربوں کے ایک طبقے نے خوب چیخا چلایا، ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں امریکہ اور روس کی مکّارانہ سیاست کام کر گئی اور بات یہاں تک پہنچی کہ بیت المقدس قبلۂ اوّل بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر ملحدین کی قید میں چلا گیا۔

عبادت گاہوں کا احترام مذہبی جذبات رکھنے والوں کو ہوتا ہے ـــــ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

محنت کشوں کے آنسو پونچھنے کے بہانے جس کوکھ سے الحاد نے جنم لیا ہو وہ مسجدِ اقصیٰ کی قدر بھلا کیا جان سکتے ہیں۔ شامتِ اعمال دیکھیے کہ مسجدِ اقصیٰ کو آگ بھی لگائی گئی۔ اب ساری دُنیا کے مسلمان بے چین ہیں۔ ایک عام ہلچل پائی جا رہی ہے۔ یہ مسئلہ اب عربوں اور یہودیوں کی سطح کا نہیں رہ گیا بلکہ عالمِ اسلام اور یہود کی سطح کا ہونے جا رہا ہے۔

اس موقع پر بنی اسرائیل اور یہودیت کی تاریخ سے مسلمانوں کو واقف کرانے کی عام ضرورت کا احساس پایا جاتا ہے، یوں تو بڑے شرم کی بات ہے کہ جس ملّت کی مذہبی کتاب "قرآن پاک میں ایک چوتھائی حصّہ میں بنی اسرائیل اور یہود کے واقعات، تاریخ، عادات، خصائل نیز ان کا اجتماعی ارتداد اور مفسدانہ ذہنیت کو عالمِ انسانی کے لیے فساد کا سگنل بتایا گیا ہو، ہی قوم تاریخ یہود سے سب سے زیادہ ناواقف نکلی۔ قسمت کی ستم ظریفی بھی عجیب ہے، ورنہ آج روئے زمین پر مُسلمانوں سے زیادہ یہود کا جاننے والا کوئی نہ ہوتا۔ بلکہ ایک یہودی خود کو اتنا نہیں جان سکتا جتنا قرآن کا پڑھنے والا مسلم ان کے متعلق باخبر ہوتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ ان کی تاریخ کے وہ ابواب صرف ہمیں قرآن مجید میں ہی مل سکتے ہیں جس کا علم نہ یہود کو ہے اور نہ اب مسلمانوں کو ہے۔

کہنے کو یہ بات عجوبہ معلوم ہوگی مگر حقیقت یہی ہے کہ مسلمان دوسری یا تیسری صدی ہجری سے قرآن کو اجتماعی طور پر چھوڑ چکا ہے۔ اکّا دکّا افرادِ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مِلّت ایسے ضرور ہوئے جنہوں نے امّت کو قرآن سے جوڑنے کی کوشش کی مگر بدنصیبی کہیے اس اُمّتِ مسلمہ کی کہ اس طرف اُس نے بہت کم توجہ کی بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ توجہ کی ہی نہیں تو یہ غلط نہ ہوگا۔ اور اِدھر عالمِ اسلامی پر یہود کا بھوت جبڑے پھاڑے ننگا ہو کر کھڑا ہے۔ پتہ نہیں کب کیا ہو جائے۔ اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس امّت کو واضح طور پر یہ بتا دیا جائے کہ تیرے رب کی وہ کتاب جس پر تیرا ایمان ہے یہود کے ماضی، حال، اور مستقبل کے لیے کیا کچھ انکشافات کرتی ہے۔ زندگی کے جملہ معاملات میں قرآن کی رہنمائی کا دعویٰ خود قرآن کا ہے اور ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے۔ تو کیوں نہ ہم اللہ کی کتاب سے معلوم کریں کہ یہود کی حقیقت کیا ہے؟ ان کی تاریخ، ان کا ماضی، حال اور مستقبل کیا ہے؟

کسی بھی غیر متعصب شخص کو قرآنِ پاک میں یہود کی تاریخ پڑھنے کے بعد قرآن مجید کے کلامِ الٰہی ہونے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کے نبی ہونے کا بیّن ثبوت ملے گا۔ قرآن مجید کے اس اعجاز کو برسرِ عام واضح کرنے کا یہ ایک بہترین موقع ہے۔ بنی آدم میں ہر انصاف پسند آدمی یہ اقرار کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہودیت کو بے نقاب کرنے کے لیے چودہ سو برس قبل جو کلام نازل کیا گیا، واقعی اسے خدا کا کلام ہونا ہی چاہیے۔ آج ہم مسلمانوں کا فرض ہے کہ ہم ساری دنیا کو بتا دیں کہ یہود کے آئندہ عزائم کیا ہوں گے۔ اور ساتھ ہی ساتھ ہم آج کس مقام پر ہیں اور آئندہ ہمیں کیا کچھ کرنا ہوگا اس کا بھی صحیح اندازہ کر لیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسی مقصد کے پیش نظر اس کتاب میں یہود سے متعلق سلسلہ وار آیاتِ قرآنی مع عربی متن کے درج کردی گئی ہیں۔ سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کے بعد یہود کی تاریخ واضح کرنے کے لیے احادیث رسولؐ اور واقعاتِ صحابہ کے ساتھ ساتھ ہمارے قدیم و جدید مفسرین کی آرار کو سامنے رکھتے ہوئے یہود کی موجودہ روش کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اس موقع پر مجموعۂ توریت اور اناجیلِ اربعہ نیز یہود کی مستند مذہبی تفسیر تالمود کے حوالے بھی جہاں ضروری تھے، پیش کردیئے گئے ہیں۔

آیاتِ قرآنی کے ترجمے اور ان کی تشریح میں آزادی مطلق نہیں برتی گئی ہے، بلکہ قدیم و جدید مفسرین کے فکری دائرے میں رہ کر یہ خدمت انجام دی گئی ہے۔ ترجمہ و تشریح میں حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صاحبِ تفسیر "موضح القرآن" کو یہ خادم اپنا استاذ و رہنما تسلیم کرتا ہے۔ ترجمہ و تفسیر میں حضرت موصوف کے کھینچے ہوئے حدودِ اربعہ کے باہر کوئی بات نکل نہ جائے اس کی خاص احتیاط برتی گئی ہے۔

قدیم میں تفسیر ابنِ کثیر، تفسیر جلالین اور تفسیر قادری، قریبی دور میں گذرے ہوئے مفسرین میں حضرت مولانا محمود الحسن صاحبؒ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی صاحبِ موضح الفرقان، مرشد تھانویؒ صاحبِ بیان القرآن۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب اور مولانا احمد رضا خاں صاحب، اور ہم عصر علماء کرام میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مولانا عبد الماجد دریابادی کی "تفسیرِ ماجدی" اور ابو الاعلیٰ صاحب مودودی کی "تفہیم القرآن"
ان تمام تراجم و تفاسیر کو آیات کے معنی و شرح میں ہر وقت سامنے رکھا گیا ہے،
اس لحاظ سے بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ ان امور میں کہیں بھی آزادی نہیں برتی
گئی ہے۔

توریت، اناجیلِ اربعہ اور تالمود کے اقتباسات جہاں جہاں دیئے گئے ہیں
وہاں پوری ذمہ داری سے ابواب، آیات نیز جلد و صفحات کے حوالے بھی دیدیئے
گئے ہیں۔ اس کے ساتھ موجودہ دور میں یہودی جارحیت، مسجد اقصیٰ کی حیثیت
نیز فلسطین کا مسئلہ اور امریکی و برطانوی سازش کو مدلل طور پر واضح کردیا گیا ہے۔

یہ عاجز برسوں سے قرآن مجید کا طالبِ علم اور ایک درجہ میں کلامِ الٰہی
کی خدمت کے لیے سب سے پچھلی صف کا مبلغ رہا ہے اس لیے تقریباً ہر آیتِ
کریمہ کی تشریح کے بعد جہاں ضرورت محسوس کی گئی مسلمانوں کو ان کی کوتاہیوں پر تنبیہ
بھی کی گئی ہے۔ کتاب کسی کاروباری مقصد کے پیش نظر نہیں لکھی جارہی ہے اس لیے
اگر اپنی صفوں میں خلافِ حق کام دکھائی دیا تو کچھ اشارات مخفی اور ظاہری طور پر کردیئے
گئے ہیں، جو لوگ اپنی غلطیوں پر مطلع ہونا نہیں چاہتے وہ تو ضرور کچھ نہ کچھ ناراض
ہوں گے، لیکن ایسے اصحاب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اب اگر ہم اپنی اصلی
حالت پر لوٹنا چاہتے ہیں تو بڑی صفائی کے ساتھ ہمیں اپنی غلطیوں کا اقرار کر کے
بارگاہِ رب العزت میں سر جھکا دینا چاہیے اور اسے راضی کرنے کی فکر کرنی چاہیے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اپنے عرب اخوانِ ملّت کے لیے بھی اسی مقصد کے تحت بعض بعض جگہ اشارات کر دیئے گئے ہیں۔ آج عرب ہی یہود کے مدِ مقابل پہلی صف میں ہیں انہیں قرآن کی کسی بات سے واقف کرانا ہمارے لیے بڑی شرم کی بات ہے۔ لیکن قرآن پاک ہمیں انہیں کے توسط سے ملا ہے اس لیے ان کی گمشدہ شے کا پتہ اگر کوئی ہندوستانی مسلمان بتا دے تو انہیں بھی اس اطلاع پر خوش ہونا چاہیے۔

یوں ذاتی طور پر یہ عاجز اس طرح کے خطاب میں بڑی شرم محسوس کرتا ہے کہ عرب جو قرآن پاک کے اوّلین مخاطب رہے اور جو دین میں ہمارے امام تھے انہیں یہودیت کے مقابلے میں قرآنی اطلاع دینے کے لیے کوئی کوشش کی جائے۔ لیکن اس ناواقفیت سے عربوں کا جو نقصان ہوگا وہ صرف ان کا ہی نہیں بلکہ پورے عالمِ اسلام کا نقصان ہے۔ اس لیے کسی پیش امام کو کسی مقتدی نے لقمہ دے کر اصل بات یاد دلا دی تو باوجود ایک جسارت ہونے کے بھی ثواب سے انشاء اللہ خالی نہ ہوگی۔ اور ہمارے عربی پیشوا اس لقمہ سے انشاء اللہ خوش ہوں گے۔

کسی کو یہ شبہ ہو کہ عربوں کی مادری زبان عربی ہو کر انہیں قرآن بتانے کی بھلا کیا ضرورت ہے؟ لیکن میں پوری صفائی کے ساتھ عرض کروں گا کہ قرآن پاک کو مدّت ہوئی عرب عوام بھی اسی طرح جزدانوں میں لپیٹ چکے ہیں جیسے کہ ہم۔ مراقش کے شاہ حسن، سعودی عرب کے سربراہ شاہ فیصل اور والیٔ اُردن شاہ حسین نے حالیہ دور میں جو بیانات دیئے ہیں اس میں ان حق پرستوں نے کھل کر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اس حقیقت کا اقرار کیا ہے۔ اور یہ اقرار ان کے اور ہمارے لیئے خدا کی بارگاہ سے بطور نعمت ملا ہوا ایک بہت بڑا سرمایہ ہے۔ اور دین و شریعت کی اصطلاح میں کوتاہیوں کا اقرار ہماری سب سے بڑی طاقت بھی ہے۔

میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کا عربی ترجمہ شایع کروادے۔ بحمد اللہ اُردو کے بعد اسی کتاب کو انگریزی اور گجراتی میں شایع کرنے کا کام شروع ہو چکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی دوسری زبانوں میں بھی اسے شایع کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہی اپنے اس حقیر بندے کی تمام ظاہری و باطنی کمزوریوں سے واقف ہے۔ اسی کی دستگیری اور فضل و کرم سے یہ کتاب تیار ہو سکی ہے۔ اللہ رب العزت سے دعا کرتا ہوں کہ عالمِ انسانیت میں یہود کی حقیقت واضح کرنے کے لیے اس کتاب کو ذریعہ بنا دے۔

وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللّٰهِ

خادم:-

عبد الکریم پاریکھ

ناگپور: بروز بدھ ۱۱ رجب ۱۳۸۹ ھ

مطابق ۲۴ ستمبر ۱۹۶۹ء

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

انسانی تاریخ کی تقسیم
نبوّت کی بنیاد پر

اس دُنیا میں انسان نے جب سے قدم رکھا ہے تب سے اب تک اس کی زندگی کو سات ادوار میں اس طرح تقسیم کیا جا سکتا ہے :-

١- حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ تک

٢- حضرت نوحؑ سے حضرت ابراہیمؑ تک

٣- حضرت ابراہیمؑ سے حضرت موسیٰؑ تک

٤- حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک

٥- حضرت عیسیٰؑ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک

٦- بعثتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اب تک

٧- اور یہاں سے قیامت تک ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہبوطِ آدمؑ سے بعثتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تک کے ادوار میں دُنیا کے انسانوں کو دینِ حنیف کی دعوت دی جاتی رہی۔ انبیاء بھیجے گئے مقدس کتابیں نازل کی گئیں۔ جن لوگوں نے انبیاء کی دعوت اور خدائی کتاب کے ضابطوں کو تسلیم کیا وہ مسلم کہلائے اور فی الواقع یہی لوگ مسلم تھے۔ اور اب بھی صرف انہیں لوگوں کو وحی اور تنزیل کی اصطلاح میں مسلم کہا جائے گا جو خدا کے تمام نبیوں کو مانتے ہوں اور اس کی تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہوں۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ۔

"مومن وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اِس کتاب پر جو تم پر اُتاری گئی اور اُن کتابوں پر جو تم سے پہلے اتاری گئیں۔"

مگر جب یہی ماننے والے بگڑتے ہیں تو سب کچھ رہ جاتے ہیں مگر مسلم نہیں رہ پاتے۔

دورِ مسیحؑ میں جب دعوتِ مسیحؑ کو تسلیم کیا گیا تو وَاشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (اور گواہ رہو کہ ہم مسلم ہیں) کی آواز سُنائی دی۔ لیکن جب اس دعوت میں بگاڑ آیا تو قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی (کہنے لگے کہ ہم نصرانی ہیں) کا نعرہ لگ گیا۔ اور خدا کے مسلم بندے پھر بہت سے گروہوں میں بٹ گئے۔ اور اس کے پہلے دعوتِ یعقوبی جسے لاڈ اور پیار کے نام سے خدائی آواز کے مطابق

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

"اسرائیل" کہا جاتا ہے۔ انہیں حضرت یعقوب کی اولاد بنی اسرائیل تھی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی آخری کتاب میں بڑے پیار سے یٰبَنِیٓ اِسۡرَآءِیۡلَ اذۡکُرُوۡا نِعۡمَتِیَ الَّتِیۡٓ اَنۡعَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ وَاَنِّیۡ فَضَّلۡتُکُمۡ عَلَی الۡعٰلَمِیۡنَ ۝ (اے بنی اسرائیل یاد کرو میری ان نعمتوں کو جن کی بارش میں نے تم پر کی اور سارے جہانوں پر تمہیں فضیلت بخشی) فرمایا۔

یہ بنی اسرائیل اپنے وقت کے مسلم تھے۔ ان کے باپ نے مرتے وقت انہیں وصیت کی تھی کہ وَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ (صرف اسی صورت میں مرنا کہ تم مسلم ہو) اور یہ رہے بھی مسلم ہی۔ مگر ان کی نسل جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی زمانے کے اثرات اس پر پڑتے رہے اور یہ بنی اسرائیل مسلمانی چھوڑ کر یہودی بن گئے۔ اسی لیے قرآن میں جہاں ان کو ناراضی سے آواز دی گئی، وہاں — یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ ہَادُوۡا (اے لوگ جو یہودی ہو گئے) فرمایا۔ یعنی تم یہودی تھے نہیں بلکہ بن گئے ہو۔ تم تو مسلم تھے، ہمارے تھے، تمہیں پتہ بھی ہے کہ اب کس کے ہو چلے ہو؟۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دورِ آدمؑ

پچھلے صفحات میں ہم نے تاریخِ انسانی کو سات ادوار میں تقسیم کیا ہے۔ جس میں پہلا دورِ آدمؑ سے نوحؑ تک قائم کیا گیا ہے۔ اس کی تاریخ اب خود تاریخ کو بھی یاد نہیں۔ البتہ قرآن پاک میں کچھ مقامات پر اس دور کا تذکرہ اِن الفاظ میں ملتا ہے:-

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً ۟ فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۪ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ۲-البقرہ ۲۱۳

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

"پہلے تو سب لوگ ایک ہی طریقے پر تھے۔ بعد میں اختلاف ہوا اور یہ حالت باقی نہیں رہی۔ تب اللہ تعالیٰ نے بشارت دینے والے اور ڈر سنانے والے نبیوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ حق کی بنیاد پر کتاب بھی نازل کر دی تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کر دیا جائے۔ لیکن انبیاء کے ذریعہ جن لوگوں کو کتاب سپرد کی گئی تھی ان میں پھوٹ پڑ گئی باوجودیکہ ان کے پاس کھلے کھلے احکامات اور دلائل آ چکے تھے۔ اور یہ حرکت انھوں نے آپسی ضد ا ضدی کی وجہ سے کی۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھلا دی جو ضد اور اختلاف سے دور رہے۔"

اس آیۂ کریمہ میں آدمؑ سے بعثتِ نوحؑ تک کے حالات پر روشنی پڑتی ہے انسان نے زمین پر قدم رکھا ہی تھا۔ اس کی نسل کا سلسلہ جاری ہو کر خاندان بنا اور خاندان شاخیں یعنی کنبے قبیلے وجود میں آئے۔ نسلی پھیلاؤ سے بنی آدم حضرت آدمؑ سے جتنی دور ہوتے گئے اتنا ہی نبوّت سے ان کا تعلق کمزور ہوتا گیا اور ذہنی انتشار سے الگ الگ طور پر دین کی شکل بگڑنے لگی۔ یہ انتشار جب زیادہ بڑھ گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان ہی بنی آدم میں نبیوں اور کتابوں کا سلسلہ جاری فرما کر انہیں اصل حقیقت سے واقف کراتا رہا۔ اوّل انتخاب آدمؑ کا ہوا تھا۔ آدمؑ کا شخصی دور تمام ہوا اور آدمیت وجود میں آگئی، پھر نوحؑ کا دور شروع ہوا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جس کا اشارہ قرآن کی حسبِ ذیل عبارت میں ملتا ہے :-

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۙ ذُرِّيَّةً ۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۚ ع ۳- آلِ عمران ۳۳ و ۳۴

" اللہ نے آدمؑ اور نوحؑ اور خاندانِ ابراہیمؑ اور خاندانِ عمران کو تمام دُنیا کے لوگوں پر فضیلت دے کر اپنی رسالت کے لیے پسند فرمایا، یہ ایک سلسلے کے لوگ تھے۔ بعضے ان میں بعضوں کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی خوب سننے والا اور خوب علم والا ہے "

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دَورِ نوحؑ

حضرت آدمؑ جس عقیدۂ توحید پر اپنی اولاد کو قائم کر گئے تھے اس میں دَورِ نوحؑ تک شرک کی آمیزش ہو چکی تھی۔ اس کی وجہ یہ بھی رہی کہ حضرتِ نوحؑ کے زمانے تک بنی آدم کی بستیوں کا علاقہ وسیع ہوتا گیا۔ اور یہی وسعت ایک دوسرے کی علاقائی دوری کا جہاں سبب بنی وہاں توحید کے اعتقاد میں بھی کچھ فاصلے بڑھتے گئے اور ایک ہی خاندان کے لوگ اپنے دوسرے بھائیوں سے اتنے دور ہوتے چلے گئے کہ صدیاں بیت جانے پر کبھی آپسی جنگ و جدال کا موقع آیا تو ان ہی بنی آدم کی مختلف اکائیاں آپس میں لڑتے وقت یہ بھول گئیں کہ وہ اور ان کے دشمن دونوں کا باپ ایک ہی تھا۔ اور اسی باپ نے انہیں بتا دیا تھا کہ تمہارا خدا بھی ایک اور صرف ایک ہی ہے۔ توحید چھوڑ کر مشرکانہ طرزِ زندگی ان کی آپسی لڑائی کا اصلی سبب تھا۔

مگر جنہیں ابلیس کے ہتھے چڑھنا تھا وہ دعوتِ آدمؑ کو بھول کر شرک میں مبتلا ہوئے۔ اور اس قدر مشرکانہ عقائد کا شکار ہوئے کہ ان کی اصلاح

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے لیے خدا نے جن صالح بندوں کو بھیجا، ان ظالموں نے انہیں حضرات کی قبریں بنا کر پوجنا شروع کر دیا۔ قرآن پاک میں اُس دور کے پانچ بزرگوں کے نام بھی بتائے گئے ہیں۔ وَدّ، سُواع، یغوث، یعوق اور نسر۔

دعوتِ نوحؑ چونکہ خالص توحید کی دعوت تھی اس لیے ان مشرکین نے اپنے بزرگوں کو پکڑے رہنے کی آواز لگائی، اور حضرت نوحؑ کی مخالفت میں تمام عوام کو بھڑکا دیا، کہ یہ ہمارے بزرگوں کا انکاری ہے۔

وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا ع ۱ - ۷۱ - نوح ۲۳ -

"اور کہنے لگے کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور ودّ، سُواع، یغوث، یعوق اور نسر کو پکڑے رہنا۔"

خدا کے مقابلے میں یہ بزرگ پرستی انہیں لے ڈوبی۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ یہ پانچوں بزرگ نہایت ہی صالح اور توحید کے داعی تھے۔ مگر شیطان نے انسان کو یہیں دھوکا دیا ہے کہ جو لوگ بھی بنی آدم کی اصلاح کے لیے آئیں انہیں معبودوں کی فہرست میں چڑھا دیا جائے تاکہ توحید کہاں گئی اس کا پتہ بھی نہ چل سکے۔

مشرکین کی اس بھیانک سازش سے اصلاحِ اُمّت کا کام جتنا مشکل ہوتا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہے اُتنا شاید کسی اور وجہ سے نہیں۔ کیونکہ ایسے مشرک نہ خدا کا صاف صاف انکار کرتے ہیں اور نہ اس کے صالح بندوں کا۔ بلکہ خدا اور اس کے نیک بندوں کو ملا کر ایسی گھال میل کر دیتے ہیں کہ عام لوگوں کے لیے حق و باطل میں تمیز کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

کسی بھی قوم کی اصلاح کے لیے اتنا وقت نہیں لگایا گیا جتنا قومِ نوح کے لیے۔ ساڑھے نو سو برس کی مسلسل محنت کے بعد صرف چند نفوسِ قدسیہ ہی حضرت نوحؑ کے جھنڈے تلے جمع ہوئے۔ باقی اولادِ آدم نے اجتماعی طور پر اس خدائی آواز کی تصدیق سے انکار کر دیا۔ یوں تو آپس میں خوب لڑتے جھگڑتے تھے۔ مگر حضرت نوحؑ کے خلاف تمام کے تمام متحد ہو گئے۔ لیکن گناہ پر اجتماعیت کام نہیں دیتی۔ ان تمام جتھوں پر قہرِ الٰہی منڈلا رہا تھا۔

یہاں یہ یاد رہے کہ اُس وقت انسانی آبادی آج کی طرح تمام روئے زمین پر نہیں پھیلی ہوئی تھی بلکہ صرف مشرقِ وسطیٰ میں ہی اب تک بنی آدم اپنا ڈیرا ڈال سکے تھے۔ انھیں معلوم بھی نہیں تھا کہ اللہ کی زمین کتنی وسیع و عریض ہے۔ یہی علاقہ ان کی کل کائنات تھی۔ طوفانِ نوح کی داستان صرف توریت اور قرآن ہی میں نہیں بلکہ آج کے تمام مذاہب کی قدیم کتابوں میں اس کا تذکرہ ملتا ہے۔ اپنے پُرکھوں کے ڈوب مرنے کی کہانی بنی آدم نے کسی نہ کسی ڈھنگ پر محفوظ رکھی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہم تاریخِ یہود قرآن کی روشنی میں لکھ رہے تھے۔ لیکن انسانی تاریخ کو قرآن مجید نے انبیاء علیہم السلام کی دعوت کے دائروں میں بیان کیا ہے اس لیے مختصراً حضرت نوحؑ کا بیان بھی سپردِ قلم ہو گیا۔ ورنہ نوحؑ کی زندگی کی پوری معلومات کے لیے آپ سورۂ ہود، شعراء، نوح۔ ان تین سورتوں میں ملاحظہ فرمالیں۔ صرف اتنی بات اور کہیں گے کہ فرزندانِ توحید نے شرک کو عین دینِ حق سمجھ لیا اور اللہ کے اس مقدس نبی کی دعوت کو رد کر دیا۔ تب اللہ نے اس وقت کی تمام آبادی کو غرقِ آب کر دیا۔ بچے صرف وہی لوگ جو ایک اللہ کے پرستار تھے اور خدا کی وحدانیت کو ماننے والے تھے۔ ان ہی صالح بنی آدم کا قافلہ ایک کشتی پر سوار تھا جو حضرت نوحؑ نے اللہ کے حکم سے تیار کی تھی، مشرکین کا ایک بار قصّہ تمام کر دیا گیا اور روئے زمین کو تمام نجس اور ناپاک لوگوں سے پاک کر دیا گیا۔ پھر اسی کشتی پر سوار اہلِ توحید دنیا میں آباد ہوئے اس کے پہلے کی تاریخ انسانی بھولی بسری ہو گئی۔ پتہ نہیں کیا کچھ انسان نے اس وقت تک حاصل کیا ہو گا۔

انہیں حضرت نوح علیہ السلام کی اور ان پر ایمان لانیوالے ساتھیوں کی اولاد اب روئے زمین پر پھیلی ہوئی ہے۔ شاید اسی وجہ سے تاریخ میں حضرت نوحؑ کو آدمِ ثانی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دَورِ ابراہیمؑ

حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک متعدد انبیاء آئے، لیکن انسان مدنیت اور شہری زندگی میں اتنا پھیل نہ سکا تھا کہ اس کی تاریخ بنتی۔ جو تاریخ ساز تھے ان کی زندگی کا ریکارڈ تو اب بھی محفوظ ہے۔ لیکن جو عوام تھے ان کی اصلاح کے لیے جو کچھ اس زمانے میں انبیاء کے ذریعہ دعوت کا کام انجام دیا گیا اس کی قدرے تفصیل کلامِ پاک میں ہمیں مل جاتی ہے۔ لیکن اس دور کی تاریخ سے ہمارا اپنا تعلق اتنا نہیں ہے جتنا دورِ ابراہیم علیہ السلام کی تاریخ سے شروع ہوتا ہے۔

آج کی دُنیا کے تین بڑے مذاہب، یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے ماننے والوں کی پوری تعداد حضرت ابراہیمؑ کو اپنا پیشوا مانتی ہے۔ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے اُنہیں انسانوں کے امام کا رُتبہ دیا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ذُرِّيَّتِي ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ○

۲ - البقرۃ ۱۲۴

"اور یاد کرو جب ابراہیمؑ کو ان کے رب نے بہت سی باتوں میں آزمائش کی اور ابراہیمؑ ان میں پورے اترے۔ تب خدا نے فرمایا کہ اے ابراہیمؑ میں تم کو لوگوں کا امام بناؤں گا انھوں نے عرض کیا کہ پروردگار میری اولاد میں سے پیشوا بنائیو۔ خدا نے فرمایا ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا۔"

اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کا نہایت ہی مفصل و جامع نوٹ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں :-

"حضرت نوحؑ کے بعد حضرت ابراہیمؑ پہلے نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی عالمگیر دعوت پھیلانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ انھوں نے پہلے خود عراق سے مصر تک اور شام و فلسطین سے ریگستان عرب کے مختلف گوشوں تک برسوں گشت لگا کر اللہ کی اطاعت فرمانبرداری (یعنی اسلام) کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ پھر اپنی اس دعوت کی اشاعت کے لیے مختلف علاقوں میں اپنے خلیفہ مقرر کیے۔ شرقِ اُردن میں اپنے بھتیجے حضرت لوطؑ کو، شام و فلسطین میں اپنے بیٹے حضرت اسحاقؑ کو، اور اندرونِ عرب میں اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو مامور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مکّے میں وہ گھر تعمیر کیا جس کا نام کعبہ ہے۔
اور اللہ ہی کے حکم سے وہ اس مشن کا مرکز قرار پایا۔

حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے دو بڑی شاخیں نکلیں ایک حضرت اسمٰعیلؑ کی اولاد جو عرب میں رہی۔ قریش اور عرب کے بعض دوسرے قبائل کا تعلق اسی شاخ سے تھا اور جو عرب قبیلے نسلاً حضرت اسماعیلؑ کی اولاد نہ تھے وہ بھی چونکہ ان کے پھیلائے ہوئے مذہب سے کم و بیش متاثر تھے، اس لیے وہ بھی اپنا سلسلہ انہیں سے جوڑتے تھے، دوسرے حضرت اسحاقؑ کی اولاد، جن میں حضرت یعقوبؑ، یوسفؑ، موسیٰؑ، داؤدؑ، سلیمانؑ، یحییٰؑ، عیسیٰؑ اور بہت سے انبیاء علیہ السلام پیدا ہوئے اور جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، حضرت یعقوبؑ کا نام چونکہ اسرائیل تھا اس لیے یہ نسل بنی اسرائیل کے نام سے مشہور ہوئی۔ ان کی تبلیغ سے جن دوسری قوموں نے ان کا دین قبول کیا انھوں نے یا تو اپنی انفرادیت ہی ان کے اندر گم کر دی یا وہ نسلاً ان سے الگ رہے۔ مگر مذہباً ان کے متبع رہے۔ اسی شاخ میں جب پستی و تنزل کا دور آیا تو پہلے یہودیت پیدا ہوئی اور پھر عیسائیت نے جنم لیا۔

حضرت ابراہیمؑ کا اصل کام دنیا کو اللہ کی اطاعت کی طرف

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بُلانا اور اللہ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کے مطابق انسانوں کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کا نظام درست کرنا تھا۔ وہ خود اللہ کے مطیع تھے، اس کے دیئے ہوئے علم کی پیروی کرتے تھے۔ دنیا میں اس علم کو پھیلاتے تھے اور کوشش کرتے تھے کہ سب انسان مالکِ کائنات کے مطیع ہو کر رہیں۔ یہی خدمت تھی جس کے لیے وہ دُنیا کے امام و پیشوا بنائے گئے تھے۔ ان کے بعد یہ امامت کا منصب ان کی نسل کی اس شاخ کو ملا جو حضرت اسحاقؑ اور حضرت یعقوب سے چلی اور بنی اسرائیل کہلائی۔ اسی میں انبیاء پیدا ہوتے رہے۔ اسی کو راہِ راست کا علم دیا گیا، اسی کے سپرد یہ خدمت کی گئی کہ اس راہِ راست کی طرف اقوامِ عالم کی رہنمائی کرے۔ اور یہی وہ نعمت تھی جسے اللہ تعالیٰ بار بار اس نسل کے لوگوں کو یاد دلا رہا ہے اسی شاخ نے حضرت سلیمان کے زمانے میں بیت المقدس کو اپنا مرکز قرار دیا۔ اس لیے جب تک یہ شاخ امامت کے منصب پر قائم رہی، بیت المقدس ہی دعوت الی اللہ کا مرکز اور خدا پرستوں کا قبلہ رہا۔"

(تفہیم القرآن جلد اول)

یہی وجہ ہے کہ حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ بیت المقدس کو اس وقت تک قبلہ بنائے رہے جب تک بنی اسرائیل کو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

باضابطہ امامت سے معزول کرنے کا خدائی اعلان نہ ہوا۔ اسی لیے مسلمانوں میں آج تک بیت المقدس کو قبلۂ اوّل ہونے کا شرف حاصل ہے اور تین مقدس زیارت گاہوں میں ایک بیت المقدس بھی ہے۔

(۱) خانہ کعبہ (۲) مسجد نبوی (۳) بیت المقدس۔

ایک مسلمان کو جتنی عقیدت ان تین مقامات سے ہو سکتی ہے حضورؐ کے اس قول سے ظاہر ہے کہ مذہبی تقدس کے جذبے سے کسی زیارت گاہ کا سفر اختیار نہ کرو مگر ان تین مقامات کے لیے بیت اللہ شریف مسجد نبویؐ، بیت المقدس۔

مسجدِ اقصیٰ اور معراج النبیؐ

قبلۂ اوّل بیت المقدس (مسجد اقصیٰ) کو سرورِ کائنات سیدِ عالم محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج سے، فضیلت کے اعتبار سے بڑا تعلق ہے۔ یہی وہ مقام ہے جس کا تذکرہ سورۃ بنی اسرائیل کے ابتدائی حصہ میں معراج شریف کے بیان کے ساتھ وابستہ ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝ ۱۷۔ بنی اسرائیل ۱۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

"پاک ہے وہ جو لے گیا ایک رات اپنے بندے کو مسجدِ حرام
(یعنی کعبہ شریف) سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے
ہماری برکت نے تاکہ اس بندے کو دکھلائیں اپنی قدرت کے
کچھ نمونے، بے شک وہی ہے سب کچھ سننے اور دیکھنے والا۔"

اس آیۂ کریمہ میں مسجد اقصیٰ کو بابرکت مقام قرار دیا گیا ہے۔ جہاں سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم اپنا حیرت انگیز شبانہ سفرِ نبوی کا ایک حصّہ پورا کرتے ہیں اور یہیں سے عالمِ ملکوت کی طرف پرواز کرنے کے لیے جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں آپ کے قدم مبارک کا بغیر کسی ہوائی جہاز یا راکٹ کے صدہا میل مکّہ معظمہ سے مسجدِ اقصیٰ میں تشریف فرما ہونا ہی بہت بڑا زبردست معجزہ ہے لیکن اس سے بھی کہیں زیادہ حیرت انگیز وہ سفر ہے جو یہاں سے شروع ہوا اور قدم مبارک اسی مقدس زمین سے اُٹھ گئے تاکہ کروڑوں، اربوں، کھربوں میل کی مسافت طے کر کے ملکوتی پرواز کے ساتھ انسانیت کا سردار اسی مقام پر پہونچ سکے جہاں شہنشاہِ کائنات کی طرف سے اُسے بلایا گیا تھا۔ ایک بار عالمِ ملکوت پر انسان کی فضیلت پھر واضح ہو گئی کہ جبرئیل امین ایک معین مقام پر ٹھہر گئے اور انسانیت اس سے بھی زیادہ عروج کی منزل طے کر گئی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔

تھک کے جبرئیل بھی رستے سے پلٹ آئے
کتنا اونچا ہے خدا جانے مسلماں کا مقام

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسجدِ اقصیٰ قبلۂ اوّل اور مقام محترم تو یوں بھی تھا۔ لیکن معراجِ نبوی میں حضورؐ کے سفر میں عالمِ ناسوت اور عالمِ ملکوت کا درمیانی مقام بھی مسجد اقصیٰ جب بن گئی تو عقیدت اور احترام و تقدس کا ایک اور تعلق بھی قائم ہو گیا۔ آدمیت کے عروج کی یہ داستان قرآن کی ۵۳ نمبر کی سورت میں کوئی دیکھے تو اُسے پتہ لگ جائے کہ فی الواقع حضورؐ کی عظمت، مرتبہ اور بلندی لا انتہا ہے۔ انسانیت کو آپ کی ذات سے بڑا شرف حاصل ہوا ہے۔ جس پہ رشک اگر فرشتوں کو بھی آنے لگے تو تعجب نہیں۔ ؎

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت یوسفؑ اور یہودی قوم

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ آپ ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں۔ زندگی کے آخری ایام میں حضرت نے فلسطین کے ایک گاؤں میں سکونت اختیار کی اس وقت آپ کے خاندان میں جو لوگ آپ کے ساتھ تھے وہ آپ کے بیٹے حضرت اسحاقؑ اور پوتے حضرت یعقوبؑ انہیں حضرت یعقوبؑ کا پیار کا نام اسرائیل بھی تھا۔ ان کی اولاد میں حضرت یوسف سمیت کل بارہ لڑکے تھے۔ جن میں سے ایک کا نام یہودہ تھا۔ بنی اسرائیل پر جب دینِ حنیف کا غلبہ کم ہوا تو نسل پرستی کا بھوت اُن پر سوار ہونے لگا۔ پھر یہ مسلم کے بجائے یہودی کہلانا زیادہ پسند کرنے لگے۔ حالانکہ اگر نسلی نام رکھنا تھا تو ابراہیمی، اسحاقی، یعقوبی کہلانا کافی تھا۔ لیکن جس طرح ہم کو مسلم کہلانے سے شافعی، حنفی، مالکی، دیوبندی، بریلوی، شیعہ، سنّی، کہلانا زیادہ پسند ہے، اسی طرح ان بے چاروں کو بھی یہودی کہلانا زیادہ اچھا معلوم ہوا،

حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹوں میں حضرت یوسف بھی ایک تھے،

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جنہیں اللہ تعالیٰ نے عظمت کے مینار پر متمکن فرمایا، قرآن پاک میں ایک سورۃ کا نام بھی سورۂ یوسف ہے، اسے بھی مطالعہ فرمائیے، ایک بہترین قصہ کے ساتھ بنی اسرائیل کو سلطنت کے دائرے میں آنے کی راہیں آپ پر منکشف ہوں گی۔ لیکن یہاں ہم چند ضروری باتوں پر ہی اکتفا کریں گے۔

حضرتِ یوسفؑ کے بھائیوں نے مارے حسد کے انہیں کنویں میں پھینک دیا۔ اپنی دانست میں تو یہ لوگ سمجھ بیٹھے کہ راستے کا کانٹا صاف ہوا لیکن خدا کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ راہ چلتے قافلے والوں نے انہیں اس کنویں سے نکالا اور مصر کے بازار میں بطور غلام کے بیچ ڈالا۔ مصر میں حضرت یوسفؑ کا خریدار حکومت کا ایک اعلیٰ حاکم بنا اور انہیں اپنے گھر کے کام کاج کے لیے رکھ چھوڑا۔ یوسفؑ جب جوانی پر پہنچے تو اُسی افسر کی بیوی اُن پر عاشق ہوئی۔ خدا کی مدد شاملِ حال ہوئی اور یوسفؑ کی عفّت اور ان کا ناموس بحفاظت رہا۔ اس عورت کی دعوتِ عشق کو انھوں نے رد کر دیا۔ عورت بپھری ہوئی شیرنی کی طرح اپنے جذبات کی تسکین کے لیے دروازے بند کر کے حضرت پر ٹوٹ پڑی۔ لیکن خدا نے حفاظت فرمائی۔ پھر بھی اس نے حضرت پر ہی دست درازی کا الزام لگایا۔ بے ایمان حکمرانوں کی پرانی سنت پر عمل ہوا۔ حضرت یوسفؑ کو جیل خانہ جانا پڑا۔ جرم کیا تھا؟ ؎

نرالی ہے عدالت منعمِ خود جسں کے قاضی ہیں　　یہاں جو بے خطا نکلے اسے چھوڑا نہیں کرتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جیل خانے میں وحدانیت کی دعوت حضرت یوسفؑ کی زبانی سورۃ یوسف کی ان آیات میں ملاحظہ فرمائیے :-

اِنِّیْ تَرَکْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ○ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَؕ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍؕ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَعَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ○ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُؕ ○ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِؕ اَمَرَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ○ ۱۲-یوسف - ۳۷- ۳۸- ۳۹- ۴۰-

"واقعہ یہ ہے کہ میں نے ان لوگوں کا طریقہ چھوڑ کر جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور آخرت کا انکار کرتے ہیں، اپنے بزرگوں، ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ہمارا یہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کام نہیں ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائیں۔ درحقیقت یہ اللہ کا فضل ہے ہم پر اور تمام انسانوں پر! کہ اس نے اپنے سوا کسی کا بندہ ہمیں نہیں بنایا] مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔ اے قید خانے کے ساتھیو! تم خود ہی سوچو کہ بہت سے متفرق رب بہتر ہیں یا وہ ایک اللہ جو سب پر غالب ہے؟ اس کو چھوڑ کر تم جن کی بندگی کر رہے ہو وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہیں کہ بس چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباواجداد نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کے لیے کوئی سند نازل نہیں کی۔ فرمانروائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے۔ اس کا حکم ہے کہ خود اس کے سوا تم کسی کی بندگی نہ کرو۔ یہی ٹھیٹھ سیدھا طریقۂ زندگی ہے۔ مگر اکثر لوگ جانتے نہیں۔"

یہ تقریر قید خانے کے دو ساتھیوں کو ان کے خواب کی تعبیر بتلانے سے قبل حضرت یوسفؑ نے فرمائی۔ اس تقریر سے بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ دعوتِ یعقوبی کا عکس حضرت یوسف کے ذہن پر برسوں سے باپ سے جدائی کے بعد بھی مٹ نہیں سکا۔ اور موقع پاتے ہی اپنے عقیدے کو واضح طور پر پیش بھی کر دیا۔ اور اللہ و آخرت کے منکروں کی ملت کو ترک کرنے کا اعلان بھی کر دیا۔ اللہ کی توحید کے لیے ایسا زبردست اور مضبوط عقیدہ رکھنے والی ذات

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اقدسؑ حضرت یوسفؑ ان بنی اسرائیلیوں کو اپنے انتساب کے لیے پسند نہیں آئی کہ وہ اپنے آپ کو یوسفی مشہور کرتے۔ مگر ایک معمولی بھائی یہودہ کے نام سے یہودی مشہور ہونا پسند کیا تاریخی طور پر نہ صرف عوام بلکہ علماء و فقہاء بنی اسرائیل بھی اس کھڈ میں گرنے سے بچ نہ سکے۔

خیر قصہ مختصر یہ کہ خواب کی تعبیر رہائی کا سبب بنی اور ربّ اکبر نے مصر کے تختِ سلطنت پر حضرت یوسف کو اپنی مخصوص تدبیروں سے متمکن کر دیا۔ مصری سلطنت پر قابض ہونے کے بعد کنعان سے اپنے والد حضرتِ یعقوبؑ اور تمام بھائیوں سمیت پورے خاندان کے ۶۷ افراد کو مصر میں لا بسایا۔ یہیں سے بنی اسرائیل کی مصر میں آمد کا دور شروع ہوا۔

ایک طرف حضرتِ یوسفؑ کا اقتدار اعلیٰ منہاج النبوّۃ پر قائم ہوا۔ دوسری طرف آپ ہی کی سرپرستی میں مصری عوام کو دینِ ابراہیم کا درس، خاندانِ اسرائیل کے افراد کے ذریعہ جاری ہوا۔ رفتہ رفتہ مصری عوام میں یہ بات عام ہوئی۔ حضرت یعقوبؑ سے نسلی تعلق رکھنے والے ان بنی اسرائیلیوں کو ملک میں اقتدارِ اعلیٰ پر متمکن ہونے کے سبب سے بلند ترین درجہ ملا ہوا۔ اور مزید عروج و استحکام کا ذریعہ خدا کے دین کی دعوت ثابت ہوئی۔

لگ بھگ چار سو سال تک مصری اقتدار بنی اسرائیل کے ہاتھوں میں رہا۔ اہلِ مصر میں جو لوگ اسلام لائے ان کا مذہب ہی نہیں بلکہ تہذیب، تمدّن،

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور طرزِ زندگی غیر مسلم مصریوں سے الگ تھلگ ہو گیا۔

اب یہ اسرائیلی قافلہ دورِ موسیٰ تک لگ بھگ بیس لاکھ کی تعداد تک پہنچ گیا۔ خاندانِ یعقوبی کی اولاد اور دوسرے فرزندانِ توحید اپنے مقام کو بھول کر مصری تمدن اور تہذیب کے مشرکانہ عقائد و اعمال میں گرفتار ہوئے ٹھیک آج کے ہندوستانی مسلمانوں کی طرح جنہوں نے اپنی ہمسایہ قوموں کی بہت سی رسمیں اور بت پرستی کے بہت سے عقائد باطلہ کو زبردستی اپنے بزرگوں کی تعلیم میں خلط ملط کرنے لگے اور قبر پرستی کی ایک نئی شریعت قرآن و حدیث کے مقابلے میں کھڑی کر دی۔

یہی جرم صدیوں پہلے بنی اسرائیل کر چکے تھے۔ اور ٹھیک اسی شرک کو مٹانے اور بنی اسرائیل کو سدھارنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے متعدد انبیاء کرام ان میں مبعوث فرمائے۔ یہ ظالم شرک و بت پرستی میں اپنی ہم سایہ قوموں سے لیے ہوئے مستعار عقائد کی محبت میں اتنے اندھے ہو چکے تھے کہ انبیاء کرام کو قتل کرنے میں بھی انہیں حجاب نہیں رہا۔

قتلِ انبیاء اور شرک جیسے عظیم اور ناقابلِ معافی جرم کے سبب ان پر اللہ تعالیٰ کا غصہ بھڑک اٹھا۔ اور فرعونیوں کی غلامی میں یہ لوگ ایسے جکڑے گئے کہ اگر حضرت موسیٰؑ جیسے جلیل القدر، کلیم اللہ، اور صاحبِ توراۃ نبی نہ بھیجے جاتے تو عالم میں ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہ پاتا۔ ـــ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت موسیٰؑ کی مسلسل جدوجہد کے بعد خدا نے بنی اسرائیل کو نجات دی اور نہ صرف مصر، بلکہ فلسطین جو حضرت یعقوبؑ کا آبائی وطن تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد فرمایا۔ اور توراۃ کو روئے زمین پر قائم کرنے کی جوابدہی ان پر ڈالی گئی، جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔

لیکن جب دور موسیٰؑ کے بعد ان میں پھر بگاڑ آیا تو وہی کچھ حرکتیں انھوں نے شروع کیں جو حضرت موسیٰؑ سے قبل مصر میں کرتے آرہے تھے۔ مگر پھر بھی کلّی طور پر انھوں نے دینِ موسیٰؑ کو چھوڑا نہیں تھا۔ اور توراۃ کو ترک نہیں کیا تھا۔ البتہ ان کے بعض مکّار اور دُنیا پرست عالم و رہبان توراۃ میں کتر بیونت کر کے دین کا حلیہ ضرور بگاڑتے رہے۔ اسی دینی بگاڑ کو دور کرنے کے لیے اور توراۃِ مقدس کے احکامات کو علیٰ حالہٖ برقرار رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلسل انبیاء علیہم السلام کی بعثت ان میں جاری رکھی حتیٰ کہ حضرتِ مسیحؑ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی ہدایت کے لیے سلسلۂ انبیاء بنی اسرائیل کے آخر میں بھیج کر اسرائیلی انبیاء کے تسلسل کو موقوف فرما دیا، اور مسیح ابن مریمؑ کی زبانِ مبارک سے احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کی منادی کرادی۔

بائبل میں یہودی کفریات

آمدِ مسیحؑ کے قبل بنی اسرائیل میں انبیاء کی بعثت کے موقع پر جب جب اس بگڑی ملّت کے صالح افراد نبیوں کے جھنڈے تلے جمع ہوئے تو اللہ تعالیٰ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نے بڑی بڑی سلطنتیں بھی ان کے دم سے قائم کر دیں۔ حضرت داؤد اور سلیمان کا دور اس بات پر بیّن شہادت ہے۔

لیکن ملت کا بگاڑ کسی سیاسی طاقت کے ذریعہ اس وقت دور ہوتا ہے جبکہ شریعت خداوندی کی پابندی کا جذبہ ملت میں پایا جاتا ہے۔ یہاں تو حضرت داؤد و سلیمان علیہ السلام کے دُنیا سے جانے کے بعد بنی اسرائیل کے بدکار و مشرک سیاسی و مذہبی رہنماؤں نے خود اپنے سلاطین اور انبیاء کی سیرتوں کو اس طرح سے مسخ کر دیا کہ خدا کا کوئی نبی تو کیا معمولی سیرت کا حامل مومن بھی ایسی سیرت سے ہزار بار اللہ کی پناہ مانگے گا۔

بنی اسرائیل کے اس گھناؤنے جرم پر آج بھی توریت کے محرّف نسخے گواہی دیتے ہیں۔ نہ صرف حضرت داؤد و سلیمان کے ساتھ ہی ان ظالموں نے ایسی گستاخی کی ہے بلکہ بہت سے نبیوں کو اپنی سیرت کی گراوٹ پر لے آئے ہیں تاکہ دُنیا سے اپنی بدکاری پر طعنے سنتے وقت یہ کہہ سکیں کہ یہ اعمالِ بد تو ہم کو فلاں نبیوں کی سیرت سے ملے ہیں، خدا کی پناہ! قلم میں ہمت نہیں کہ ان واقعات کو نقل کر سکے۔ مگر اس کا کیا علاج ہے؟۔ اب اس مردود قوم کو برسرِ عام بے نقاب کرتے کے لیے خود ان کی اپنی تحریف شدہ کتبِ مقدسہ کو سامنے لائے بغیر چارہ نہیں۔ ایک مسلمان کا عقیدہ توراۃِ مقدس پر ایسا ہی ہوتا ہے جیسا قرآنِ پاک اسے مکلف قرار دیتا ہے۔ مگر جب اس بگڑی امت نے خود اپنی مذہبی کتاب

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے سہارے اپنی بداعمالی اور بدکاری کو آج بھی منظرِ عام پر رکھا ہے تو اسے پیش کرنا چاہیے۔

حضرت لوطؑ ہوں یا ابراہیمؑ و داودؑ، سلیمانؑ ہوں یا اسحاقؑ سب اللہ کے نیک اور برگزیدہ بندے ہیں۔ قرآن پاک نے ان کی تعریف میں یہ کہا کہ:

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ۝

(۳۸-ص آ ۴۷)

"اور وہ حضرات ہمارے یہاں سب سے اچھے اور منتخب لوگوں میں سے ہیں۔"

ان مقدس ہستیوں کو اللہ پاک نے انسانوں کو اپنا پیغام پہنچانے اور نیکی و ہدایت کی طرف بلانے کے لیے دنیا میں بھیجا تھا۔ ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی سند خود اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ مگر بائبل میں ان مقدس ہستیوں پر ایسے ایسے رکیک الزامات اور بے ہودہ تہمتیں لگائی گئی ہیں کہ جن کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہم بائبل کے چند ابواب کا ذکر کر رہے ہیں تا کہ قرآن کریم سے تقابل کر کے بائبل کی تحریف کا اندازہ کیا جا سکے۔

- "لوطؑ نے شراب سے بدمست ہو کر اپنی بیٹیوں سے زنا کیا۔"

(پیدائش ۹ / ۳۱ تا ۳۸)

- بڑھاپے میں داودؑ کا پہلو گرم کرنے کے لیے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ملک کی جوان کنواری حسینائیں لائی جاتی تھیں (سلاطین ۱ / ۱ تا ۴)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

- " داوٴد نے اوریاہ کی بیوی کو محل میں بلا کر اس سے زنا کیا " (۲ سموئیل ۱۱/۴)
- " اور پھر اوریاہ کو قتل کروا کر اس کی عورت کو بیوی بنا لیا "
(۲۔ سموئیل ۱۲/۱)
- " حضرت سلیمانؑ اسی عورت سے پیدا ہوئے " (متی ۱/۶)
- " سلیمان بوڑھے ہو گئے، تو ان کی بیویوں نے ان کا دل غیر معبودوں کی طرف مائل کر دیا " (۱۔ سلاطین ۱۱/۴)

خدا مجھے معاف کرے۔ دل پر پتھر رکھ کر یہودی کفریات ان کی کتب سے نقل کر دیں۔ تاکہ معلوم ہو کہ یہودی کیا کچھ ہیں۔

بائبل نے نعوذ باللہ پیغمبروں کو شرابیوں، زانیوں، قاتلوں، مشرکوں اور بُت پرستوں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا۔ اس سے بڑھ کر انبیاء علیہم السّلام کی بے ادبی ساری دُنیا میں کسی قوم نے نہیں کی۔

دیکھا آپ نے بنی اسرائیل کی اپنے انبیاء کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کو!

اب یہ بنی اسرائیل، بنی اسرائیل نہیں رہے تھے بلکہ نسلی تفوّق اور برتری کے جذبے نے انہیں مسلم اور اسرائیل سے صرف یہودی بنا کر چھوڑا۔ اور یہ اب عالم ہیں، آسمانی آواز کے مطابق یہودی بن جانے والے مشہور ہوئے، قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جا بجا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا (اے وہ لوگو جو یہودی بن گئے) کہہ کر مخاطب کیا ہے۔ یعنی یہ خود ہی یہودی بن بیٹھے۔ خدا نے اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اس کے کسی نبی نے انھیں یہودی بن جانے کا حکم نہیں دیا تھا، جس طرح آج ہم ہزار ٹولیوں میں بٹے ہوئے ہیں مگر الحمدللہ ایک موقع پر تو مان لیے جاتے ہیں کہ ہم سب مسلمان ہیں اعدار دین وملت جب اپنے خونخوار پنجوں میں جکڑتے ہیں تو ہم سب کو مسلمان ہی دیکھتے ہیں۔ وہ پھر مطلق تمیز نہیں کرتے کہ شیعہ ہے یا سُنّیؔ، رافضی ہے یا وہابی، مقلّد ہے یا غیر مقلّد۔ خیر بحمداللہ ہم اتنے بیمار نہیں ہیں کہ لا علاج مریض بن چکے ہوں۔ البتہ کبھی کبھار روگ بڑھ جانے پر کچھ نہ کچھ مزاج پُرسی کرا دی جاتی ہے کہ ہم ملّتِ اسلامی میں واپس پلٹ آئیں مگر بنی اسرائیل، یہود ہو کر پھر ملّتِ اسلامی میں پلٹ کر واپس نہ آئے اور اجتماعی طور پر دین ابراہیمی کو چھوڑ کر یہودی اور صرف یہودی بن گئے، اور آج تک ان کو دینِ ابراہیمی میں واپس آنا نصیب نہ ہوا۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر موقع دیا گیا کہ ملتِ ابراہیمی پر لوٹ آئیں۔ ان میں سے جو صالح افراد یہودیت سے نکل کر اس ملّتِ اسلامی میں واپس آئے وہ آج بھی ہمارے ہیرو ہیں۔ جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر افراد۔ آپ کو تعجب ہوگا کہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو تمام مسلمانوں کی ماں ہیں، ایک بڑے یہودی عالم کی بیٹی تھیں۔ بنی اسرائیل اور یہودیں جو سعید تھے وہ تو دربارِ نبوّت کے پروانے بن گئے۔ اور جو شقی و بدبخت تھے ان کو روشنی نورِ محمدیؐ سے بھی نہ مل سکی۔ سچ ہے:۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وَمَنۡ لَّمۡ يَجۡعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوۡرًا فَمَا لَهٗ مِنۡ نُّوۡرٍ ۝

(۲۴ - النور - ۴۰ -)

"جسے اللہ روشنی سے محروم کر دے اُسے روشنی کہیں بھی نہیں مل سکتی۔"

اور یہی بدبخت گروہ اب عالمِ اسلام تو کیا ساری دُنیائے انسانیت کے لیے ایک عظیم خطرہ ہے جس قوم کی کوکھ سے انبیائے کرام پیدا ہوئے، بعد ازاں جب وہ مرتد ہوئی تو اسی قوم سے دجّال مردود کا پیدا ہونا ہی باقی ہے۔ اور یہ ہوگا بھی۔ احادیث نبوی میں فتنۂ یہود اور دجّال کی جو کچھ پیش خبری ہے وہ دنیا کی کسی کتاب میں آپ کو نہیں مل سکتی۔

اپنی زبان و قلم سے ہم اس مضمون کو طول دینا نہیں چاہتے۔ بلکہ اب ہم آیاتِ قرآنی سے حقیقتِ یہود کو بے نقاب کریں گے اس لیے اب سلسلہ وار ان آیاتِ قرآنی کو ہم آگے درج کریں گے جو کلام پاک میں اس مرتد قوم کے متعلق بیان فرمائی گئی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بنی اسرائیل کون تھے؟

يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَوْفُوْا بِعَهْدِيْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ ۚ وَاِيَّايَ فَارْهَبُوْنِ ○ (۲۔ البقرۃ ۔ ۴۰۔)

"اے بنی اسرائیل! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کیے اور اس اقرار کو پورا کرو جو تم نے مجھ سے کیا۔ میں بھی اس اقرار کو پورا کروں گا جو میں نے تم سے کیا تھا۔ اور تم صرف مجھ سے ڈرتے رہنا۔"

اسرائیل کے معنی ہیں عبداللہ یا بندۂ خدا۔ یہ حضرت یعقوبؑ کا لقب تھا جو انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کیا گیا تھا، وہ حضرت اسحاقؑ کے بیٹے اور حضرت ابراہیمؑ کے پوتے تھے۔ انہیں کی نسل کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے انہیں میں حضرت موسیٰؑ پیدا ہوئے اور توریت اُتری۔ حضرت موسیٰ نے انہیں فرعون کے مظالم سے خلاصی دلاکر ملک شام میں لا بسایا۔ اللہ تعالیٰ نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بنی اسرائیل سے اقرار لیا تھا کہ احکاماتِ توریت پر قائم رہو گے اور جو بھی نبی میں بھیجوں گا اس کے مددگار ہو گے، یہی تھا وہ عہد جو بنی اسرائیل سے لیا گیا تھا آج بھی توریت میں جابجا اُسے دیکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً بائبل کی کتاب استثناء باب ۲۶ آیت ۱۷ میں بتایا گیا کہ

"اے بنی اسرائیل تو نے آج کے دن یہ اقرار کیا ہے کہ خداوند میرا خدا ہے۔ اور میں اس کی راہوں پر چلوں گا اور اس کی شرطوں اور اس کے حقوق اور اس کے احکام کو مانوں گا اور اس کی آواز کو سنوں گا۔"

تاریخی طور پر یہاں ایک بات سمجھ لینی چاہیے تاکہ آئندہ مضامین کے احاطے کے لیے مفید ثابت ہو کہ حضرت ابراہیمؑ عراقی پھر شامی پھر حجازی تھے۔ آپ کی ذاتِ اقدس سے دو نسلیں چلیں جن کا زمانہ ۲۱۶۰ سنہ سے ۱۹۸۵ سنہ قبل مسیح سے شروع ہوا۔ ایک نسل بی بی ہاجرہ علیہا السلام مصری کے بطن کے فرزند حضرت اسماعیلؑ سے چلی جو بنی اسماعیل کہلائی۔ آگے چل کر اسی کی ایک شاخ قبیلۂ قریش بنی۔ ان کا وطن حجاز و عرب رہا۔ دوسری نسل حضرت ابراہیم کی دوسری بی بی، بی بی سارہ علیہا السلام عراقی کے بطن سے حضرت اسحاقؑ اور ان کے فرزند حضرت یعقوبؑ (عرف اسرائیل) سے چلی جو بنی اسرائیل کہلائی۔ اس نسل کا وطن ملک شام رہا۔ قدیم جغرافیہ میں فلسطین

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کوئی الگ ملک نہ تھا بلکہ ملکِ شام ہی کا ایک جز تھا۔ بنی اسرائیل کا عروج صدیوں تک رہا۔ توحید کی علمبردار دنیا میں یہی قوم رہی۔ انبیاء و مرسلین ان کے درمیان آتے رہے۔ بڑے بڑے عابد و زاہد ان میں پیدا ہوتے رہے۔ حکمران، سلاطین اور فوجی جنرل اس نسل کی کوکھ سے دُنیا میں آئے۔ اس طرح "بنی اسرائیل" آگے چل کر ایک قومی و نسلی اصطلاح بن کر رہ گئی۔ اور مذہبی حیثیت سے بگڑتے بگڑتے یہ نسل یہودی مشہور ہوئی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مدینہ میں نزولِ قرآن کے وقت
بنی اسرائیل کو دعوتِ ایمان

وَاٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ وَلَا
تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۭ بِهٖ ۠ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ
ثَمَنًا قَلِيْلًا ؗ وَّاِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ○ (۲۔ البقرہ ۔ ۴۱)

"اور اِس کتاب پر ایمان لے آؤ جو میں نے اب نازل کی ہے۔ یہ کتاب اس کتاب کی تصدیق کرتی ہے جو تم کو دی گئی تھی۔ لہٰذا سب سے پہلے منکر تم نہ بن جاؤ۔ اور میری آیات میں تحریف کر کے ان کے بدلے دنیاوی منفعت نہ حاصل کرو اور میری ناراضی سے بچو۔"

نزولِ قرآن کے وقت مدینۂ طیبہ میں جو یہودی آبادی تھی انہیں یہاں خطاب کیا گیا ہے۔ اور انہیں قرآن کریم پر ایمان لانے اور اس کام میں شرکت کرنے کی دعوت دی گئی جو خود ان کا اپنا کام تھا۔ انہیں بتایا گیا کہ یہ قرآن

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور یہ نبیؐ وہی پیغام اور وہی کام لے کر آئے ہیں جو اس سے پہلے تمہارے انبیاء اور تمہارے پاس آنے والی آسمانی کتابوں میں موجود ہیں تاکہ تم خود بھی اس پر چلو اور دنیا کو اس کی طرف بلانے اور چلانے کی دعوت دو۔ یہ کوئی بیگانہ اور اجنبی دعوت نہیں ہے۔ یہ تمہاری اپنی چیز ہے۔ لہذا اس کا انکار کرنے میں پہل نہ کرو۔ اور جانتے بوجھتے حق کی مخالفت نہ کرو۔

ساتھ ہی انہیں یہ یاد دلایا کہ اللہ کی کتاب میں تحریف کر کے مالی منفعت اور مذہبی چودھراہٹ جو تم نے حاصل کی ہے وہ خدا کی ناراضگی کا سبب بنے گی۔ اس لیے تم کو چاہیے کہ اب ان حرکتوں سے باز آجاؤ ورنہ تمہاری دیکھا دیکھی جتنے لوگ قرآن کا انکار کریں گے ان سب کے بانیٔ اول تم ہو گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دعوتِ اقامتِ صلوٰة

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوةَ وَ ارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۝ (۲۔ البقرہ ۴۳۔)

"نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور جو لوگ میرے آگے جھک رہے ہیں ان کے ساتھ تم بھی جھک جاؤ۔

نماز اور زکوٰۃ ہر زمانے میں دینِ اسلام کے اہم ترین ارکان رہے ہیں۔ تمام انبیاء کی طرح انبیا بنی اسرائیل نے بھی اس کی سخت تاکید کی تھی. مگر یہودی ان سے ٹھیک ایسے ہی غافل ہو چکے تھے جیسے آج کے مسلمان نماز و زکوٰۃ سے لاپروا ہو چکے ہیں.

نماز باجماعت کا نظام یہودیوں میں متروک ہو چکا تھا، اور ان کی اکثریت بھی انفرادی نماز کی ایسی ہی تارک ہو چکی تھی جیسی آج کی اُمّتِ محمدیہؐ۔

غور کیجیے اس آیتِ کریمہ پر کہ یہود کو اقامتِ صلوٰۃ اور ایتاءِ زکوٰۃ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی دعوت دینے والے دینِ حق کے پیرو آج کس حالت میں پہنچ گئے ہیں، آخر ہم کو عالم یہود پر فضیلت اسی لیے دی گئی تھی کہ ہم ارکانِ دین کو ان کے مقابلے میں زیادہ مستعدی سے قائم کرنے والے تھے۔ مگر زمانہ حال میں مسلمانوں کا حال کسی سے چھپا نہیں رہا۔ ان کے پاس سب کچھ ہے مگر احکاماتِ الٰہی کی پابندی نہیں۔ پس یہی چیز یہود کے مقابلے میں مسلمانوں کی ذلت و رسوائی کا باعث کہی جائے تو کیا غلط ہے؟

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بے عمل علماء یہود

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

(۲- البقرۃ ۴۴)

"تم دوسروں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب کی تلاوت بھی کرتے ہو۔ کیا تم عقل سے کام نہ لوگے؟"

یہود کا مذہب صرف دوسروں کو احکام شرع بتانے پر موقوف تھا۔ اور یہ شرعی احکامات ان کے علماء و رہبان کی فقہی آراء اور ان کی نسلی اور قومی تاریخ پر زیادہ مشتمل تھے۔ کتابِ الٰہی کا حصہ اس میں کم سے کم تھا۔ مگر روئے زمین پر وہ ایک ایسا مذہبی گروہ تھے جنہیں قرآن نے اہلِ کتاب کہہ کر مخاطب کیا اس لیے ان کے مذہبی عقائد و خیالات کا اثر عوام الناس پر نزولِ قرآن کے وقت بہرحال موجود تھا۔ انہیں اسی پر تنبیہ کی گئی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ خدا کی کتاب کی تلاوت اور عقل دونوں کی مدد سے وہ خود اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوں۔ ساری دنیا اگر عالم و عاقل بن جائے اور تم دوزخ کے ایندھن بنو تو یہ بات کوئی سمجھداری کی نہ ہوگی۔ بلکہ تمہارے اپنے نقصان اور ابدی خسران کی ہوگی۔ توریت میں جا بجا ایسے بے عمل علماء کی مذمت کی گئی ہے۔

اِس حکم قرآن کے معلوم ہونے کے بعد ہم مسلمانوں پر بھی لازم ہے کہ ہم تلاوتِ کلام اللہ اور عقل کی روشنی میں اپنے نفس کو نیکی اور راستی کا پابند بنائیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

صحیح راہِ عمل

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۚ وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ
إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِينَ ۝ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم
مُّلٰقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رٰجِعُونَ ۝ ع ۲ ۔البقرہ ۴۵/۴۶

"اور صبر و نماز سے سہارا حاصل کرو۔ بے شک نماز کی پابندی ایک دشوار امر ہے مگر ان پر کچھ بھی مشکل نہیں جو خوفِ خدا رکھتے ہیں اور جو یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں آخرکار اپنے رب سے ملنا ہے اور اسی کی طرف پلٹ کر جانا ہے۔"

یہود میں جب خوفِ خدا اور آخرت کا یقین رخصت ہوا تو چند صالح افراد کو چھوڑ کر پوری قوم ترکِ صلوٰۃ کی مجرم ہوئی۔ آج یہی حال ہم مسلمانوں کا ہے۔ اللہ کا خوف جب دلوں سے جاتا رہا تو نماز باقی رہ پاتی بھی تو کب تک؟ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غیر اللہ کے خوف سے ہم دوچار ہیں طاغوت کے جبڑوں میں اپنے آپ کو کسا ہوا پاتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جو کچھ کسر اس سلسلے کی رہ گئی تھی، وہ عالم اسلام پر یہود کی یلغار نے پوری کردی۔ یہودیوں سے مسلمان نہیں ہارا، بلکہ بے عمل امّتِ سابقہ نے بے عمل امّتِ موجودہ پر ہاتھ ڈال دیا۔ اب بھی ان یہود کا مقابلہ کرنے کا ہتھیار صرف ایک ہی ہے کہ ہم اللہ کا خوف اپنے اندر پیدا کریں۔ نماز و صبر سے کام لیں، مادّی طاقت اگر مقدار میں کم بھی ہوگی تو نصرتِ الٰہی اس کمی کو پورا کردے گی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عقیدۂ آخرت کا بگاڑ اور اس کے بانی

یٰبَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ اذْکُرُوْا نِعْمَتِیَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتُ عَلَیْکُمْ وَاَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعٰلَمِیْنَ ○ وَاتَّقُوْا یَوْمًا لَّا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّلَا یُقْبَلُ مِنْھَا شَفَاعَۃٌ وَّلَا یُؤْخَذُ مِنْھَا عَدْلٌ وَّلَا ھُمْ یُنْصَرُوْنَ ○ (۲-البقرہ ۴۷-۴۸)

"اے اسرائیل کے بیٹو یاد کرو میری اس نعمت کو جس سے میں نے تمہیں نوازا۔ اور ساری دنیا پر اس وقت تمہیں فضیلت دی تھی۔ اور ڈرو اس دن سے جب کوئی نفس کسی کے کچھ کام نہ آسکے گا اور نہ اس دن کسی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اور نہ فدیہ لے کر کسی کو چھوڑا جائے گا۔ اور نہ اس دن کسی کی طرف داری چل سکے گی"

یہ تذکیر نعمت اس وقت کی بیان ہو رہی ہے جبکہ بنی اسرائیل واقعی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بنی اسرائیل تھے اور ان کے ہاتھوں میں خدا کی کتاب تھی اور اُن کی گردنوں میں اُن کے نبیوں کی اطاعت کا پٹہ پڑا ہوا تھا۔ تب واقعی تمام دنیا کی قوموں میں ایک بنی اسرائیل ہی ایسی قوم تھی جس کے پاس اللہ کی کتابوں کا علم تھا۔

مگر اب ان کے بگاڑ کی نشان دہی کی جارہی ہے کہ جس کی وجہ سے آستانۂ عرشِ عظیم سے انہیں دھتکارا گیا۔ ان کا بگاڑ یہی کچھ تھا کہ ہم اللہ کے نبیوں کی اولاد ہیں، بڑے بڑے مرسلین، زہاد، اتقیاء، اور اولیاء سے نسبت رکھتے ہیں ان کا دامن پکڑے ہوئے ہیں، ہماری بخشش انہیں بزرگوں کے ذریعہ ہو جاتی ہے، خدا کو اپنے پیاروں کی اولاد کی بات مانے بغیر چارہ نہیں ہے۔ نعوذ باللہ۔ گویا خدا کے دربار کو پارلیمنٹ سمجھ رکھا تھا کہ جہاں ایک منسٹر دوسرے منسٹر یا صدر پر دباؤ ڈال کر بات منوا سکتا ہے، چاہے قانون میں گنجائش ہو یا نہ ہو۔

انہیں عقائد باطلہ کی وجہ سے یہ لوگ خیر سے لاپرواہ، گناہوں کے چکر میں گھرے رہتے تھے، ظاہر ہے کہ ایسی قوم نماز، روزہ، تقویٰ، صبر، ایثار، زکوٰۃ جیسے نفس کو روندنے والے اعمال کرنا بھی چاہتی تو نہ کر سکتی تھی اسی لیے ان کے عقائد باطلہ کا تجزیہ کر کے حقیقت حال سمجھائی گئی، ساتھ ہی ساتھ بنی اسرائیل کے مقام پر شہادتِ حق ادا کرنے کے لیے امت محمدیہ کا تقرر ہونے جارہا تھا، اس لیے اس گمراہ قوم کی داستان بڑی تفصیل سے بیان کردی گئی تاکہ یہ امت بھی ان وادیوں میں بھٹکتی نہ پھرے جہاں یہود بھٹکتے آرہے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہیں مگر افسوس ہم مسلمانوں کی حالت بھی عقائد میں کچھ ایسی ہی پائی جاتی ہے۔

ع یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دورِ موسیٰؑ اور یہود

وَاِذْ نَجَّیْنٰکُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَکُمْ وَیَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَکُمْ ؕ وَفِیْ ذٰلِکُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ عَظِیْمٌ ۝ (۲- البقرۃ ۴۹)

"اور وہ وقت یاد کرو جب ہم نے تمہیں قومِ فرعون کی غلامی سے نجات دلائی، جو تم پر بڑے ستم توڑ رہے تھے، تمہارے بیٹوں کو قتل کر ڈالتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے تھے۔ اس میں تمہارے رب کی طرف سے تم پر زبردست بلا ڈالی گئی تھی۔

ملکِ مصر وہی تھا۔ تختِ یوسفیؑ بھی موجود تھا۔ مگر بنی اسرائیل اب مسلکِ توحید سے ہٹ چکے تھے۔ پھر بھی خدا نے ان کے سدھار کے لیے انتظامات فرمائے۔ مگر یہ ظالم اس کا الٹا اثر لیتے تھے۔ راہِ راست پر چلنے کی دعوت دینے والوں کو قتل کر ڈالتے تھے۔ خدا کے غضب کو انھوں نے خود دعوت دی، اسی لیے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اُسی ملکِ مصر میں جہاں دورِ یوسفی میں ان کی حکومت قائم ہوئی تھی، فرعون نامی ایک خاندان کا انہیں محکوم بنا دیا۔ کل کے مصری سلطان آج کے غلام بنا دیئے گئے اور غلام بھی ایسے کہ تاریخِ انسانی میں ایسی ذلت، بے چارگی، پستی اور مسکنت کسی قوم پر نہیں گزری۔ اسی ذلت آمیز سزا کا تذکرہ یہاں کیا گیا ہے۔

تصور کیجیے ان کی پستی کا کہ ان کی نظروں کے سامنے ہر پیدا ہونیوالے لڑکے کا سر قلم کر دیا جاتا اور لڑکی کو زندہ چھوڑ دیا جاتا سارے ملک میں اس قوم سے ہر ذلیل کام، حتیٰ کہ گھر کے برتنوں کی صفائی میں بھی جبراً بیگار لی جاتی۔ منبر و محراب میں توحید کا درس دینے والے جب بگڑتے ہیں تو اسی طرح کے عذاب ربِّ کائنات کی طرف سے ان پر مسلط ہو جاتے ہیں۔

ظلم بہرحال ظلم ہے۔ اس ظلم کی جب انتہا ہوئی تو ربِّ اکبر نے ایک طرف تو بنی اسرائیل کے حق میں اس بلائے عظیم کو ان کے گناہوں کی دنیوی سزا کا بدل بنا دیا۔ اور انہی مظالم کی وجہ سے آلِ فرعون پر قہرِ خداوندی ٹوٹ پڑا۔ یہی ظلم حضرتِ موسیٰؑ کی بعثت کا باعث بنا۔ اگر ان یہود کو اُمتِ موسیٰؑ بننے کا موقع ربِّ اکبر نہ دیتا تو آج کیا آج سے تین ہزار سال قبل ہی اس کا وجود مٹ چکا ہوتا۔

عالمِ انسانیت کے معماروں کو گارے اور اینٹ کی عمارتوں پر لگا دینا ہی کچھ کم عذاب نہیں تھا۔ اس پر اولاد کے قتل جیسا بھیانک عذاب حاکمِ وقت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے ہاتھوں ٹوٹا جس کے تصوّر ہی سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لیکن مسلمانو! تم بھی سمجھ لو کہ سقوطِ بغداد اور فتنۂ تاتار کے وقت دریائے دجلہ بھی تمہارے خون سے رنگین کرنے میں "حاکمِ اعلیٰ" کا اسی طرح کا کوئی فرمان کام کر گیا ہوگا۔ واقعۂ بغداد تو پچھلی نسل نے دیکھا ہے جو زیرِ زمین ہو چکی۔ لیکن سقوطِ یروشلم اور غیروں کے ہاتھوں مسجدِ اقصیٰ کی بے حرمتی آخر کونسا انعامِ خداوندی ہے جو تمہیں دیا گیا؟۔

اس غلط فہمی میں نہ پڑنا کہ یہود خدا کے پیارے تھے اس لیے ان سے پٹوانا آزمائش قرار دیا جا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جب عالمِ انسانیت کی ہدایت کے لیے کسی امت کو سرفراز فرماتا ہے پھر جب وہ امت مسلکِ توحید کو چھوڑ کر شرکیہ اعمال میں گرفتار ہوتی ہے تب ان کو سزا دینے کے لیے اولیاء اللہ نہیں بھیجا کرتا۔ بلکہ عِبَادًا لَّنَآ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ (سخت جنگجو اور بے رحم بندے) ہی مقرر فرماتا ہے۔ اسی لیے مصر میں جب یہود کی پٹائی ہوئی تو نیک لوگوں کے ذریعہ نہیں بلکہ آلِ فرعون کے ذریعہ جو خدا کے نزدیک اصحابِ نار اور مردود تھے۔ انہیں کے ہاتھوں یہود کو ذبح کرایا گیا۔ اب تو آپ سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ قانونِ خداوندی یہی ہے۔ آپ کے ساتھ بھی صدیوں سے کاتبِ تقدیر یہی کچھ کر رہا ہے۔ بڑھو اور اس کے دامنِ رحمت میں جگہ پانے کی سعی اور کوشش کرو اور دعا کرو کہ:-

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وَاكْتُبْ لَنَا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَا اِلَيْكَ ط

(۷۔ الاعراف ۱۵۶۔)

"اے ہمارے مالک! اِس دنیا کی بہتری اور آخرت کی کامیابی ہمارے لیے لکھدے۔ ہم تیری راہ پر پڑ چکے ہیں۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دشمن غرقِ دریا ہوئے

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَيْنٰكُمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ (۲۔ البقرۃ ۵۰۔)

" اور یاد کرو وہ وقت، جب ہم نے سمندر پھاڑ کر تمہارے لیے راستہ بنایا اور تمہیں نجات دلائی۔ اور آلِ فرعون کو غرقِ آب کیا اور یہ سب تم دیکھ ہی رہے تھے۔"

حکومتِ وقت یعنی فرعون نہ تو انہیں مصر میں ٹھیک سے جینے دیتا تھا اور نہ ہی ملک چھوڑ کر چلے جانے دیتا تھا۔ ایسے موقع پر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں حضرت موسیٰ کو مبعوث فرمایا، ان کا قصہ آگے جہاں مضمون کی مناسبت سے ضرورت ہوگی آوے گا۔ یہاں اتنی بات جان لینی چاہیے کہ حضرت موسیٰؑ کی برسوں کی جدوجہد کے بعد جب انہیں مصر سے نکل جانے کا موقع نصیب ہوا تو راستہ معلوم کرنے میں کچھ ایسی گڑبڑ ہوئی کہ بجائے خشکی کے راستے کے ساحل سمندر پر یہ قوم راتوں رات پہنچ گئی۔ خدا کی طرف سے یہ ایک زبردست امتحان تھا اور یہ امتحان اس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قوم پر خدا کے احسان کا باعث بنا۔ ایک طرف سمندر ہے تو دوسری طرف فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت ان کے تعاقب میں آ پہنچا۔ بنی اسرائیل چیخ اٹھے کہ اِنَّا لَمُدْرَکُوْنَ (ہم تو پکڑے گئے)

حضرت موسیٰؑ کو اللہ تعالیٰ نے زبردست معجزات سے سرفراز فرمایا تھا اور یہ اللہ کی طرف سے عنایت شدہ ان کی بہت بڑی طاقت تھی۔ بنی اسرائیل تو یوں بھی صرف استخلاصِ وطن یا فرعونیوں سے پیچھا چھڑانے کی غرض سے حضرتِ موسیٰؑ کے ساتھ ہو لیے تھے۔ ان کی غالب اکثریت کو دینِ موسویؑ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی، اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ سے ایک عرصے تک تربیت حاصل کرنے کے بعد خود اللہ کے رسول سے یہ ظالم بچھڑا پرستی کا تقاضا کرنے لگے۔ کسی قوم کے مشرک ہونے کی بھی کوئی حد ہوتی ہوگی۔ مگر یہود کے لیے کسی حد کا تعین کرنا سخت مشکل ہے۔

بہرحال اللہ کے کلیم کی ضرب سے سمندر میں راستے بن گئے بنی اسرائیل سمندر پار ہوئے۔ پیچھا کرنے والی آلِ فرعون کی ساری طاقت سمندر میں ڈبو دی گئی۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کی قدرتِ قاہرہ کے بغیر ممکن نہیں تھا کہ لاکھوں افراد کی قوم کو ساحلِ سمندر سے اس پار پہنچانے کے لیے خود سمندر میں سڑکیں بن جائیں۔ اور جیسے ہی یہ قوم اس پار ہو، ان کے متعاقب دشمن کو بیچوں بیچ سمندر میں غرق کر دیا جائے۔ لیکن اتنا بڑا زبردست معجزہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جوان کی کھلی آنکھوں کے سامنے ہوا، ان کے ایمان کی مضبوطی کا باعث نہ ہوا بلکہ آگے چل کر یہی قوم حضرت موسیٰؑ سے تقاضا کرنے لگی کہ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً (کہنے لگے کہ خدا کو دکھاؤ تو مانیں) توبہ استغفراللہ!

یہ واقعہ ۱۴۴۷ سنہ قبل مسیح کا ہے۔ شاید کسی کو یہ شبہ ہو کہ یہ خرق عادات واقعہ صرف قرآن نے ہی بیان کیا ہے۔ جی نہیں، بلکہ پوری اسرائیلی تاریخ میں یہ واقعہ اتنی کثرت سے بیان ہوا ہے کہ توریت و جیوش انسائیکلوپیڈیا اور مشہور قدیم یہودی مورخ جوزیفس و نیز انجیل کے کئی کئی صفحات اس کی تفصیلات سے بھرے پڑے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جہالت کی انتہا

وَاِذْ وٰعَدْنَا مُوْسٰٓى اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَنْتُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ ثُمَّ عَفَوْنَا عَنْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

(۲- البقرۃ ۵۲)

"اور یاد کرو وہ وقت جب ہم نے موسیٰ کو چالیس راتوں کی قرارداد پر بلایا۔ اُن کے پیچھے تم نے بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ اس وقت تم نے بہت بڑی زیادتی کی تھی۔ مگر اس پر بھی ہم نے تمہیں معاف فرمایا، تاکہ تم شکر گذار بن سکو۔"

جب حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو (جو اس وقت ان کے ساتھ تھی) بحرِ قلزم پار کرالائے۔ تب خدا کا فیصلہ ہوا کہ اس قوم کو ایک نظامِ شریعت اور دستورِ زندگی حضرت موسیٰ کی رہنمائی میں عطا کیا جائے۔ موصوفؑ اس نعمتِ عظمیٰ یعنی تورِیتِ مقدس کو لینے کے لیے جزیرہ نمائے سینا کے پہاڑ کوہِ طور پر اللہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی طرف سے طلب فرمائے گئے۔ اشارتاً یہ بات لکھدیں کہ حضرتِ موسیٰؑ کا سنِ ولادت سنہ ۱۵۲۰ قبل مسیح ہے اور سنِ وفات سنہ ۱۴۰۰ قبل مسیح ہے تاکہ تاریخ عالم سے دل چسپی رکھنے والے اصحاب کو مزید تحقیقات میں آسانی ہو۔

مندرجہ پیراگراف کی مزید تفصیلات بائبل میں خروج باب ۲۴ تا ۳۱ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو توریت کی لکھاوٹ تختیوں پر کر کے دی گئی تھی، جو تاریخِ انسانی میں اپنی نوعیت کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے مگر اس قوم بنی اسرائیل نے ان مقدس تختیوں کی اتنی قدر نہ کی جتنی ایک بچھڑے کی، جس میں ایک بے مطلب آواز پیدا کرنے کا ڈھونگ سامری نامی ایک شخص نے رچایا تھا۔ اس کا تذکرہ مفصل طور پر آگے انشاء اللہ آئے گا۔ اس لیے کہ ہم بنی اسرائیل اور یہود کے متعلق تمام واقعات جو قرآن میں بیان کیے گئے ہیں، اس مضمون میں سلسلہ وار لکھنا چاہتے ہیں۔ سامری اور بچھڑے کی پوری تفصیلات سورۃ الاعراف و سورۃ طٰہٰ وغیرہ میں آئے گی۔ علاوہ ازیں اس قصہ کو بائبل کی کتاب خروج باب ۳۲ میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔

اپنی جہالت کی تاریخ بے چارے اب بھی اٹھائے اُٹھائے پھرتے ہیں۔ ساری دُنیا میں ان کی بچھڑا پرستی خوب مشہور ہوئی۔

قانونِ الٰہی کے نزدیک ان کی نیابت سے اولادِ آدم میں جہاں جہاں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بچھڑا پرستی چل پڑی ہوگی اس کے ذمے دار قیامت تک یہود رہیں گے تو تعجب نہیں۔ شرک کی اس نہایت بے ڈھب اور نامعقول شکل کو بنی اسرائیل مصر کے مشرک حاکموں سے مستعار لے کر نکلے تھے۔ اس وقت تو یہ چیز بے دلیل تھی۔ لیکن جب حضرتِ موسیٰ جیسے عظیم المرتبت نبی کی اُمّت نے بچھڑا پرستی کی تو دوسری قوموں میں جاکر یہی چیز وزن دار بن گئی ہو تو بعید نہیں۔

شرک کی یہ ذلیل ترین قسم یہود میں حضرتِ موسیٰؑ کی صرف چالیس روز کی مفارقت کے درمیان گھس گئی اور ساری وہ تعلیم بے اثر ہو گئی جو اب تک انہیں حضرتِ موسیٰ دے چکے تھے۔ اور ان کمبختوں نے حضرت موسیٰ کی بے ادبی بھی کر ڈالی اور ان کے لیے اور اپنے لیے بھی اس بچھڑے کو معبود بنانے کا انتخاب کیا۔ کہنے لگے کہ:

فَقَالُوْا هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى فَنَسِیَؕ

(۲۰ طٰہٰ ۸۸۔)

"یہ ہے ہمارا اور موسیٰؑ کا معبود لیکن موسیٰ تو بھول ہی گئے۔"

نعوذ باللہ! اس قوم کی جہالت کی کوئی انتہا نہیں کہ بچھڑے کو اپنا اور اپنے نبی کا معبود بھی بنا لیا اور اس پر طرّہ یہ کہ موسیٰ کوہِ طور پر خدا سے ملنے گئے ہیں اور یہ بدبخت قوم کہتی ہے کہ موسیٰ تو بھول گئے خدا تو یہاں موجود ہے (استغفر اللہ)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مگر قربان جائیں اس ربِ غفور کے آستانۂ عالیہ پر کہ ایسے ناقابل معافی جرم کو بھی معاف کیا۔ مگر اس شرط پر کہ ہمیشہ یاد کرتے رہنا اور شکر گذار رہنا۔ اس کے بعد بھی اس قوم کی حرماں نصیبی دیکھیے کہ بچھڑا پرستی سے خلاصی نہ پا سکی۔ خدا نے اپنے کلام پاک میں ان کی اسی حالت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا۔

وَاُشْرِبُوْا فِیْ قُلُوْبِہِمُ الْعِجْلَ۔

"(جیسے) بچھڑے کی محبت و عقیدت ان کے دل میں پلا دی گئی ہو۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عطا کردہ الفرقان

وَاِذْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَ الْفُرْقَانَ لَعَلَّکُمْ تَھْتَدُوْنَ ○ (۲۔ البقرہ ۵۳)

"یاد کرو کہ (ٹھیک اس وقت جب تم یہ ظلم کر رہے تھے) ہم نے موسیٰ کو کتاب اور حق کو ناحق سے جدا کرنے والے احکام دیئے، تاکہ تم سیدھی راہ چل سکو۔"

فرقان کا ترجمہ ہم نے حق کو ناحق سے جدا کرنے والے احکام کیا ہے۔ یہ ترجمہ حضرت مولانا محمود الحسن صاحب کے ترجمے سے بہت قریب تر ہے۔ اللہ کی کتاب کی یہ بنیادی صفت ہوتی ہے کہ وہ حق و باطل میں فیصلہ کن طاقت بنکر آتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے متعلق یہ ارشاد فرمایا ہے کہ:۔

تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ○ (۲۵۔ الفرقان ۱)

"وہ بہت ہی بابرکت ذات ہے جس نے اپنے بندۂ خاص پر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فرقان نازل فرمایا تاکہ اہلِ عالم کو خبردار کیا جاسکے "

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج

(۲- البقرة آیت ۱۸۵)

" رمضان ہی وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآنِ پاک نازل فرمایا گیا، جو انسانوں کے لیے کتابِ ہدایت ہے اور راہ چلنے کے روشن نشانات اس میں موجود ہیں اور حق و باطل میں فیصلہ کرڈالنے والی کتاب ہے "

یہی فرقان یہود کو بھی ملا تھا۔ مگر انھوں نے قدر نہ کی اس کا علم ہمیں قرآن کے مطالعے سے ملتا ہے۔ مگر کیا ہم مسلمانوں نے کبھی اس بات کی طرف توجہ دی کہ یہ الفرقان نامی تازہ فیصلہ، خداوندی ہمیں عطا کیا گیا ہے اس میں کیا کچھ فیصلے صادر فرمائے گئے ہیں ؟۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عاشقانِ عجل (بچھڑا) کو توبہ کا عبرتناک حکم

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَٰقَوْمِ إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم بِٱتِّخَاذِكُمُ ٱلْعِجْلَ فَتُوبُوٓا۟ إِلَىٰ بَارِئِكُمْ فَٱقْتُلُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِندَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلتَّوَّابُ ٱلرَّحِيمُ ۝ (۲- البقرة ۵۴)

"اور وہ وقت بھی یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ بچھڑے کے پیچھے پڑ کر تم نے خود اپنا نقصان کیا۔ سو توبہ کرو اور پلٹو اپنے پیدا کرنے والے کی طرف۔ اور اب اپنے آپ کو قتل کرو اسی میں تمہارے پروردگار کے نزدیک تمہارے لیے بھلائی ہے۔ پھر اس کے بعد اس نے تمہاری توبہ کو قبول کیا اور بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا اور مہربان ہے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

توریتِ مقدس لے کر کوہِ طور سے جب حضرت موسیٰؑ واپس تشریف لائے اور اپنی قوم کو گئو سالہ پرستی میں ملوث پایا تو نہایت ہی غضب ناک ہوئے۔ یوں تو شرک خدا کی ہر شریعت میں ظلمِ عظیم ہے۔ اور شریعتِ موسویؑ و آئینِ اسرائیل میں مذہبی معصیت کے علاوہ فوجداری کا ایک سنگین جرم تھا۔ شرک کی سزا مشرک کو قتل کرنا تھی۔ ثبوت کے لیے توریت کی قانونی آیات میں مشرک مرد اور مشرک عورت کے لیے یہ تصریح دیکھیے۔ بائبل کتابِ استثنا، باب ۱۷۔

"آیت ۲۔ اگر تیرے درمیان تیری بستیوں میں جن کو خداوند تیرا خدا تجھ کو دے کہیں کوئی مرد یا عورت ملے جس نے خداوند تیرے خدا کے حضور یہ بدکاری کی ہو کہ اس کے عہد کو توڑا ہو ۰ ۳۔ اور جا کر اور معبودوں کی یا سورج یا چاند یا اجرامِ فلکی میں سے کسی کی جس کا حکم میں نے تجھ کو نہیں دیا پوجا اور پرستش کی ہو ۰ ۴۔ اور یہ بات تجھ کو بتائی جائے اور تیرے سننے میں آئے تو تو جانفشانی سے تحقیقات کرنا اور اگر یہ ٹھیک ہو اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے کہ اسرائیل میں ایسا مکروہ کام ہوا ۰ ۵۔ تو تو اس مرد یا اس عورت کو جس نے یہ برا کام کیا ہو باہر اپنے پھاٹکوں پر نکال لے جانا اور ان کو ایسا سنگسار کرنا کہ وہ مر جائیں ۰"

اور ظاہر ہے کہ شریعت کا نفاذ صاحبِ شریعت کی موجودگی میں بھی نہ ہو تو کب ہوگا؟ پس بچھڑا پوجنے والے پکڑ پکڑ کر لائے گئے اور جنہوں نے انہیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اس مکروہ فعل سے روکا تھا انہیں کے ہاتھوں انہیں قتل کیا گیا تاکہ یہ قوم شرک کی شرعی سزا کو رہتی دنیا تک یاد رکھ سکے۔

شرک اگر کوئی مشرک کرتا ہے تو یہ اتنا مجرم نہیں جتنا کسی نبی کی امت کا فرد شرک کرنے پر مجرم قرار پاتا ہے یہ اس لیے کہ کسی نبی کی امت کا یہ فرد تو وحدانیت کی دعوت دینے کے لیے کھڑا ہوا تھا، پھر اس کا شرک کس طرح قابلِ معافی ہو سکتا ہے؟ یہ تو ہوئی ضابطۂ شریعتِ موسوی کی بات۔ لیکن عملاً اللہ تعالیٰ کی قدرت اس باب میں بھی وہی کچھ اب تک کر رہی ہے جو دورِ موسیٰؑ میں کیا گیا تھا۔ یعنی شرک کی سزا قتل و غارت، بے عزتی، بے حرمتی، ذلت، مسکنت و بے چارگی۔ پس آج بھی جو قوم توحید کی علمبرداری کے باوجود شرک کرتی ہے تو انہیں آپس میں لڑا کر مروایا جاتا ہے یا پھر ان کے مخالفین کے ہاتھوں ان کا قتل جاری ہوتا ہے۔

سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ

خدا کی یہی سنت اس کے اپنے بندوں سے اب تک چلی آرہی ہے۔

آدمی توبہ کر کے بہت سے گناہوں کے بوجھ سے بری ہو جاتا ہے۔ لیکن قومی و ملی، اجتماعی و جماعتی گناہ افراد کی توبہ سے قابلِ معافی نہیں ہوتے۔ بلکہ اس کے لیے جماعتی و ملی سزا تجویز کی جاتی ہے، چاہے وہ شرعی طرز پر ہو چاہے عذابِ الٰہی کی مختلف شکلوں میں۔ اللہ محفوظ رکھے بڑی دردناک سزا ہے۔

مگر بنی اسرائیل میں ایسی سخت سزا بھگتنے کے بعد بھی جو عادی مجرم

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تھے، اپنی عادتوں سے باز نہیں آئے۔ توحید و شرک کا فرق سمجھنے کے لیے انہیں خدا سے خود بات کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ کہنے لگے کہ اَرِنَا اللّٰہُ جَھْرَۃً (موسیٰؑ ہمیں خدا کو ظاہرہ دکھاؤ) اس سے معلوم ہوا کہ اسرائیلی مصر کے اپنے دورِ حکومت میں اپنی ہمسایہ قوموں سے جو مشرکانہ عقائد ساتھ لے کر چلے تھے اُسے اتنی بھاری قتل و غارت گری سے لبریز توبہ کے بعد بھی اپنے ذہن و دماغ سے نکال نہ سکے۔ کسی قوم کی اس سے بڑی محرومی کیا ہو سکتی ہے کہ اتنے زبردست معجزات دیکھنے کے بعد بھی حضرت موسیٰؑ کی قیادت کو دینی و اُخروی حیثیت سے نہیں بلکہ صرف سیاسی و دنیوی لحاظ سے عارضی طور پر تسلیم کیا تھا۔

آج بھی بنی اسرائیل کی موجودہ نسل کے رنگ ڈھنگ دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ علوم نبویہ اور وحیِ الہام سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں بلکہ صرف ایک متعصب قوم کی حیثیت سے اپنا سیاسی مقام ہی انہیں عزیز ہے۔ چاہے دین و آخرت کا کتنا ہی خسران اس راہ میں اٹھانا پڑے۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیا میں صرف اپنا قومی و سیاسی وقار پھر سے قائم کرنے میں یہود کو جتنی دلچسپی ہے اتنی تو کیا اس کی عشرِ عشیر بھی دینِ یعقوبیؑ سے مطلق نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سترّ سرداروں کو

حضرت موسیٰ کی جانچ کے لیے بھیجا گیا

وَاِذْ قُلْتُمْ یٰمُوْسٰی لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰی نَرَی اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ○ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ (۲ ۔ البقرۃ ۔ ۵۶/۵۵)

"یاد کرو جب تم نے موسیٰ سے کہا تھا کہ ہم تمہاری بات کا ہرگز یقین نہیں کریں گے جب تک کہ اپنی آنکھوں سے علانیہ اللہ تعالیٰ کو تم سے کلام کرتے ہوئے نہ دیکھ لیں۔ سو تم کو اس پر بجلی کی کڑک نے آلیا اور یہ منظر تم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ پھر ہم نے تمہارے مرجانے کے بعد تمہیں پھر زندہ اٹھایا تاکہ تم احسان مانو۔"

یہ قصہ اس طرح ہوا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور سے توریتِ مقدس لا کر پیش کی کہ "یہ کتاب" اللہ نے عنایت فرمائی ہے تو بعض ایسے گستاخوں نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جن کے رشتہ دار گوسالہ پرستی میں قتل گئے تھے، حضرت موسیٰؑ کی مخالفت میں آواز اٹھانی شروع کی کہنے لگے کہ خود اللہ تعالیٰ ہم سے کلام کرکے کہیں کہ یہ ہماری کتاب ہے تب ہم یقین کریں گے۔ موسیٰؑ نے باذنِ الٰہی فرمایا کہ کوہِ طور پہ چلے چلو یہ بات بھی ہو جائے گی۔ بنی اسرائیل کے ستّر نمائندے اس کام کے لیے منتخب کئے گئے جس کا بیان سورۂ اعراف میں اس طرح ہوا ہے:۔

وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَاۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِيَّايَؕ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّاۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَؕ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ تَشَآءُؕ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ○ (۷۔ الاعراف ۱۵۵)

"اور موسیٰؑ ہماری مقرر کردہ میعاد پر اپنی قوم کے ستّر آدمی منتخب کرکے کوہِ طور پر حاضر ہوئے۔ جب ان کو دھماکے نے آدبایا تو موسیٰؑ نے کہا کہ اے میرے رب اگر تو چاہتا تو مجھے اور ان کو پہلے ہی ہلاک کر ڈالتا۔ کیا آپ اس فعل کی سزا میں جو ہم میں سے بعض بے عقل لوگوں نے کیا ہم سب کو ہلاک کر دیں گے۔ یہ تو تیری بڑی سخت آزمائش ہے۔ اس سے تو جسے چاہے گا بے راہ کریگا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور جسے چاہے ہدایت دے گا تو ہمارا ولی ہے پس ہم کو بخش
دے اور ہم پر رحم فرما۔ اور تو سب سے بڑا بخشش کرنیوالا
ہے۔"

قوم کے تجربہ کار اور بڑے بوڑھے اس جماعت میں شامل تھے۔ حضرت موسیٰؑ انہیں لے کر کوہِ طور پر پہنچے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کا کلام "غیبی آواز" انھوں نے خود سنا۔ اس کے بعد بھی ہٹ دھرمی کی اور شرارت پر اتر آئے۔ کہنے لگے کہ ہم کو صرف کلام سننے سے قناعت نہ ہوگی۔ پتہ نہیں کس کی آواز ہو۔ ہاں اگر خدائے تعالیٰ کو دیکھ ہی لیں، تب بے شک مان لیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے بجلی کا کڑاکا ان سرداروں پر ڈال دیا اور یہ مر گئے۔ اس طرح سے حضرتِ موسیٰؑ کے کام میں مشکلات اور بھی مزید ہوگئیں کہ جن سرداروں کو کلامِ الٰہی خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے سنوانے آئے تھے وہی مر مرا گئے اب قوم کو کیا جواب دیں گے؟

اسرائیلی قوم اِدھر منتظر بیٹھی تھی کہ منتخب نمائندے آکر خدا کے متعلق حال بیان کریں تب ایمان لائیں۔ خیر اللہ تعالیٰ نے حضرتِ موسیٰؑ کی راہ کا یہ پتھر بھی ہٹا دیا اور ان سرداروں کو دوبارہ زندگی بخشی تاکہ پوری قوم کے سامنے جاکر اس واقعہ کی آنکھوں دیکھی شہادت دے سکیں۔

اس تقریر سے آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ دراصل بنی اسرائیل حضرتِ موسیٰؑ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پر ایمان نہیں لائے تھے۔ اللہ کے رسول کی حیثیت سے انہیں تسلیم ہی نہیں کیا تھا ورنہ عظیم رہنما سے عصا، یدِ بیضا، اور سمندر کے پھٹ جانے وغیرہ جیسے معجزات دیکھنے کے بعد اس طرح کے مطالبے کی کوئی وجہ نہ تھی کہ اللہ کو دیکھ کر ہی ایمان لائیں گے۔ بچھڑے جیسی حقیر اور خود اپنے ہاتھوں بنائی ہوئی مورت پر اتنے مر مٹے کہ توحید جیسی دولتِ بے بہا پاکر پھر شرک اور مخلوق پرستی کی سفلیت پر اُتر آئے۔ کوہِ طور پر قوم کے ستّر سرداروں کے مطالبہ دیکھ کر ہی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پوری قوم کا کیا حال رہا ہوگا۔

اس سلسلۂ مضمون میں اب تک سورۃ البقرۃ میں یہود کے جو واقعات بیان ہوئے ہیں اس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ دورِ موسیٰؑ میں ان کا یہ حال تھا تو حضرت یوسف سے حضرت موسیٰؑ کی بعثت تک کیا کچھ نہ رہا ہوگا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مفت خوری اور ناشکری

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَ
السَّلْوٰى ؕ كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ؕ وَمَا
ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

(۲۔ البقرہ ۔ ۵۷۔)

"اور ہم نے تمہارے اوپر بدلی کا سایہ کر دیا اور من وسلویٰ بطور غذا کے نازل کر دیئے۔ ہمارے عطا کردہ اس پاکیزہ رزق کو کھاتے رہو۔ مگر (تمہارے اسلاف نے) اس نعمت کی قدر نہ کی اور وہ ہمارا تو کچھ بھی نقصان نہ کر سکے بلکہ خود اپنے آپ پر ظلم کیا۔"

اس واقعہ کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب فرعون غرق ہوا اور بنی اسرائیل جزیرہ نمائے سینا میں لاکھوں کی تعداد میں پہنچے تو مسلسل سفر سے ان کے خیمے پھٹ چکے تھے اور غذا کا سامان حاصل کرنے کے تمام مادّی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ذرائع دن بدن مفقود ہوتے جا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے خیموں کے بدلے میں اُن پر بادلوں کا سایہ کر دیا۔ اور غذا کے مادّی ذرائع کے بدلے میں "منّ" جیسی غذا جو دھنیے کے دانوں کی مانند ہوتی تھی اور جس میں چکناہٹ بھی موجود تھی، رات میں شبنم کے مانند برستی اور قافلے کے پڑاؤ اس سے پُر ہو جاتے، صبح ان دانوں کو سمیٹ کر پیس لیا جاتا اور اناج کے بطور استعمال ہوتا۔ اور سلوٰی ایک پرند کے مانند ہوتا بٹیر کی طرح کا، یہ شام کو پوری اسرائیلی چھاؤنی پر لاکھوں کی تعداد میں اُترتے، انہیں بآسانی پکڑ لیا جاتا اور ذبح کر کے سالن بناتے اور بھی دوسری چیزیں تیار کرتے۔

بدلی کا سایہ اور من و سلوٰی پوری قوم کو بچانے کا قدرتی ذریعہ تھا اور رب العالمین کی طرف سے ایک زبردست احسان تھا جس کا تذکرہ آج بھی بائبل میں کتابِ خروج باب ۱۶۔ گنتی باب ۱۱۔ ڈکشنری آف دی بائبل از ڈاکٹر ہیسٹنگز جلد چہارم صفحہ ۱۷۹۔ انسائیکلوپیڈیا ببلیکا کالم ۳۶۹۹ میں بالتفصیل دیکھا جا سکتا ہے۔

قرآن مجید نے یہود کو ربّ کائنات کے وہ تمام احسانات یاد دلائے ہیں کہ اگر یہ اکرام ان پر اس وقت نہ ہوتے تو گرمی و بھوک سے یہ پوری قوم مر مرا کر ختم ہو جاتی۔ اور فرعون سے خلاصی دلانے کا کوئی دنیوی نفع انہیں حاصل نہ ہوتا۔ مگر اس احسان فراموش قوم نے اس نعمتِ خداوندی کی بھی کوئی قدر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نہ کی۔ آج کوئی بڑے سے بڑا ملک اور حکومت اپنا سارا ساز و سامان لگا کر بھی ان لکھو کھا مہاجرین کا مکان و غذا کا انتظام نہیں کر سکتی۔ مگر اللہ کے فضل سے یہ غیبی انتظام بغیر کسی مادّی طاقت کے سہارے ان کے لیے کیا گیا۔

بائبل کی کتاب خروج میں اس واقعہ کے متعلق مزید تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے اس غذا کو کل کے لیے جمع نہ کرنے کی تاکید کی تھی۔ بس روز جتنی ضرورت ہو اتنی جمع کر کے تصرّف میں لے آؤ۔ مگر ذخیرہ نہ کرنا۔ حضرت موسیٰؑ کی بات سُنی اَن سُنی کر دی گئی۔ اور یہ ظالم ذخیرہ اندوزی کرنے لگے۔ مگر ان کے ذخیروں میں کیڑے پڑ گئے اور وہ سڑ گیا۔

مفت کی غذاؤں بھی آدمی کو شرارت پر آمادہ کرتی ہے۔ مگر یہ تو تھے ہی ناشکرے۔ کب تک اپنی خباثت پر پردہ ڈالے رہتے، آخر ظاہر ہو ہی گئے اور اپنا اگلا مطالبہ پیش کر دیا۔ جو سورۂ البقرۃ کی آیت ۶۱ میں آئے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بدکار فاتح

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ۝ فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِّنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ۝

(۲- البقرہ ۵۸/۵۹)

"اور جب ہم نے حکم دیا کہ تم لوگ اس بستی میں داخل ہو جاؤ، پھر اس میں جہاں چاہو اس کی پیداوار کو شکم سیر ہو کر کھاؤ اور جب بستی کے دروازے میں داخل ہونا تو جھکے جھکے داخل ہونا اور کہتے جانا کہ توبہ ہے، ہم تمہاری خطائیں معاف کر دیں گے اور نیک لوگوں کو مزید فضل سے نوازیں گے۔ مگر ان ظالموں نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جس لفظ کا انہیں حکم دیا گیا تھا اُسے بدل دیا اور اس کی جگہ اور
کوئی لفظ کہنے لگے۔ آخر ہم نے ان ظالموں پر آسمان سے عذاب
نازل فرمایا کہ یہ بڑے ہی نافرمان ثابت ہوئے۔"

ہمارے مفسّرین نے ان آیات کی شرح میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جنگل و بیابان کی زندگی سے بنی اسرائیل اکتا چکے تھے۔ خدا نے انہیں ایک شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا اور ساتھ ہی یہ تاکید کی کہ دروازے میں داخل ہونا تو کہنا حِطّۃٌ" یعنی گناہوں سے توبہ ہے۔ مگر ان ظالموں نے اس لفظ کو بدل دیا اور اس کی جگہ حِنطۃٌ" یعنی گیہوں چاہیے، کہنے لگے۔ اور سجدہ ریزی کے بدلے سرین پر پھسلتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے۔ اس جرم کی سزا پر انہیں طاعون نے آگھیرا اور تقریباً ستر ہزار (۷۰۰۰۰) آدمی صرف دوپہر تک ہی مر گئے۔

ان آیات میں جس بستی میں داخلے کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے اس کا تذکرہ آج بھی یہود کی کتب مقدسہ میں ان کے نافرمان ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے۔ چنانچہ اس شہر میں جب بنی اسرائیل داخل ہوئے تو وہاں بڑی بدکاریاں کیں، جیسے آج کی بعض فوجیں مفتوح علاقوں پر کرتی ہیں۔ گویا یہ کسی نبی کی امّت اور کسی دعوت کے داعی نہ تھے بلکہ اپنے آپ کو انھوں نے ظالم و بدکار فاتح کے روپ میں پیش کیا۔ مفتوح قوم کی بہو بیٹیوں کو ان ظالموں نے اپنی بدکاری کا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شکار بنایا۔ گنتی باب ۲۵ آیت ۱ تا ۸ میں اسے آج بھی دیکھا جا سکتا ہے۔
جی نہ چاہتے ہوئے بھی ہم یہاں بائبل کے اس بیان کو پورا نقل کر دیتے ہیں:۔

گنتی باب ۵" آیت ۱: اور اسرائیلی شطّیم میں رہتے تھے اور
لوگوں نے موآبی عورتوں کے ساتھ حرامکاری شروع کر دی۔
۲: کیونکہ وہ عورتیں ان لوگوں کو اپنے دیوتاؤں کی قربانیوں میں
آنے کی دعوت دیتی تھیں اور یہ لوگ جا کر کھاتے اور ان کے دیوتاؤں
کو سجدہ کرتے ۔ ۳: یوں اسرائیلی بعل فغور کو پوجنے لگے
تب خداوند کا قہر بنی اسرائیل پر بھڑکا ۔ ۴: اور خداوند نے
موسیٰؑ سے کہا قوم کے سب سرداروں کو پکڑ کر خداوند کے حضور دھوپ
میں ٹانگ دے تاکہ خداوند کا شدید قہر اسرائیل پر سے ٹل جائے ۔
۵: سو موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے حاکموں سے کہا کہ تمہارے جو جو
آدمی بعل فغور کی پوجا کرنے لگے ہیں ان کو قتل کر ڈالو ۔ ۶: اور
جب بنی اسرائیل کی جماعت خیمۂ اجتماع کے دروازے پر رو رہی
تھی تو ایک اسرائیلی، موسیٰؑ اور تمام لوگوں کی آنکھوں کے سامنے
ایک مدیانی عورت کو اپنے ساتھ اپنے بھائیوں کے پاس لے آیا ۔
۷: جب فینحاس بن الیعزر بن ہارون کاہن نے یہ دیکھا تو اس
نے جماعت میں سے اٹھ کر ہاتھ میں ایک برچھی لی ۔ ۸: اور اس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مرد کے پیچھے جاکر خیمے کے اندر گھسا اور اُس اسرائیلی مرد اور اس

عورت کا پیٹ چھید دیا ۵ تب بنی اسرائیل میں سے یہ وبا جاتی رہی

اور جتنے اس وبا سے مرے ان کا شمار چوبیس ہزار تھا۔"

قرآن پاک نے تو اب بھی ان ظالموں کا پردہ ہی رکھا اور ان کی نافرمانیوں کا صرف اجمالی تذکرہ ہی کیا۔ مگر جس کتاب کی یہ اب بھی تلاوت کرتے ہیں اس میں ان زانیوں کی تعداد ۲۴ ہزار بتائی گئی جو بستی فتح کرنے کے زعم میں پرائی عورتوں پر ٹوٹ پڑے تھے۔

جنگل اور بیابان سے خدا انہیں انسانی آبادی میں لے آیا۔ علاقے فتح کرنے کے راستے دکھائے۔ سجدہ ریز ہو کر بستی میں داخلہ کا حکم دیا۔ مگر ان کے کرتوت کوئی دیکھے کہ اب یہ جو سارے عالم کی فتح کے خواب دیکھ رہے ہیں کیا کچھ قیامت نہ ڈھائیں گے۔ مغربی تہذیب کے جنسی انارکی بھرے ماحول سے نکلے ہوئے یہ آج کے یہودی عالم انسانیت پر کیا کچھ ستم نہ ڈھائیں گے، جبکہ موسیٰ ؑ جیسے عظیم نبی کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی بدکاروں کی تعداد خود ان کی کتاب سے چوبیس ہزار ثابت ہوئی تو موجودہ یہود کل کے کل بدکار نکلیں تو تعجب کی کونسی بات ہوگی؟

درود و سلام ہو صاحبِ قرآن جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کہ فتح مکہ کے موقع پر ایک بھی عورت کی عصمت پر حرف نہ آیا۔ اور خدا راضی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوا ان صحابہ پر جو بعض ملکوں پر ایسے بھاری پڑے کہ وقت کی دیوث اور نامرد حکومتوں نے ان کے مقابلے کی سکت نہ پاکر شہر کے پھاٹک ان کے لیے کھول دیئے اور اپنی بہو بیٹیوں کو بناؤ سنگار کے ساتھ نیم عریانی کی حالت میں شہر کی عمارات اور سڑکوں پر کھڑا کر دیا کہ لشکرِ اسلام کے سپاہی اُن سے منہ کالا کریں اور شکست کھا کر واپس جائیں — مگر کمال تھا محمدی تعلیم کا کہ اسلامی لشکر کا سپہ سالار فوجیوں کو حکم دیتا ہے کہ شہر میں داخل ہوتے وقت مکانوں اور کوٹھوں پر مطلق نگاہ نہ ڈالنا اور سیدھے پایۂ تخت پر گھیرا ڈالنے پہنچ جانا۔ حکم کے مطابق سپاہی پہنچے تو نامرد مفتوح سلاطین و حکمران پوچھنے لگے کہ ہمارے ملک کی خوبصورت دوشیزائیں اور ہماری تعمیرات کو آپ نے نہیں دیکھا۔ سپہ سالار کہہ اٹھا کہ ہمارے نبیؐ کا حکم پرائی عورتوں پر نظر تک ڈالنے کا نہیں ہے اور تمہارا فنِ تعمیر ہم دیکھتے کیسے جبکہ تم نے ان عمارتوں پر نیم برہنہ خواتین کو کھڑا کر دیا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پنگھٹ کے لڑاکو

وَاِذِ اسْتَسْقٰی مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ
بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
مِنْ رِّزْقِ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ○

(۲۔ البقرۃ ۶۰)

" اور جب موسیٰؑ نے اپنی قوم کے لیے پانی کی دعا مانگی تو ہم نے حکم دیا کہ اپنے عصا کو فلاں پتھر پر مارو چنانچہ فوراً اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ ہر قبیلہ نے جان لیا کہ اس کی پانی پینے کی کونسی جگہ ہے۔ ہم نے کہا کہ کھاؤ اور پیو اللہ تعالیٰ کے دیئے گئے رزق میں سے اور حد سے مت نکلو اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو"

لق و دق وادیوں میں لشکر اسرائیل کو من و سلویٰ کا سرکاری انتظام ہوا۔ اب رہا سوال پانی کا۔ ویسے بھی دورانِ سفر میں ریگستانی علاقوں میں اکا دکا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

افراد کے لیے بھی پانی نہیں کے برابر ہوتا ہے۔ پھر یہ تو لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ ساری مخلوق کے ساقی نے ان کے لیے یہاں بھی غیب سے پانی کی سہولت کا انتظام کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ کی قیادت میں بنی اسرائیل کا یہ لشکر اس پتھر کو بھی اپنے ساتھ لیے چلتا اور جس وادی میں بھی چھاؤنی ڈالنی ہوتی بے کھٹکے قیام کر لیتا، پانی کی غیبی ٹنکی ایک پتھر کی شکل میں ساتھ ہی رہتی۔ حضرت موسیٰؑ کی ضربِ کلیم اس پر لگتی اور بارہ چشمے جاری ہو جاتے۔ خوب شکم سیر ہو کر سارا لشکر پانی کا استعمال کرتا۔

پانی پر ان کی آپس میں لڑائی نہ ہو اس کے لیے بارہ خاندان کے افراد کے اس جمِ غفیر کے لیے بارہ چشمے الگ الگ کر دیئے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج پنگھٹ، کنوؤں، نلوں، اور جھیلوں پر جس طرح جاہل عورتیں لڑ مرتی ہیں اسی طرح کا مزاج ان یہود کا بھی رہا ہوگا۔

ایک بات کی یاد دہانی یہاں ہو جائے کہ حضرتِ یعقوبؑ کے ۱۲ فرزند تھے ایک ایک بیٹے کی اولاد سے ۱۲ خاندان و قبیلے وجود میں آئے۔ حضرت موسیٰؑ نے بھی انہیں آپسی ٹکراؤ سے محفوظ رکھنے کے لیے اور انتظامی سہولتوں کے پیش نظر، ان سب کے الگ الگ افسر اور چودھری مقرر فرمائے تھے۔ اس لیے چشمے بھی بارہ ہی پھوٹ نکلے۔ ورنہ خدا چاہتا تو ایک ہی گھاٹ سے ان کو سیراب کر دیتا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلمانو! آج تم انہیں یہود سے شکست کھا چکے ہو، جو پانی کے مسئلے پر بھی متحد نہ ہو سکے۔ آج ان سے زیادہ نااتفاقی اور انتشار خود تمہاری صفوں میں موجود ہے، جو تمہاری پستی کی وجوہات میں سے ایک وجہ ہے، اتحادِ عالمِ اسلامی تو خیر خود عرب سلطنتیں بھی آپس میں متفق نہیں ہیں، جس کا اقرار مشرقِ وسطیٰ کی مسلم قیادت کے بعض صالح عناصر نے کھل کر کیا ہے

آج کے یہود کل تو اسی مقام پر تھے جہاں امتِ محمدیہؐ آج کھڑی ہے ان کے تمام جرائم گنانے کا مقصد اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس امّت کو پچھلوں کی غلطیوں سے متنبہ کر دیا جائے تاکہ یہ بھی اسی کھڈ میں نہ گر پڑیں جس میں دوسری امتیں گر کر اپنا حقیقی مقام کھو چکی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قتلِ انبیاء کے اقبالی مجرم!

وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ
فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ يُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ
الْاَرْضُ مِنْۢ بَقْلِهَا وَقِثَّآئِهَا وَفُوْمِهَا
وَعَدَسِهَا وَبَصَلِهَا ؕ قَالَ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ
الَّذِىْ هُوَ اَدْنٰى بِالَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ ؕ اِهْبِطُوْا
مِصْرًا فَاِنَّ لَكُمْ مَّا سَاَلْتُمْ ؕ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ ق وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ؕ
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ
يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا
عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ (۲- البقرۃ ۶۱)

"اور جب تم نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ہم سے ایک ہی کھانے پر
صبر نہیں ہو گا، تم اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لیے ترکاری،

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

گیہوں، مسور، اور پیاز جو زمین سے اُگتی ہیں ان کا انتظام فرما دے۔ موسیٰؑ نے کہا کہ بہتر چیزوں کے بدلے بری چیزیں کیوں چاہتے ہو؟ اگر یہی کچھ تمہیں چاہیے تو کسی شہر میں جا اترو۔ جو تمہاری مانگ ہے وہ وہاں پوری ہوگی۔ اور نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ ذلّت اور بے چارگی ان پر مسلط ہو گئی اور اللہ کے غضب میں گھر گئے یہ سب اس سبب سے ہوا کہ وہ اللہ کی آیات کا انکار کرنے لگے۔ اللہ کے نبیوں کو انھوں نے ناحق قتل بھی کیا۔ یہ نتیجہ نکلا ان کی نافرمانیوں کا اور حدِّ اعتدال سے وہ ہمیشہ نکل جاتے تھے"۔

یہ قصہ بھی یہود کی صحرا نوردی کے دَور سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک بڑے مقصد کے لیے حضرت موسیٰ انہیں تیار کر رہے تھے۔ اس درمیان میں اس قوم کو دال آٹے کی فکر سے آزاد کرانے کے لیے منّ و سلویٰ کا نزول اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کر دیا گیا تاکہ آسمانی غذا ان کی حیات اور بقا کی ضامن ہو اور پورے طور پر ایک ایسی امت بن سکیں جو اُس وقت کے ابناء آدم کو راہِ ہدایت کی نشاندہی کے لیے روشنی کا مینار بن کر کھڑے ہوں۔

مگر یہود آخر یہود ہی ٹھہرے۔ بلا مشقّت طعامِ آسمانی کھاتے کھاتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اُکتا گئے۔ اور ان چیزوں کی فرمائش شروع کردی جن کے لیے انھیں کھیتی باڑی کا شغل اختیار کرنا ہو۔ زمین کی ساگ سبزیوں سے انھیں اتنی رغبت ہوئی کہ آسمانی بریانی سے جی اچاٹ ہو گیا۔ وقت کے نبی سے اس قوم کے مطالبات اس تیزی سے ہونے لگے کہ ایک فرمائش ابھی پوری نہیں کہ دوسری کا تقاضا شروع ہو گیا۔ اسی چکر میں یہ قوم خدا کا غضب ساتھ لیے پھرتی رہی۔ وہ تو خیر ہوئی کہ حضرت موسیٰ جیسے عظیم المرتبت نبی ان کے وار سے بچ گئے ورنہ موسیٰؑ کے بعد آنے والے انبیاء میں بہت سے نبیوں کو ان ظالموں نے قتل تک کر ڈالا۔ خدا کے نبی حضرت یعقوبؑ کی اولاد جو دینِ یعقوبیؑ اور ملّتِ ابراہیمیؑ کے احیاء کے لیے کھڑی کی گئی تھی، خود ہی اپنے ہیں آنے والے نبیوں کی قاتل بن جائے، اس سے زیادہ یہود کی بدنصیبی کی داستان اور کیا ہو سکتی تھی۔

ان کے کرتوتوں کی رذالت کی انتہا اس واقعہ سے ہے کہ حضرت مسیح کو قتل کرنے کی سازش انھوں نے کی۔ گو اس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے مگر عالم میں مسیح ابن مریم کے قاتل تو مشہور ہو گئے۔ خود آج بھی یہودی نہایت ڈھٹائی اور بے شرمی کے ساتھ اس جرم کے دعویدار بھی ہیں۔

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ج وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا لَفِي شَكٍّ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ
وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ (۴۔ النساء ۱۵۷)

"(اللہ کی لعنت رہی ان پر) ان کے اس قول کی وجہ سے کہ ہم
نے قتل کر دیا۔ مسیح عیسیٰؑ ابن مریمؑ کو جو اللہ کا رسول تھا۔
حالانکہ وہ اسے قتل نہ کر سکے اور نہ ہی سولی پر چڑھا سکے لیکن
انہیں شبہ ہو گیا اور جو لوگ اس میں اختلاف کرتے ہیں وہ بھی
اس واقعہ کے متعلق شک میں مبتلا ہیں۔ حقیقتاً انہیں اس بات
کا کچھ بھی علم نہیں ہے صرف اٹکل اور گمان کی بات کرتے ہیں۔
یقیناً مسیحؑ کو یہ قتل نہیں کر سکے۔

صورتِ واقعہ یوں ہے کہ دراصل خدا نے حضرت مسیحؑ کو قتل کرنے کا
ارادہ کرنے والے گروہ کے پیشوا کو جب وہ حضرت عیسیٰؑ کو گرفتار کرنے گئے، حضرت
عیسیٰؑ کی شکل دیدی۔ اور اس دھر پکڑ میں پیچھے آنے والے قاتلوں نے
اس شخص کو جو مسیحؑ کی صورت بنا دیا گیا تھا، سولی پر چڑھا دیا اور فی الواقع
حضرت مسیحؑ آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ لیکن مسیحؑ کے قتل کے جرم کا جہاں تک
تعلق ہے، یہود کی دیدہ دلیری بھی قابلِ داد ہے کہ وہ علی الاعلان اپنے بزرگوں
کو اس جرم کا مرتکب تسلیم کرتے ہیں۔ خدا نے اگر حضرت مسیحؑ کی صورت ان کے
چودھری کو نہ دی ہوتی تو انھوں نے اصل مسیحؑ کو قتل کرنے میں کیا کسر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

چھوڑی تھی اسی لیے باوجود مسیح کو قتل نہ کر سکنے کے بھی، ہمارے نزدیک سازشِ قتلِ مسیحؑ کا جرم تو بہر حال ان کی گردن پر ہے ہی۔

اسی قسم کی دوسری ناکام حرکت انھوں نے سرورِ کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی کی تھی جس کا تذکرہ سورۃ الحشر میں آئے گا۔ یہ واقعہ اس طرح سے ہے کہ مدینۂ طیبہ سے چند میل کے فاصلے پر ان کی کثیر آبادی بنی نضیر کے نام سے آباد تھی۔ یہ لوگ حضورِ اکرمؐ سے ظاہر میں صلح رکھتے تھے اور باطن میں مخالفین کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔ ایک مرتبہ انھوں نے حضورِ اکرمؐ کو بڑے احترام سے اپنے یہاں دعوت دی اور قرآن سننے کی تمنّا کا اظہار کیا۔ حضورؐ تشریف لے گئے۔ آپ کو جہاں خطاب کرنے کے لیے بٹھایا گیا تھا وہاں اوپر سے چکی کا پاٹ ڈال دیا۔ مگر حضرتؐ کو بروقت اللہ تعالیٰ نے وہاں سے ہٹ جانے کا حکم دیا۔ جیسے ہی حضرتؐ اُٹھے ہیں ویسے ٹھیک اسی جگہ پر چکی کا پاٹ گرا جہاں حضرتؐ تشریف فرما تھے اس طرح سے ان یہود نے خدا کے آخری نبیؐ پر بھی ناکام وار کر ہی دیا۔ مگر اللہ تعالیٰ ہی تھا جس نے اس اسکیم کو ناکام بنا دیا۔ لیکن جرم پھر بھی قانونی طور سے ان پر باقی رہتا ہے۔

ان ظالموں نے پچھلے انبیاء کے ساتھ جو کچھ معاملہ کیا تھا اب اس کے تذکرے کی چنداں ضرورت نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نجات کے ٹھیکے دار

یہود کے عقائدِ باطلہ میں سے ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ وہ اپنے سوا کسی کو نجات کا مستحق نہیں سمجھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غلط عقیدے کی تردید اِن الفاظ میں فرمائی :-

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَالَّذِیۡنَ هَادُوۡا وَالنَّصٰرٰی وَالصّٰبِئِیۡنَ مَنۡ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمۡ اَجۡرُهُمۡ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ۚ وَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ (۲۔ البقرۃ ۶۲)

"جو لوگ بھی مسلمان ہیں اور جو یہودی بن گئے ہیں اور جو عیسائی ہیں اور جو لوگ صابئین رہے ان میں سے جو بھی شخص اللہ پر ایمان لائے گا اور آخری دن پر بھی، پھر نیک عمل بھی کیے ہوں گے انہیں کسی طرح کا اندیشہ نہ ہوگا اور نہ ہی وہ مغموم ہوں گے۔

یہود نجات کے لیے اپنی اجارہ داری کا ڈھنڈورا آج بھی پیٹتے رہتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

گویا خدا کے یہاں بھی نجات کے فیصلے ایمان اور عمل صالح پر نہ ہوں گے بلکہ نسل رنگ اور خون کی نسبت سے ہوں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کی باغیانہ روش

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ط خُذُوا مَا آتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَاذْكُرُوا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ فَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لَكُنْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ (۲- البقرہ ۶۳ - ۶۴)

" اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہِ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کر دیا۔ کہ جو کتاب ہم نے تم کو دی ہے اسے مضبوطی سے تھامے رہو اور جو کچھ اس کتاب میں ہے اُسے اچھی طرح یاد رکھو تاکہ عذاب سے بچ سکو۔ لیکن تم اس کے بعد پھر گئے اور اگر تم پر خدا کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہوتی تو تمہیں اور بھی نقصان اٹھانے پڑتے۔

احکاماتِ توراۃ کے اخذ اور تمسک کا حکم جب انھیں دیا گیا تو یہ حیلہ سازی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور بہانے بازی کرنے لگے۔ اس موقع پر کوہِ طور اٹھا کر کھڑا کر دیا گیا کہ اگر قبول کرو تو ٹھیک ورنہ سب کی قبریں ابھی اسی پہاڑ کے نیچے بن جائیں گی۔ یہ قصہ بھی اور قصص کی طرح یہود کی کتابوں میں اب بھی محفوظ ہے۔

تالمود نامی توراۃ کی شرح و تفسیر یہود میں بہت ہی مقبول اور عام ہے اس میں درج ہے کہ خدا نے پہاڑ کو ان لوگوں پر الٹ کر اوندھا کر دیا اور ان سے کہا کہ توراۃ کو اگر قبول کرتے ہو تب تو خیر ورنہ تمہارا مدفن یہیں ہو کر رہے گا۔ جیوش انسائیکلو پیڈیا جلد ۴ صفحہ ۳۲۱۔

اب ہم بائیبل کی کتاب خروج باب ۱۹ میں جو آیات ہیں اس کا خلاصہ بیان کریں گے۔

حضرت موسیٰ ؑ نے پوری قوم کو غسل کر کے طور کے ارد گرد حاضر رہنے کا حکم دیا۔ پوری قوم نہا دھو کر اور کپڑے بدل کر حاضر ہوئی۔ طور کے ارد گرد میقات مقرر کر دی گئیں کہ عوام میں سے کوئی اس کے آگے نہ بڑھے۔ صرف حضرت موسیٰ ؑ پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ وہاں سے اللہ کے احکامات لے آئے اور قوم کو سنا دیئے۔ لیکن قوم نے احکامات قبول کرنے سے معذوری کا بہانہ بنایا، اس پر اللہ کا غضب ان پر بھڑکا، پہاڑ ہلنے لگا۔ کالی گھٹاؤں اور بجلی کی بھرمار سے پوری وادیٔ طور میں اتھل پتھل ہو گئی۔ بنی اسرائیل کی اب تک کی روش کو دیکھتے ہوئے اور کھلے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

واقعات کی روشنی میں ان کی ایمانی اور اخلاقی حالت کا اندازہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ شریعتِ الٰہی کا نافذ ہونا انہیں گراں گذرا۔ تب ان پر طور مسلّط کردیا گیا۔ اس کی کچھ تفصیل آگے سورۃ الاعراف آیۃ ۱۷۱ میں مزید شرح وبسط کے ساتھ آوے گی۔

امّت کی تشکیلِ جدید کے بعد شرعی احکامات کا اجرا ہونا لازمی بات ہے اگر امّتِ اسلامی کے صفِ اوّل کے لوگ ہی اس کا انکار کرنے لگیں تو شریعت ڈانواڈول ہو جائے گی۔ اسی وجہ سے یہود میں شرعی استحکام حضرت موسیٰؑ کے بعد کسی دور میں بھی دو چار دن بھی نہیں رہا۔ ؎

کارِ یہود کارِ بد انجام ہو گیا
لفظ یہود داخلِ دُشنام ہو گیا

کسی واقعہ کی اچھی توجیہہ کرنا یہودی تاریخ کے لیے ممکن نہیں رہا۔ اس لیے کہ پہلے ہی موقع پر یہ لوگ حق کے مقابل ایسی کراری چوٹ کرتے ہیں کہ خود اپنے یقین کا خاتمہ اپنے ہاتھوں سے کر لیتے ہیں۔ اور بعد میں جب ان کے مفکرین و مفسرین کی آراء مذکورہ واقعات میں سامنے آتی ہیں۔ تب تصویر اور بھی بھیانک ہو جاتی ہے۔ بہر حال یہود کے واقعات سے ہمیں بھی چوکنا رہنے کی ضرورت ہے، خدا کی کتاب کو اگر ہم نے مضبوطی سے نہیں تھاما تو اب کوئی کوہِ طور تو ہم پر گرنے سے رہا۔ لیکن کوہِ طور سے زیادہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھیانک مصائب کے پہاڑ آئے دن ہم پر ٹوٹتے رہتے ہیں جو ہماری اجتماعی زندگی کو چور چور کر دیتے ہیں خدا کا حکم ہم کو بھی یہی ہے کہ ہم اس کی کتاب کو مضبوطی سے تھام لیں۔

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ج

(۴۳۔ الزخرف ۴۳)

"پس مضبوطی سے تھام لو اس وحی کو جو تمہاری طرف کی گئی ہے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بندر۔ ذلیل

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا مِنْکُمْ فِی السَّبْتِ
فَقُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ ۝ فَجَعَلْنٰهَا
نَکَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا خَلْفَهَا وَمَوْعِظَةً
لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ (۲۔ البقرۃ ۶۵-۶۶)

"اور تم خوب علم رکھتے ہو ان لوگوں کے متعلق جنھوں نے تم میں سے زیادتی کی تھی ہفتہ کے دن میں۔ تب ہم نے ان سے کہا کہ تم ذلیل بندر بن جاؤ۔ پھر ہم نے اس واقعہ کو عبرتناک بنادیا ان لوگوں کے لیے جو وہاں موجود تھے اور بعد کو آنے والی نسلوں کے لیے بھی۔ اور ان کے اس انجام کو ڈرنے والوں کے لیے نصیحت بنا دیا۔"

سبت کہتے ہیں سنیچر کے دن کو۔ اس دن بنی اسرائیل کو کسی قسم کا بھی کام کاج کرنے کی ممانعت تھی۔ اور خاص طور پر ساحلِ سمندر پر بسنے والے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مچھلی کے شکاریوں کو یہ امتناعی حکم دیا گیا تھا۔ شنبہ کے دن کے لیے کچھ ایسے ہی احکامات تھے جیسے اُمّتِ محمدیہ میں جمعہ سے متعلق شرعی احکامات موجود ہیں، فرق یہ تھا کہ یہود کے لیے ہفتہ کے دن پورے طور پر کاروبار بند کر کے عبادت کرنے کا حکم تھا اور ہم کو جمعہ کے دن اذان کے بعد خرید و فروخت چھوڑ کر ذکر اللہ کی طرف دوڑنے کا حکم ہے۔ اور نماز کے بعد کاروبار دوبارہ شروع کرنے کی اجازت ہے، لیکن ذرا غور کیجیے کہ جمعہ کی اذان کے بعد خطبہ اور صلاۃِ جمعہ میں کل ڈیڑھ گھنٹے سے بھلا کیا زیادہ وقت لگتا ہے؟ پھر بھی امت محمدیہ کے جمعہ اور جماعت کا جو حال ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کاش یہ امت جمعہ کی فضیلت کو جان کر پھر اسے اجتماعی طور پر قائم کر دے کہ عالم میں عیدین کا منظر ہر جمعہ کو نظر آنے لگے۔

یوم الجمعہ میں آج ہم پر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اتنا گراں گذرتا ہے کہ اُمت کا نصف حصہ جمعہ کا تارک ہو چکا ہے۔ پھر یہود تو یہود ہی تھے۔ پورا دن بندگی کرتے بھی تو کب تک۔ بڑی ہی سخت آزمائش تھی۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہمیشہ آسانی کا ہوتا ہے۔ مگر ان لوگوں کی بغاوت کے سبب اتنی سختی کا برتاؤ کیا گیا۔ قرآن نے کہا کہ :-

اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ط (۱۶۔ النحل ۱۲۴)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

"بے شک ہفتے کا دن ان کے اختلاف کے سبب ان پر مقرر کیا گیا تھا۔"

اصل دینِ ابراہیم میں یہ حکم نہیں تھا۔ لیکن دورِ موسیٰؑ میں یہود نے خود ہی اس دن کو پسند کیا۔ اللہ کا حکم ہوا کہ اب اس دن کی تعظیم کرو۔ مگر کسی نے مانا اور کسی نے نہیں۔ ہفتہ کے دن شرارت کرنے والوں کو بندر بنا دینے کا جو تذکرہ یہاں ہے اسے سورۃ الاعراف میں مفصل بیان کیا گیا ہے:۔

وَسْئَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ
اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ
يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ لَا تَاْتِيْهِمْ
كَذٰلِكَ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ۝ وَاِذْ
قَالَتْ اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ
اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا قَالُوْا مَعْذِرَةً
اِلٰى رَبِّكُمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا
بِهٖٓ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا
الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا
يَفْسُقُوْنَ ۝ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ
كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ۝ (۷- الاعراف- ۱۶۳/۱۶۴/۱۶۵/۱۶۶)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

"ان یہود سے پوچھو اس بستی کا حال جو دریا کنارے آباد تھی جب ہفتہ کے حکم میں وہ حد سے متجاوز ہونے لگی تو ہفتہ کے دن ہی مچھلیاں پانی کے اوپر آتیں اور جس دن ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو نہ آتیں۔ اس طرح ہمنے انہیں آزمایا تھا، اس لیے کہ وہ بے حکم لوگ تھے۔ اور جب ان میں سے ایک جماعت کہنے لگی کہ کیوں ایسے لوگوں کو نصیحت کرتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا ہے یا انہیں سخت عذاب دینے والا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ تمہارے رب کے آگے عذر کرنے کے لیے اور اس لیے بھی کہ شاید وہ اس گناہ سے پرہیز کریں۔ پھر جب انھوں نے اس نصیحت کو فراموش کر دیا تو جو لوگ برائی سے منع کرتے تھے اُن کو ہم نے نجات دی۔ اور جو ظلم کرتے تھے انہیں سخت عذاب نے دھر دبوچا۔ اور یہ سب کچھ ان کی بے حکمی کی وجہ سے کیا گیا، پھر جب وہ بڑھنے لگے اس کام میں جس سے انہیں روکا گیا تھا (یعنی سبت کے دن مچھلی کے شکار کا امتناع) تو ہم نے حکم دیا ذلیل بندر ہو جاؤ۔"

معلوم ہوتا ہے کہ عوام تین حصّوں میں بٹ گئے تھے۔ ایک وہ تھے جو نافرمانی کر کے سنیچر کے دن مچھلیوں کا شکار کرتے۔ دوسرے انہیں اس بُرے کام

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے روکتے اور تیسرے تھک ہار کر خاموش تماشائی تھے۔ لیکن بہتر وہی رہے جو بُرے کام سے روکا کرتے تھے۔ اس فرقے نے شکار کرنے والوں کا بائیکاٹ کیا۔ ملنا جلنا بھی چھوڑا۔ اس طرح سے آبادی میں محلے بھی الگ الگ ہو گئے۔

ایک دن صبح کو دیکھا گیا کہ ہفتہ کے دن شکار کرنے والے جتنے "کماؤ پوت" ہر گھر میں تھے بندر بن گئے۔ اور اپنے قرابت داروں کے پاؤں پر سر رکھکر روتے رہے اور بالآخر تین دن کے بعد مر گئے۔

خود توراۃ میں سبت کے دن کی حرمت کا اتنا شدید مطالبہ کیا گیا تھا کہ جو شخص بھی اس دن کی حرمت کو توڑے اسے واجب القتل قرار دیا گیا۔ حوالے کے لیے خروج باب ۳۱ کی آیت ۱۵ ملاحظہ فرمالیں۔

آج بھی کہیں اور تو پتہ نہیں لیکن امریکہ اور فرانس میں یہود کے ہاتھ میں جتنے صنعتی ادارے ہیں وہاں چھٹیاں اتوار ہی کو منائی جاتی ہیں۔ سنیچر کے احترام کا کوئی سوال ہی نہیں رہا۔ ہم امّتِ وسط جب جمعہ کی بے حرمتی پر نہیں شرماتے تو یہ یہود بھلا اس دور میں کیوں شرمانے لگے۔ جبکہ بنی آدم کو دجّال "کا تحفہ" انہیں کی برادری سے ملنے والا ہے۔ کہاں کا دین، کہاں کی شریعت، کہاں کے موسیٰ، کیسی توریت؟ بس یہودیت زندہ باد کے سوا بندروں کے خلف کے پاس کچھ بھی نہیں۔

ہم مسلمانوں پر خدا کا بڑا فضل و احسان ہے کہ قرآن کے ذریعہ ہم پر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کی حقیقت کھول دی گئی۔ ان کے عروج وزوال کی پوری کہانی ہمیں سُنادی گئی۔ اس وقت کا حال بھی ہمیں بتایا گیا، جب عالم پر انہیں فضیلت دی گئی اور اس وقت کے نظارے بھی کرادیئے گئے، جب ان کی صورتیں مسخ کردی گئیں۔ اللہ کا احسان مانو کہ ہم آج بھی بشکلِ بنی آدم ہیں، ورنہ جمعہ کے احکامات کے ساتھ بغاوت ہم نے بھی کی ہے۔ باغیوں کو اولیاء اللہ اور دُنیا کے معمار بنادینے والی کتاب کی طرف رُخ کرو اور جمعہ کو پکڑے رہو۔ تمہاری اجتماعیت کا سب سے کامیاب علاج جمعہ کا قائم کرنا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سنگدل یہود

ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ أَوْ أَشَدُّ قَسْوَةً ط وَإِنَّ مِنَ الْحِجَارَةِ لَمَا يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْأَنْهٰرُ ط وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَشَّقَّقُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الْمَآءُ ط وَإِنَّ مِنْهَا لَمَا يَهْبِطُ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ط وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (۲-البقرہ ۷۴)

"مگر ان تمام نشانات کے مشاہدے کے بعد بھی تمہارے دل سخت ہی رہے۔ پتھروں کی طرح سخت بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت، اور بعض پتھر تو ایسے بھی ہوتے ہیں جن سے نہریں پھوٹ نکلتی ہیں اور بعض پھٹ جاتے ہیں تو پانی نکل آتا ہے اور بعض پتھر ایسے ہیں جو اللہ کی ہیبت سے لڑھک جاتے ہیں اور اے بنی اسرائیل! اللہ تمہارے کرتوت سے بے خبر نہیں ہے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اس آیت میں یہود کے تمام صفات کو سمیٹ کر ایک جامع صفت میں اکٹھا بتایا گیا ہے اور وہ ان کی سنگدلی ہے جو پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہے۔ آیۃ کا ترجمہ ہی مضمون کا اچھی طرح احاطہ کیے ہوئے ہے۔

قرآن کا اندازِ بیان تو نہایت محتاط ہے۔ البتہ خود توراۃ کا بیان بھی اس ضمن میں بے نقاب ہو تو معلوم ہو گا کہ ان ظالموں کی پردہ پوشی قرآن میں پھر بھی بہت کچھ کی گئی ہے۔

تو نے ان کے مارا ہے پر انھوں نے افسوس نہیں کیا تو نے ان کو غارت کیا پر وہ تربیت پذیر نہ ہوئے۔ انھوں نے اپنے چہروں کو چٹان سے بھی زیادہ سخت بنایا۔" (یرمیاہ باب ۵ آیت ۳)

"لیکن بنی اسرائیل تیری بات نہ سنیں گے کیونکہ سب بنی اسرائیل سخت پیشانی اور سنگ دل ہیں۔" (حزقی ایل باب ۳ آیت ۷)

توراۃ کی درج شدہ دو آیات سے ان کی سنگدلی کا فتویٰ خود ان کی کتب مقدسہ سے مل گیا۔ گو توراۃ پر ہمارا بھی ایمان ہے۔ لیکن ظالموں نے خدا کے کلام کو اصلی حالت میں رہنے ہی کہاں دیا۔ پھر بھی بہت سی تحریفات کے بعد آخر کلامِ الٰہی جو ٹھہرا۔ ان کے چہرے کے قدیم و جدید نقوش آج بھی توراۃ میں مل گئے۔ یہ ایک خداوندی نشان نہیں تو اور کیا ہے؟

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قارئین کو ہم یہاں ایک بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اس کتاب میں توراۃ یعنی بائبل کا جہاں کہیں بھی حوالہ دیا گیا ہے وہ ہمارے پاس موجود نسخے سے دیا گیا ہے اس نسخے کی سنہ اشاعت ۱۹۵۶ء ہے۔ نسخہ برطانیہ کے برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی کی طرف سے شائع شدہ نسخوں میں سے ایک ہے یوں بھی کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا ایک نہایت ہی سنگین جرم ہے۔ لیکن مذہبی کتب کے متعلق تو یہ معاملہ ضابطۂ اخلاق کی پابندی سے وابستہ ہے اس لیے بحمد اللہ تمام اقتباسات پوری چھان بین کے بعد ہی دیئے گئے ہیں۔

دل کی سختی کا مضمون چل رہا تھا۔ قلوبِ یہود زیر بحث تھے۔ مگر یہ صفت کچھ انہیں پر منحصر نہیں ہے۔ بنی آدم کا دل ہے تو سینے کے اندر مگر اس کی ساری حرکتیں جسم کے تمام اجزاء کو متشکل بنا کر اعمال کی صورت میں عالم شہود میں لے آتی ہیں، دیکھنے کے لیے آنکھیں اشکبار ہوتی ہیں مگر اصل رونے والا دل ہوتا ہے، یہی آنکھیں اندھی بھی ہو جاتی ہیں۔ مگر نہیں جب وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں تب سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں،

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۝ (۲۲۔ الحج ۴۶)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

"صرف آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں مگر دل اندھے ہو جاتے ہیں
جو سینوں میں ہیں۔"

انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کا ایک عجیب شاہکار ہے، مذہب، اخلاق، روحانیت، ایثار، رحم، پاسِ وفا، رنج و غم، محبّت، نفرت، عداوت، شقاوت، عقل اور فہم سب اسی سرائے کے مسافر ہیں، اعتقادات بھی یہیں راسخ ہوتے ہیں تو عقائد کی شکستگی کے پرزے بھی کوڑا کرکٹ کی طرح کچھ دن کو یہیں رُکے رہتے ہیں، آدمی کی ہمت وھردانگی، ہدایت و گمراہی، خوف و حزن، رنج و خوشی سب یہیں آتے جاتے رہتے ہیں، اور اسی کی دھڑکن بند ہو جانے پر ایک دن آدمی مر کر ایک نئے سفر کا آغاز کرتا ہے۔

عجیب سی شئے ہے یہ بھی۔ شاید عمر میں جتنی بار یہ دل دھڑکتا ہے اتنی ہی بار آدمی میں انقلابات ہوتے رہتے ہیں، آج تک کوئی بھی چیز انسان کے دل میں قیام پذیر نہ ہو سکی سوا ایک چیز کے وہ ہے ذکرُ اللہ۔

اَلَا بِذِکرِ اللّٰہِ تَطمَئِنُّ القُلُوب۔

یہی ایک ذکر اللہ کسی قلب میں اگر ٹھہر گیا بس اس کا بیڑا پار ہوا یہود کے دل میں خدا کے ذکر کا ٹھہراؤ کبھی ہوا ہی نہیں، ہر موقع پر کیا؟ کیوں؟ کیسے؟ کہاں؟ کب؟ ابھی نہیں! پھر! ہرگز نہیں — اِنہیں تمام الفاظ کا استعمال، خدائی احکامات کے مقابل استعمال کرتے رہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دل ہاتھ سے گئے۔ اور جب فرد یا قوم کا قلب منقلب ہو گیا بس سمجھو کہ اس کی نجات کا موقع نکل گیا۔ اس قلب کو صیقل کرنے کے لیے اُمّتِ وسط کو طرح طرح کے نسخے بتائے گئے۔

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ
لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا
يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ
فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ
وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ (۵۷ - الحدید ۱۶)

"کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں پر کہ ان کے دل نرم پڑ جائیں اللہ کے ذکر سے اور اتاری گئی کتابِ حق کے پڑھنے سے۔

انہیں ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا چاہیے جن کو ان سے پہلے کتاب دی جا چکی تھی۔ پھر ایک طویل مدت ان پر کتاب بھیجے جانے کے بعد گذر گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے لوگ نافرمان ہیں۔

ایمان وہی ہے کہ اللہ کے کلام اور نبی کی صحبت یا تعلیم سے دل نرم ہوں۔ نزول اور بعثتِ انبیاء کو طویل مدت گذرنے پر انسانی قلوب کی سختی و شقاوت سمجھ میں آنے والی بات ہے، اس کا علاج ہمارے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لیے تو بس یہی ہے کہ ہم قرآن اور پیغمبر صلعم کی طرف رجوع ہوں اور اپنے دلوں کو صاف کریں، پھر یہ پتھر دل یہودی ہمارے لیے موم کی ناک بن جائیں گے ورنہ اس میں شک نہیں کہ ہم کو ہمارا سایہ بھی نقصان پہنچائے گا۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا۔ اٰمین۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تحریف کے ماہر

اَفَتَطْمَعُوْنَ اَنْ یُّؤْمِنُوْا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ یَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ یُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ یَعْلَمُوْنَ ○

(۲ - البقرۃ ۷۵)

"کیا تم اب بھی یہ توقع رکھتے ہو کہ یہ ایمان لے آئیں گے؟ حالانکہ ان میں سے ایک فریق ایسا بھی ہوا جس نے اللہ تعالیٰ کا کلام سن کر پھر اسکو کچھ کا کچھ کر ڈالا اور وہ بھی اس کے سمجھنے کے بعد اور یہ حرکت وہ دانستہ کر رہے تھے"

نزول قرآن کے وقت بنی اسرائیل کی داستانِ جرم سنانے کے بعد مدینہ کی نومسلم آبادی کو خطاب کیا جا رہا ہے جو ابھی ابھی قرآن اور پیغمبرِ آخرالزماں پر ایمان لا چکے ہیں۔ اپنی ہمسایہ اور ہم وطن قومِ یہود کے علماء اور عوام سے نبوت، کتاب اور آخرت کی باتیں ان کے کانوں میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھی پڑتی آرہی تھیں۔ ان باتوں کے سرسری علم کی بنا پر یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ ہوئے۔ بعض اشخاص تو ہجرت سے قبل مکہ کے دوران قیام میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل چکے تھے اور قرآن سننے کے بعد دولتِ ایمانی سے مالامال ہو چکے تھے۔ یہی لوگ بعد میں انصارِ مدینہ کے نام سے تاریخِ اسلامی میں متعارف ہوئے۔

چھل کپٹ سے ناواقف یہ سادہ دل اور نیک طبیعت کے لوگوں کو قدرتی طور پر یہودِ مدینہ کی طرف توجہ ہوئی۔ اور ان حضرات نے مدینہ کی یہودی آبادی کو ان کی پہلی پیش خبریاں جو نبی آخر الزماں سے متعلق ان سے سن چکے تھے، یاد دلاکر قرآن اور صاحبِ قرآن پر ایمان لانے کی مخلصانہ دعوت اس امید پر پیش کی کہ ہم نے سب سے اوّل صاحبِ قرآن کا چرچا انہیں کی زبان سے سنا ہے، انہیں کے علماء کے وعظ و تقاریر اور انہیں کی عوام کے پر امید انتظار کی تحریر پر قرآن اور صاحبِ قرآن کے نشانات کے دھندلے نقوش سے واقف ہو کر اصل کو اب پا چکے ہیں اس لیے جلدی جلدی اپنے ان یہودی ہمسایہ بھائیوں کو حقیقتِ حال سے مطلع کر دیں کہ یہ بھی ایمان لے آئیں اور اس نعمتِ خداوندی میں شریک ہوں جس کی اطلاع ہم کو انہیں حضرات نے اول اول دی تھی یاد رہے کہ یہودی علمائے دین نبی آخر الزماںؐ کی صفات کا چرچا اس سے پہلے کرتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آرہے تھے۔ اور عوام انتظار میں رہتے کہ دیکھیں اللہ کب اس نجات دہندہ کو مبعوث فرماتا ہے کہ ہمارے دن پھریں اور تمام مصیبتوں سے ہمیں نجات ملے۔

آیت کے آخری حصے میں کلام اللہ میں تحریف کرنے کا الزام قرآن پاک نے یہود پر لگایا ہے۔ یہ اتنا زبردست الزام ہے کہ یہود کو اور سارے کام چھوڑ کر نزولِ قرآن کے وقت اس الزام کی تردید کرنی تھی اور ثبوت میں وہ سچا، حقیقی، ستھرا اور نکھرا ہوا کلام الٰہی جو موسیٰؑ پر نازل ہوا تھا بے کم و کاست پیش کر کے اس الزام سے بری ہو جانا تھا۔ مگر اور کہیں نہیں تو یہاں ان بے چارے یہودیوں نے اقبالِ جرم کر ہی لیا اور کیے بغیر شاید کوئی چارہ بھی نہیں تھا، جبکہ کتابِ مقدس میں یرمیاہ نبی فرماتے ہیں۔

"کیوں کہ تم نے زندہ ربّ الافواج ہمارے خدا کے کلام کو بگاڑ ڈالا۔" (یرمیاہ باب ۲۳ آیت ۳۶)

بائبل کے اس حوالے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ حیّ القیّوم ربّ الافواج کے کلام کو بنی اسرائیل نے بگاڑ ڈالا۔ کلام الٰہی میں تحریف کا الزام اب صرف قرآن کی طرف سے ہی نہیں بلکہ خود ان کی کتاب کی طرف سے عائد ہوا۔ قرآن نے تو فقط یاد دہانی کرا دی تاکہ عادی مجرموں کا پتہ لگتا رہے۔

قرآن مجید کی اعجازی کامیابیوں میں سے ایک حقیقت یہ بھی ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اب خود یہود بھی اپنے آسمانی صحیفوں کی تنزیلِ لفظی کے قائل نہیں رہے۔ ان کے علماء و اکابرین صاف صاف اقرار کر رہے ہیں کہ صرف مضامین و مطالب کا القاء ہمارے انبیاء کے قلوب پر ہوتا تھا اور "مصنّفینِ کتاب اللہ" اسی الہام کی روشنی میں یہود کو کتبِ آسمانی تیار کر دیتے تھے۔

اسی بنا پر تاریخِ انسانی کے بہت سے معاملات میں یہود کی تحریفِ کتبِ سماویہ کی حرکتِ سیئہ سے اختلافی محاذ قائم ہوتا رہا۔ اور نہ صرف تاریخ بلکہ توحید، رسالت، نبوت، آخرت، نجات، دوزخ، جنت وغیرہ کے متعلق بھی بنی آدم میں شکوک و شبہات کی راہیں نکلنے لگیں، حتیٰ کہ اس فن کے ماہر یہودیوں نے حضرت مسیح کی اناجیلِ اربعہ کا حلیہ بگاڑنے یا بگڑوانے میں جو پارٹ ادا کیا ہے وہ اب کسی اہلِ علم سے پوشیدہ نہیں رہا۔ ہر صاحب سمجھ انسانیت دوست آدمی کو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا قدر شناس اور احسان مند ہونا ہی چاہیے کہ ربّ العالمین نے آپ کے ذریعہ تمام حقایق کو از سرِ نو بے نقاب کر دیا ورنہ آدمیت کے اعتقادی و روحانی۔ دینی و اُخروی معاملات میں کتنی ہی باتیں اپنا اصلی وزن اور جوہر کھو چکی تھیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دورنگی مذہبیت

وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا ج وَإِذَا
خَلَا بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ قَالُوا أَتُحَدِّثُونَهُم
بِمَا فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْكُمْ لِيُحَاجُّوكُم بِهِ
عِندَ رَبِّكُمْ ط أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ أَوَلَا يَعْلَمُونَ
أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ○

(۲- البقرہ ۷۶/۷۷)

" اور جب یہود ملتے ہیں مسلمانوں سے تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لے آئے ہیں، اور جب تنہائی میں جاتے ہیں اپنے دوسرے یہودیوں کے پاس، تو اُن سے کہتے ہیں بیوقوف ہو گئے ہو۔ کیا غضب کرتے ہو کہ ان مسلمانوں کو وہ باتیں بتا دیتے ہو جو اللہ نے تم پر کھول دی ہیں۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ مسلمان لوگ تمہیں حجت میں مغلوب کر دیں گے،

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہ مضمون اللہ کے پاس سے ہے، کیا تم نہیں سمجھتے۔ تو کیا یہود کو یہ بات معلوم نہیں رہی کہ اللہ تعالےٰ کو سب خبر ہے اُن باتوں کی بھی جن کو یہ چھپاتے ہیں اور اُن باتوں کی بھی جن کا وہ اظہار کر دیتے ہیں"

یہودِ مدینہ میں جو لوگ نفاق کا روگ لے کر اسلام میں ظاہری دکھاوے کے لیے داخل ہوئے تھے وہ جماعتِ مسلمین کی خوشامد کے لیے اپنا اعتبار جمانے اور تمام مسلمانوں کے دل میں جگہ پانے کے لیے توریت اور دوسری کتبِ آسمانی کی پیش خبریاں اور حضرت محمدؐ کے متعلق بشارتیں اور علامتیں ظاہر کرتے تھے۔ اُدھر یہ گروہ جب تخلیہ میں دوسرے دشمنانِ اسلام یہودیوں سے ملتا تو یہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کار کرتے کہ یہ کیا حرکت کر رہے ہو، مسلمانوں پر وہ باتیں کیوں ظاہر کر دیتے ہو جو کتبِ مقدسہ میں ہیں۔ یہی دلائل مسلمان ہمارے سامنے پیش کر کے ہمیں قرآن اور پیغمبر پر ایمان لانے کے لیے بطور دلیل کے اور حجت کے پیش کریں گے تو انکار کرتے نہیں بنے گی اور تمہاری بڑی ہوئی سند اور اطلاع سے ہماری اور دینی یہود اور علماء یہود کی بڑی سبکی ہوگی۔

اس پر انھیں قرآن کے بھیجنے والے نے یاد دلایا کہ ظالمو! دنیا میں حق کو چھپا کر اور سچائی پر پردہ ڈال کر ہی مرو گے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ خدا کو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بہرحال تمہاری اس حق پوشی کا خوب علم ہے اور اللہ نے یہ بات مومنینِ مدینہ پر صاف طور پر بذریعہ وحی ظاہر کردی کہ تمہارے ساتھ جو گندم نما جو فروش یہودی ہیں ان کے دعوئ اسلام کے متعلق چوکس رہنا۔ اسی چاپلوس گروہ نے ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہوکر مسلمانوں کو جانی اور مالی نقصان نیز وقت آنے پر عین موقع پہ دغا دے کر اپنے حق میں یہ فتویٰ صادر کروا ہی لیا کہ قرآن نے جو کچھ ان کے متعلق اطلاع دی تھی، وہ سو فیصد صحیح تھی۔ اور اگر کلام الٰہی بھی دنیا میں صحیح نہ ہوا تو پھر کونسی بات صحیح ہوسکتی ہے۔ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا۔ اسی غیبی اطلاع کی تصدیق آج تک ہوتی چلی آرہی ہے اور تا قیامت ہوتی رہے گی۔ آج دنیا کے ہر معاشی و معاشرتی نیز سماجی اور سیاسی و مذہبی ڈھانچے میں یہود کوئی نہ کوئی فتنہ برپا کرنے کو چھپے ہوئے ہیں۔ درمیان میں کچھ ایام تک اچھا خاصا پردہ اس معاملے پر پڑ گیا تھا مگر اب عالمی سیاست میں یہود کی اسی طرح کی شرکت خفیہ اور مشرقِ وسطیٰ کی غیر یقینی سیاسی صورت حال سے ساری دنیا میں یہود کے چرچے ہیں اور ایک الگ ہوکر بات کھلتی چلی جاتی ہے کہ سرمایہ داری اشتراکیت، جنسی انارکی اور سیاسی جتھا بندی میں ہر جگہ اُن کے ایجنٹ برابر یہی کام انجام دے رہے ہیں جو نزولِ قرآن کے زمانے میں یہودِ مدینہ انجام دے چکے تھے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شاید امریکہ اور برطانیہ کے عوام تک اس مضمون کا یہ حصّہ پہونچے یا میری آواز خدا کرے ان بہرے کانوں سے ٹکرائے اور وہ اس آیۃ کریمہ کو اچھی طرح دیکھ کر پڑھ لیں تو انھیں یہ بات ابھی سے لکھ رکھنی چاہیے کہ یہود جس کسی کے ساتھی بنے ہیں بالآخر انھیں کی پیٹھ میں انھوں نے چھرا گھونپ دیا ہے۔ آج اے امریکہ اور برطانیہ والو! تمہاری امداد سے یہ یہود بنی آدم پر اپنے خونخوار پنجہ کا پہلا وار کر چکے ہیں۔ اس کامیابی کے بعد دوسرا وار تم پر ہوگا۔ اگر یہ بات غلط نکلے تو تمھیں حق ہوگا کہ اس دور کے مسلمانوں کو قرآن پاک کی دوسری سورۃ کی آیت نمبر ۷۶ اور ۷۷ یاد دلا کر قرآن کے ساتھ ہمارے پورے دین کی تکذیب کر دینا اگر ایسا نہ ہوا یعنی اس آیت کی تصدیق ہو گئی قوم یہود تم کو لقمہ تر سمجھ کر نگلنے لگیں، تمہارا قتل عام کریں اور تم کو ملک بدر کریں تو خدا کے واسطے اس قرآن پر اس وقت ضرور ایمان لے آنا۔ اور یہ بھی سن لو کہ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس قرآن کی ایک ایک بات سچ ہے یہ کبھی جھوٹ نہیں ہو سکتی کہ جس قوم یہود نے خدا کی کتاب سے حق کو چھپا کر قومی عصبیت کا ثبوت دیا ہے وہ دنیا کی کسی قوم کو اپنے سوا جینے کا حق دار نہیں سمجھتی۔ ساری دنیا میں سب سے زیادہ ملعون قوم پرستی ان ہی یہود کے رگ و ریشہ میں سما چکی ہے۔ یہ اژدہا جسے ڈسے گا اُسے کاٹ کر بس نہیں کرے گا بلکہ نگل جائے گا۔ تمہارے سیاست داں اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دانشور لوگوں کی آواز چھن چھنا کر ہم تک اور ساری دُنیا تک پہنچ رہی ہے کہ امریکہ کے صدارتی انتخاب میں اور برطانیہ کی سیاسی بازی گری میں سرمایہ دار یہود کا ہاتھ اپنا کام ابھی سے شروع کر چکا ہے۔ تمہاری سیاست اور معیشت پر قبضہ کے بعد اسی ہاتھ کا مستور خنجر تمہارا بھی کام تمام کر دے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جہلاءِ یہود کا خیالی دین

وَمِنْهُمْ أُمِّيُّونَ لَا يَعْلَمُونَ الْكِتَابَ إِلَّا أَمَانِيَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ○ (۲- البقرہ ۷۸)

"اور ان یہودیوں میں ایک گروہ ان پڑھ لوگوں کا ہے،
جو کتاب اللہ کا علم نہیں رکھتے، لیکن امیدوں اور آرزوؤں
کے چکر میں رہتے ہیں اور محض وہم و گمان پر چلتے ہیں۔"

یہ حال یہودی عوام کا بتایا گیا ہے جو کتاب الٰہی کے علم سے ناواقف تھے۔ اور نہیں جانتے تھے کہ خدا نے اپنی کتاب میں کیا کچھ احکامات دیئے ہیں۔ وہ اپنے نکاۓ عالموں اور جاہل مذہبی رہنماؤں کے خیالات باطلہ کو دین سمجھ کر ان کی ناقص اور ادھوری باتوں پر دین کا تصور اور اس کی اساس رکھتے آرہے تھے۔

علمائے یہود میں جو لوگ فی الواقع حق پرست تھے انہیں تو قرآن میں جگہ جگہ الگ کر دیا گیا ہے۔ اور ایسے حق گو اشخاص ان کے اعلیٰ درجہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے مذہبی رہنما بن ہی نہ سکے۔ البتہ امراء کے دستر خوان کی بلّیاں جو دینی منصب داروں اور چودھریوں کے جبّے اور دستار پہن کر یہودی قیادت کے لیے آگے آتیں، دراصل ان کے پیچھے سود خور یہودی مہاجن اور بے رحم سرمایہ دار ہی در پردہ ان کے اگوا اور پیشوا بنے رہتے۔ کیوں کہ یہی لوگ ان کو خیالاتِ باطلہ اور بخشش کے پروانے تقسیم کرنیوالے تھے، اسی بنا پر ایک ایسا متعصب قومی مذہب وجود میں آیا جو اللہ اور اس کے رسولوں سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتا تھا۔ مگر ان کے وہم و گمان کی برابر خدمت انجام دیئے جا رہا تھا کہ یہود کے سوا جنت میں کوئی داخل ہی نہیں ہو سکتا۔

مسلمانو! تم اس آیت سے کچھ تو سبق لو کہ یہ کیا ہو گیا ہماری ملّتِ اسلامیہ کو؟ کہیں وہم و گمان کی اس اندھیری وادی میں ہم تو نہیں اتر گئے؟ حق بات چھپانا یہود کی سنّت تھی مگر ایک مسلم حنیف کو یہ بات زیب نہیں دیتی کہ وہ حق کو چھپائے۔ تو سن لو کہ تم بھی وہم و گمان کے چکّر میں ہو۔ بخشش کا مدار خدا کے احکامات ہیں۔ عقیدے کی اساس اللہ کی توحید ہے۔ رہنمائی اور نمونہ، پیروی اور اتباع حضور اقدس صلعم کے سوا اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔ مگر کیا ہم بھی جاہل صوفیوں اور ناقص علماء اور اپنی خیالی کھچڑی کے چکّر میں نہیں گھوم رہے ہیں؟ کیا ہم بھی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایمان کے سارے تقاضے بالائے طاق رکھ کر توحید کی اساس کو چھوڑ کر شرکیہ عقائد کی طرف نہیں لڑھک گئے؟

کچھ رسمیں ہیں، کچھ رواج ہیں جن کا تعلق نہ اللہ کی کتاب سے ہے نہ اس کے رسولؐ کی حیاتِ طیبہ سے، نہ صحابہؓ کے اعمال سے۔ مگر ہم مسلمان ہیں کہ برابر اپنے دینِ حنیف کو کئی کئی چیتھڑوں میں لپیٹ کر اس کی حقیقی شکل کو چھپا چکے ہیں۔

اگر آپ قرآن پاک کا مطالعہ کرتے اور سنتِ رسولؐ کو اپنی زندگی کا نمونہ بناتے تو ہم عصر قوموں کے رسوم و رواج آپ کے پاس کبھی بھٹک ہی نہیں سکتے تھے، کھرچ کھرچ کر نکال دو ان ساری رسوماتِ بد کو جو کہیں ہمیں ڈھولک پر نچا رہی ہیں تو کہیں ہماری بہو بیٹیوں کو تماشہ بینوں کی نظرِ بد کا شکار بنا رہی ہیں تو کہیں خرچیلی رسومات ہماری معیشت کی ریڑھ کی ہڈی توڑے ڈال رہی ہیں، کہیں ہمارے عقیدۂ توحید کو متزلزل کرتی ہیں تو کہیں خدا کی ناراضگی اور اس کے قہر و غضب کا ہمیں شکار بنا رہی ہیں۔

ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال دو اپنی زندگی سے وہم و گمان کی باتوں کو اور دینِ حنیف کے اُسی مقام پر پھر سے کھڑے ہو جاؤ جہاں اللہ اور اس کا رسولؐ تمہیں دیکھنا چاہتے ہیں، جہاں وہم نہیں صداقت ہے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جہاں گمان نہیں حقیقت ہے۔ عالمِ برزخ سے حضورِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی پُرنم آنکھیں تمہیں پھر اسی مقامِ علیا پر دیکھنا چاہتی ہیں، اور ربِّ عرشِ عظیم تم پر اپنی رحمتوں کی بارش کرنے کے لیے منتظر ہے بشرطیکہ،

اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ط (۴۲۔ الشوریٰ ۱۳)

"دین پر قائم ہو جاؤ اور اس میں جدا جدا راہیں مت نکالو۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کتبِ مقدّسہ کو اپنی تصانیف کے ساتھ ملا ڈالا

فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ يَكۡتُبُوۡنَ الۡكِتٰبَ بِاَيۡدِيۡهِمۡ ثُمَّ يَقُوۡلُوۡنَ هٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ لِيَشۡتَرُوۡا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيۡلًا ؕ فَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا كَتَبَتۡ اَيۡدِيۡهِمۡ وَوَيۡلٌ لَّهُمۡ مِّمَّا يَكۡسِبُوۡنَ ○ (۲- البقرۃ ۷۹)

"ہلاکت اور بربادی ہے اُن لوگوں کے لیے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب تصنیف کرتے ہیں اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس سے قدرے قلیل معاوضہ حاصل کریں۔ افسوس ناک ہلاکت کے موجب ہیں ان کے ہاتھ کی لکھی باتیں اور جو کمائی اس ذریعہ سے انھوں نے کی ہے وہ تباہ ہونے والی ہے۔"

قومِ یہود کے مذہبی رہنماؤں و دینی منصب داروں نے خدا کی کتابوں کے ساتھ تحریف کا جو معاملہ کیا وہ تو جگ ظاہر ہے۔ لیکن قرآن پاک میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ان کی اُس غلطی پر نکیر کی گئی ہے جس کی طرف بہت کم لوگوں کی نگاہ پہنچ سکی ہے
وہ یہ ہے کہ آج کتب مقدسہ کو پڑھنے والا جب ان الہامی کتابوں میں خدا
کا کلام پڑھنا شروع کرتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ اُسے یہود کی تاریخ، اس
کے افسانے، توراۃ کے مفسروں کی آرار، ان کے علمار کے اختلافی اقوال
نچلی سطح کے مذہبی مسائل فقہی مباحث، بنی اسرائیل کا آپسی جنگ وجدال،
دینِ یہود کے مبلغین، متکلمین وسلاطین کی آرار، اور ان کی زندگی کے واقعات
سب کچھ ساتھ ساتھ پڑھنا ہوتا ہے۔ عام ناظر کو بڑی مشکل یہ پیش آتی ہے
کہ خالص کلام الٰہی کو ان بھول بھلیوں میں کہاں کہاں تلاش کرتا پھرے۔
اور پھر لطف یہ ہے کہ یہ تمام باتیں کتاب اللہ کے ساتھ گڈمڈ ہی نہیں کر دی
گئیں بلکہ کلام الٰہی کے ساتھ جوڑ جاڑ کر کتبِ مقدسہ کا جزء قرار دیدی
گئی ہیں۔

قوم یہود جس کلام الٰہی کی وارث ہے، اگر کوئی اسے پڑھ کر آج فیض
حاصل کرنا چاہے تو اسے اصل کتاب اللہ سے دس گنی زیادہ یہودی
مکر وفریب کی داستانیں بھی چار وناچار پڑھنی ہوں گی تب کہیں جا کر
قاری کو خدائی کلام کا دسواں حصہ نصیب ہوگا۔ خدا نے یہود کی اسی
اجتماعی خرابی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے
میں کتبِ مقدسہ کے اوراق کی تعداد بڑھتی ہی گئی۔ حالانکہ وحی والہام

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا سلسلہ مدتوں سے بند ہو چکا تھا۔

عوام میں وحی والہام کی تقدیس کی اونچی قدر کو دیکھ کر یہودی عالموں نے جب جس چیز کو چاہا خدا کی کتاب کا جز بنا دیا، عوام بے چارے عقل کے اندھے تھے۔ عقیدت اور تقدیسِ کلامِ الٰہی کے جذبے میں ان تمام اجزار کو بھی انھوں نے آداب و تعظیم، تلاوت و ثواب کے لحاظ سے وہی درجہ دے دیا جو اللہ کی کتاب کو دیا جانا ضروری تھا۔ اس طرح سے علمارِ یہود نے خدا کے کلام کے ساتھ اپنا قومی و ملّی کلام بھی عوام کے سر منڈھ دیا۔ اور کلامِ الٰہی کی عظمت کے وہ قیمتی سکّے جو مومنین کی عقیدت کی جیب سے نکل کر آستانۂ الٰہیہ پر نچھاور ہو رہے تھے، اس میں سے بہت کچھ کے حصے دار یہ بھی بن گئے۔

مسلمانو! تم کو مبارک ہو کہ آج روئے زمین پر تم اور صرف تم ہو کہ لاکھ بُرائیوں کے بعد بھی اللہ کے کلام کے محافظ ہو، خدا کی رحمت ہو تم پر کہ تم نے قرآن کے ایک ایک حرف اور ایک لفظ کی حفاظت کی، اپنے سینوں سے اصل کلامِ الٰہی کو لگائے رکھا۔ تفاسیر و تراجم، فقہ، تاریخ، واقعاتِ صحابہ و ائمہ مجتہدین حتیٰ کہ صاحبِ قرآن ؐ کی احادیث تک کو قرآن سے الگ رکھا۔ ہر چیز کو اس کے مرتبے کے لحاظ سے محفوظ کر دیا۔ اور ایک دوسرے میں خلط ملط نہ ہونے دیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سبحان اللہ کیا شان ہے اس امت کی کہ آج جسے قرآن پڑھنا ہو، صرف قرآن اور خالص قرآن وہ بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ اگر اس کی مرضی ہو ہماری تاریخ پڑھنا چاہے پڑھ لے۔ اگر اسے ہمارے رسولؐ کے اصحاب اور ہم عصر لوگوں کی زندگیوں سے دل چسپی ہو تو اُسے یہ چیز یہاں کلام الٰہی سے الگ ملے گی۔ اور اگر وہ ہمارے فقہا اور متکلمین کی آرار سے واقف ہونا چاہیے تو یہ معلومات بھی اسے علیحدہ مل جائیں گی۔ ہمارا مدوّن کیا ہوا فنِ تفسیر، فنِ حدیث حتیٰ کہ ہمارے فنِ تعمیر اور امورِ سلطنت کی اچھی بُری باتیں اگر وہ جاننا چاہے تو یہ بھی اسے دی جا سکتی ہیں۔ اور اگر اسے ہماری خانہ جنگی اور خون ریزی کا علم درکار ہو تو ہم نے اپنی تاریخی کربلاؤں کی ہزاروں داستانیں لکھ رکھی ہیں، اختلافی مسائل میں ہمارے علما کی آپسی تکرار سے وہ واقف ہونا چاہے تو یہ چیز بھی ہمارے دستر خوان پر وہ موجود پائے گا۔

مگر جب کوئی ہم سے کلام الٰہی طلب کرے گا تو اس کے ساتھ ملا کر ہم اسے کوئی چیز نہ دے سکتے ہیں اور نہ دے سکیں گے۔

مسلمانوں کو جو تعلق اپنے رسولِ برحقؐ سے ہے وہ ساری دنیا جانتی ہے۔ اس ذاتِ اقدس سے ہمیں جو عقیدت ہے وہ نہ ماں باپ سے ہے نہ کنبہ برادری سے نہ ملک و سلطنت سے۔ انکا ایک ایک لفظ ہمارے لیے لعل و جواہر سے زیادہ قیمتی ہے، مگر ہم نے اللہ کے کلام کی عظمت کا مقام

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اس سے بھی کہیں اونچا رکھا، اور اس مقدس کتاب میں کوئی ایک حرف بھی وحیِ الٰہی کے سوا، آج تک شامل نہ ہونے دیا۔ اور انشاء اللہ تاقیامت نہ ہونے دیں گے۔

یہود کو ہماری اس فضیلت پر حسد و جلن ہوئی۔ اس کی تسکین کے لیے سواحلِ افریقہ میں اسرائیلی حکومت نے قرآن کے نسخے چھاپ کر کچھ آیات کو صرف آگے پیچھے کر دیا تھا۔ اس چور کو پہلی منزل میں ہم نے پکڑ مارا ہے اور بحمد اللہ کوئی سازش قرآنِ پاک کو محرف کرنے کی کبھی کامیاب نہ ہو سکی حتیٰ کہ قرآن کے تمام نسخے بھی ہم سے چھین لیے جائیں تو چند گھنٹوں میں ہر بڑے شہر کے ہمارے ہزاروں حافظ جو اس عظیم کتاب کو اپنے سینوں میں محفوظ کیے ہوئے ہیں، اسے ضبطِ تحریر میں لے آئیں گے۔ انشاء اللہ ثم انشاء اللہ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جنّت کے جبری وارث

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً ۭ
قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ
عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْۗــــــَٔــتُهٗ
فَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ
اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ ھُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(۲۔ البقرۃ ۸۰/۸۱/۸۲)

" اور یہود کہتے ہیں کہ ہم کو گنتی کے چند دن سے زیادہ آگ چھو نہیں سکتی، آپ کہو اے نبیؐ کہ اللہ سے تم نے کیا کوئی اقرار لے رکھا ہے۔ اللہ تو فی الواقع اپنے اقرار کے خلاف نہیں کرے گا یا تم خود ہی اللہ پر وہ باتیں جوڑ کر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہہ دیتے ہو جس کا تمہیں مطلق علم نہیں ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ
جو شخص بھی گناہ کرے گا اور بدی کے چکّر میں گھرا رہے گا تو ایسے
لوگ آگ میں جائیں گے۔ آگ سے بچ کر جنت میں صرف
وہی لوگ جا سکیں گے جو ایمان لائے ہوں گے اور جنہوں نے
نیک عمل کیا ہو گا۔"

یہ وہ عقیدہ ہے جو ان کے عام لوگوں میں پایا جاتا ہے دین کا حلیہ بگاڑنے والے علمائے یہود نے اپنا پیٹ بھرنے کے لیے قوم یہود کو جھوٹی تسلّی دے کر انھیں جھانسا دے رکھا تھا کہ خواہ تم کچھ بھی کرو دوزخ میں چند دن رہنے کے بعد چھڑا لیے جاؤ گے۔ اب اگر کتابِ مقدّس کے کچھ تقاضے بھی ہوں تو عوام یہ بے وقوفی کیوں کریں کہ رات دن عمل کرتے رہیں۔ خدا کو راضی کرنے کی فکر کرتے رہیں۔ بلکہ اس تسلّی کا نتیجہ عمل تو عوام پر یہ ہو گا کہ جو کچھ کرنا ہے کرتے رہو۔ گناہ و ثواب وقت پر دیکھا جائے گا۔ کچھ نہ کچھ تھوڑی بہت سزا کے سوا اور کیا ہونا ہے ہم یہودیوں کو آگ میں ہمیشہ تو جلنا بہر حال نہیں ہے پھر بھلا جو قوم اس راہ پر پڑ جائے اس کو دُنیا کی کسی بُرائی اور ظلم سے کیوں جھجک ہو گی۔ یہی وجہ ہے کہ قوم یہود کی پوری تاریخ گناہ اور بدکاری سے بھری پڑی ہے، عوام اتنے قصوروار نہیں جتنے کہ اس معاملہ میں علمائے یہود قصوروار ٹھہرتے ہیں کہ اپنی چند روزہ پیٹ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی آگ کو بجھانے کے لیے قوم کو یہ جھانسا دیتے ہیں کہ تم کو دوزخ کی آگ چند دن کے سوا چھو نہ سکے گی۔ حالانکہ امرِ واقعہ اس کے خلاف ہے جب بھی کسی قوم کے دینی چودھریوں نے عوام میں اپنی واہ واہ کے لیے جھوٹی باتیں رواج دیں وہ قوم بداعمالی کے عمیق غار میں جا گری۔ پھر یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو آج بھی مذاہبِ عالم کے کسی بھی محقق کی نگاہ سے مخفی نہیں۔

زبان کا ذائقہ بدلنے کے لیے اس مضمون پر اب یہودی کتب کے کچھ حوالے بھی پڑھنے چاہییے۔ تاکہ معلوم ہو کہ صرف قرآن ہی نے انہیں موردِ الزام نہیں بنایا بلکہ نجات کا پروانہ جسے یہود نے اپنے لیے مخصوص کر رکھا ہے خود ان کی کتب میں بھی موجود ہے۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ : صفحہ ۵۸۳ میں یہ عقیدہ یوں نقل ہوا ہے :-

"آتشِ دوزخ گناہ گار یہودی قوم کو چھوئے گی بھی نہیں اس لیے کہ وہ جہنم پر پہنچتے ہی اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے اور خدا کے پاس آ جائیں گے۔"

دنیا والو! سن لو ان کا یہ عقیدہ خود ان کی زبانی! یعنی یہ دوسرے بنی آدم کو بے وقوف سمجھتے ہیں کہ وہ دوزخ پر پہنچ کر گویا اپنے گناہوں کا اقرار نہ کریں گے اور آنکھوں دیکھ کر بھی نرک واسی ہونا پسند کریں گے۔ اس وقت جہنم پر وارد ہونے والوں میں یہ ترکیب صرف یہود کو سوجھے گی۔ پھر اب یہود کو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نیک عمل کی کوئی ضرورت ہی بھلا کیوں باقی رہی۔ پھر ان ہی یہودی لوگوں کا
ایک مقدس صحیفہ تالمود کے انتخابی مضامین کا مجموعہ انگریزی میں ڈاکٹر گوہن
کا مرتب کیا ہوا "EVERY MANS LIBRARY SERIES" کے
صفحہ ۴۰۵ پر یہ عبارت درج ہے کہ "قیامت کے دن ابراہیم دوزخ پر تشریف
رکھتے ہوں گے اور کسی مختون اسرائیلی کو اُس میں گرنے نہ دیں گے۔ جہنم
کی آگ کو اسرائیلی گناہگاروں پر کوئی قدرت نہ حاصل ہوگی، گویا ابراہیمؑ
صرف ان کے ہیں ہمارے نہیں، عیسائیوں کے نہیں۔ ابراہیم تو تمام اہلِ
کتاب کے اور تمام دنیا کے پیشوا ہیں۔ مسلمان تو آج بھی اپنی نماز میں دعا
کے وقت ان پر بھی ہدیۂ درود و سلام مسلسل بھیجتا ہے کہ یہی شخصیت
دینِ حنیف کی بانی اور فرزندانِ توحید کی امام و رہنما رہی ہے پھر خدا کے لاڈلے
اور مختون تو صرف یہودی ہی ہوں گے، ان بے وقوفوں کو شاید معلوم نہ ہو کہ
مسلمان تو سو فی صد مختون۔ ہوتے ہیں اور ملّتِ ابراہیم کے ماننے والے نیز
خدا کے سچّے پرستار ہوتے ہیں۔ تم بہرو پیوں اور حضرت ابراہیمؑ کا کیا تعلق
اور اس معمارِ کعبہ سے تمہارا کیا لینا دینا۔

مسلمانوں کے لیے یہ ایک تازیانۂ عبرت ہے کہ قرآن اور سنّتِ نبویؐ
کی تعلیم سے اب وہ براہِ راست مستفیض ہو کر دینِ ابراہیم کے جھنڈا دھاری
بن کر میدان میں اتریں ورنہ موجودہ نسل کو تو یہ بھی معلوم نہ رہے گا کہ ہم مسلمان

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت ابراہیم کو پیشوا ہی نہیں اپنا مقتدا بھی مانتے ہیں۔

فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۳۔ آلِ عمران - ۹۵)

"مسلمانوں! تم یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے طریقے کی پیروی کرو۔ اور ابراہیمؑ ہرگز ہرگز مشرک نہ تھے"

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّ لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ط وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۳۔ آلِ عمران : ۶۷)

"ابراہیم نہ یہودی تھے اور نہ عیسائی تھے وہ تو فقط مسلم تھے اور مشرکوں میں ان کا شمار ہرگز نہیں"

اِن آیاتِ بیّنات میں سید الموحدین حضرتِ ابراہیمؑ جو رسولِ آخر الزماںؐ کے جدِّ امجد اور خدا کے خلیل ہیں، انھیں مسلم تبلایا گیا ہے۔ یہود کہاں جنت میں گھسنے کی فکر میں ہیں۔ ابھی قیامت کو دیر ہی کتنی ہے۔ دیکھ لینا انشاء اللہ وہاں تمام حقیقتوں پر پڑنے ہوئے پردے اٹھنے والے ہیں۔ من و سلویٰ جیسی نعمت پر پیاز، ککڑی اور مسور کے طلبگار جنت میں جا کر بھی کہاں زیادہ دن رُکنے والے ہیں۔ جسے جہاں پہنچنا ہے پہنچ کر رہے گا۔ اور دنیا جان لے گی کہ نجات کو نسل و قوم سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ تو عمل سے حاصل ہوگی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خدا سے پھری ہوئی قوم

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ
اِلَّا اللّٰهَ قف وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى
وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا
وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ ط ثُمَّ
تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ
مُّعْرِضُوْنَ ○ (۲۔ البقرہ ۸۳)

" اور وہ وقت یاد کرو جبکہ ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، رشتہ داروں، یتیموں اور محتاجوں کی خبرگیری کرتے رہنا۔ لوگوں سے بھلی بات کہتے رہنا۔ نماز کو قائم کرنا زکوٰۃ ادا کرتے رہنا۔ مگر اے بنی اسرائیل تم ان حکموں سے پھر گئے صرف چند لوگ ہی تم میں سے اس میثاق پر قائم ہیں۔ باقی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تمام اس عہد کو ٹال گئے۔"

خدا کا علم تو کامل ہے۔ اسے یہود کی نافرمانیوں کا خوب علم ہے۔ اور ان نافرمانیوں پر مختلف تاریخی ادوار میں انہیں دردناک سزائیں بھی دے چکا ہے، اور بالآخر بعثتِ محمدیؐ کے وقت ان کے انکار و بغاوت کی وجہ سے انہیں مرتد قرار دے کر اللہ تعالیٰ نے انہیں دینِ ابراہیمی کے حلقے سے نکال باہر کردیا۔

جس قوم نے خدا کے احکامات کی تحریف کر کے جنت کی ٹھیکہ داری کو قومی، نسلی اور وہ بھی اپنے ہی دائرے میں محدود کردی ہو، اسے نماز، حقوقِ والدین، رشتہ داروں، ہمسایوں، یتیموں اور محتاجوں کی بھلا کیا پڑی ہے۔

یہودی مہاجنی دنیا میں جتنی بدنام ہے شاید ہی کوئی دوسری سود خور قوم اتنی شقی اور شدید البطش ہو کر بدنامِ زمانہ ہوئی ہو۔ ایسے دولت کے پجاری زکوٰۃ تو کیا ادا کرتے، غریب اور بے سہارا لوگوں کو بلا سود قرض ہی دیتے تو بڑی بات ہوتی۔ ساتھ ہی قرآن کے کلامِ الٰہی ہونے کی ایک دلیل اور ہاتھ آگئی کہ وہ صرف خدا کا کلام ہے۔ کسی انسان کی تصنیف نہیں ورنہ سبھی کو ایک لکڑی ہانک دیتا۔ یہ نہ کہتا کہ پھر بھی یہود میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور رہیں کہ وہ اللہ کے ساتھ اپنے عہد کو نبھا رہے ہیں۔

یہ تخصیص اور اشارہ نزولِ قرآن کے وقت یہود کے صالح عنصر کی طرف ہے۔ اور موجودہ یہودی قوم میں ان لوگوں کی طرف بھی ہو سکتا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جو ملکِ فلسطین میں اب بھی لباس، معاشرت، طرزِ زندگی اور نماز کی پابندی کے ساتھ نیک اعمال کو لیے ہوئے آباد ہیں۔

یہاں یہ بات بھی ہم واضح کر دیں کہ فلسطین میں مقامی یہودی آبادی کے خلاف نہ عرب ہیں اور نہ عالمِ اسلام۔ بلکہ ہم تو انصاف کی بات صاف صاف کہہ دیتے ہیں کہ جو یہودی ملکِ شام اور فلسطین میں پہلے سے آباد ہیں ان کے انخلا کا کوئی وسوسہ مسلمانوں کی پوری تاریخ میں انھیں کبھی نہیں آیا قضیہ کی ابتدا تو وہاں سے ہوئی جب تمام یورپ میں بسنے والے یہودی سرمایہ دار اور لُچے سیاست داں فلسطین میں آ گھسے۔ اور عربوں کو وہاں سے نکال کر برطانیہ اور امریکہ کے سہارے اپنی نئی مملکت کو وجود میں لے آئے۔ فلسطین کے مقامی یہود تو بے چارے یوں بھی ان اشتراکی اور سرمایہ دار یہود کو مقامات مقدسہ میں ہر سال لعینوں کے ملعون چہروں کو دیکھ کر چیختے رہے کہ یہ بنی اسرائیل نہیں ہیں، بلکہ یورپ کے ننگے شاہ زادے اور بدکار شہزادیاں ہیں جو ہر سال اپنے کالے کرتوتوں کو دیوارِ گریہ سے لپٹ کر دھونے کے لیے آتے رہتے ہیں۔ بیت المقدس کی زیارت کو جانے والے ہر مسلمان و عیسائی کو اس حقیقت کا علم ہے۔

مسلمان تو پوری عظمت ان مقامات کی اپنے دل میں رکھتے ہوئے خدائے قدوس کے حضور بندگی کے لیے جاتے رہے اور پوری پابندی اس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مقامِ محترم کے تمام حدود کی، برابر کرتے آ رہے تھے، اسی طرح عیسائی بھی اپنا مذہبی رکھ رکھاؤ وہاں قائم رکھتے ہیں۔ لیکن یہودی بدکار لونڈے اور مغربی یہودی عورتیں آدھی ننگی ہو کر ان مقامات پر آ دھمکتی ہیں۔ بہانہ زیارت کا ہوتا ہے اور پیرس و لندن کی تمام رنگ رلیاں یروشلم میں منائی جاتی ہیں۔ ان ظالموں کی طرف سے بیت المقدس کی جو بے حرمتی ہوئی ہے اسے دیکھ کر مسلمان تو بے چارے دانت پیس کر رہ جاتے ہیں وہ کر بھی کیا کر سکتے ہیں۔ انھوں نے جس طرح اس مقدس مقام کو اپنا قبلۂ اوّل مانا ہے اور یہی حق یہودیوں کو بھی وہ دیتے رہے۔ یہاں شرعاً گنجائش نہیں تھی کہ انہیں کسی ضابطے کا پابند بنایا جاتا۔ پھر بھی بین الاقوامی سیاست میں خطرہ آنے کے خوف سے مسلمان حکام بھی خاموشی اختیار کر لیتے رہے کہ جب یہود کو خود اپنے مقدس مقامات کی عظمت کا پاس نہیں ہے تو دوسرے کر بھی کیا سکتے ہیں؟ مگر ان مواقع پر مقامی یہود کی تو تو مَیں مَیں زیارت کے ایام میں باہر کے اور خصوصاً یورپ کے یہود سے ضرور ہو جاتی رہی ہے۔

خیر گھر کا معاملہ ہے۔ اسے وہ جانیں۔ لیکن اب تو بے چارے مقامی یہود بھی شاید یہ دُعا کرتے ہوں کہ اسرائیل کے نام سے جو حکومت وہاں قائم ہوئی ہے وہ کوئی مذہبی حکومت نہیں بلکہ ملحد اور بے دین

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سیاست دانوں اور خونخوار سرمایہ داروں کا اڈہ قائم کر دیا گیا۔

دیکھتے جائیے کب تک مقامی یہود صبر سے ان بے دینوں کو برداشت کرتے ہیں ورنہ ان میں بہت قریب ہے کہ مذہبی معاملات میں خانہ جنگی ہو کر رہے گی۔ ایک طبقہ مقامی فلسطینی بنی اسرائیل کا ہوگا اور دوسرا مغربی علاقوں سے آئے ہوئے اُن یہودیوں کا جو دین و مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دورِ عیسیٰ اور یہود

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَقَفَّيْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ بِالرُّسُلِ ز وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط اَفَكُلَّمَا جَآءَكُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُكُمُ اسْتَكْبَرْتُمْ ج فَفَرِيْقًا كَذَّبْتُمْ ز وَفَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ ○ (۲- البقرہ ۸۷)

"ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی اور ان کے پیچھے ایک کے بعد ایک پیغمبروں کو بھیجتے رہے۔ عیسیٰؑ ابن مریم کو بھی ہم نے کھلے کھلے نشانات دیئے اور روح القدس سے ہم نے ان کی تائید کردی، تو اے بنی اسرائیل، جب بھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسی بات لے کر آیا جس کو تمہارا جی نہیں چاہتا تھا اور تم اپنے آپ کو بڑا جانتے رہے۔ پس بعض کو تم جھٹلاتے رہے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور بعض نبیوں کو تم نے قتل کر ڈالا۔"

حضرت موسیٰؑ کے بعد یہود کے بگاڑ کے موقع پر متواتر انبیاءؑ آتے رہے، ان میں مشہور ترین حضرت داؤد، سلیمان، زکریاؑ، یحییٰؑ وغیرہ ہیں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے انبیاء سلسلہ وار آتے رہے حتیٰ کہ سلسلۂ انبیاء بنی اسرائیل کے خاتم اور آخری کڑی حضرتِ عیسیٰ بن مریمؑ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمائے گئے۔ آپکی بشارت "احمدؐ" کے بعد صرف اور صرف خاتم الانبیاء والمرسلین حضور اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری باقی تھی اور یہی ذاتِ اقدس ان آیات کے نزول کے وقت مدینۂ طیبہ میں منصبِ نبوت پر سرفراز تھی۔

روح القدس اسلامی اصطلاح میں مشہور و ممتاز فرشتے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کا نامِ نامی ہے۔ یہی فرشتۂ اعظم تمام انبیاء پر کتب آسمانی لے کر آتے تھے۔ سلسلۂ وحی کے ساتھ ساتھ تائید و نصرتِ انبیاء والمرسلین کی ذمہ داری بھی انہیں بابرکت ہستی کی رہی۔

یہود کو ان کی قرار دادِ جرم بتائی جا رہی ہے کہ احکامات نبوی اور وحیِ الٰہی کے مقابل حاکم و قاضی تو تمہارا نفس رہا۔ اس لیے خدا کے نبیوں کو تم نے جھوٹا قرار دیا، اور بہت سے نبیوں کا خون بھی تمہارے ہاتھوں پر لگ چکا ہے۔ یہ کیسی قوم کی انتہائی بدبختی ہے کہ وہ اپنے اندر اُٹھنے والی اصلاح

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی آوازوں کو دبا دے۔ لیکن یہاں مصلحین کا کیا ٹھکانا۔ انبیار اور مرسلین کی گردنوں پر بھی یہود کی چھریاں چل گئیں، خود انہی کی تاریخ کے اوراق پر خونِ انبیار کے چھینٹے اب بھی نظر آتے ہیں۔

زکریاؑ اور یحییٰؑ نبی کے قاتل۔ داؤدؑ اور سلیمانؑ کی سیرتوں کو مسخ کرنے والے آخر خاموش کس طرح رہ سکتے تھے۔ جب ان کی اور صرف انہی کی اصلاح کے لیے عیسیٰ بن مریم مبعوث ہوئے اور انہیں راہِ راست پر لانے کی کوششیں کرنے لگے تو یہی یہود ان کے بھی دشمن ہو گئے۔ اور رومی سلطنت سے قتل کا پروانہ مسیح ابن مریم کے لیے خود لے آئے۔ کیا خوب رومیوں کی غلامی برداشت تھی مگر خدا کے نبی کی اطاعت سے جی چرا گئے۔

انبیار کی بعثت اور کتبِ آسمانی کا نزول حق کے ساتھ ہوتا ہے، حق سے نا آشنا بنی آدم کو سچائی سے متعارف کرانا ہی کارِ انبیار ہے۔ مگر جو لوگ خود اپنی اصلاح نہ چاہتے ہوں اور مرض کو عین تندرستی سمجھتے ہوں وہ کس طرح انسانیت کے جامے میں رہ سکتے تھے، جس گلے سے بھی حق کی آواز نکلی، ان ظالموں نے اسے دبا کر خاموش کرنے کی ناپاک کوششیں کیں۔

یہود نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کی دعوت کو نہ صرف رد کیا اور نہ صرف ان کے قتل کے درپے ہوئے بلکہ حضرتِ مسیحؑ کے آسمان پر اُٹھا لیے جانے کے بعد بھی ان ظالموں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بہتان لگایا اور سیدنا مسیحؑ کو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

گالیاں دیں۔

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ○

(۴ - النساء، ۱۵۶)

"ان کی کفریہ بکواس اور مریمؑ پر بہتانِ عظیم کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی پھٹکار کردی۔"

حضرت عیسیٰؑ سے یہود کو جو دشمنی ہے وہ بالکل ایسی ہے جیسے آنحضرتؐ سے۔ مگر زمانے کا اُلٹ پھیر بھی دیکھیے کہ ان کے دستِ راست بھی بنے تو وہی حضرت عیسیٰؑ کو ماننے والے عیسائی۔ اسرائیلی حکومت کے قیام میں عیسائیوں کی تائید و پشت پناہی نہ ہوتی تو یہود کے لیے فلسطین میں مغربی ممالک سے گھس آنا ممکن نہیں تھا۔

عیسائی بھول گئے کہ یہ یہود کون ہیں۔ اور ہم مسلمان صلاح الدین ایوبی کے بعد سو گئے۔ یہود اب ایک تازہ دم حملہ آور بن کر میدان میں ہیں۔ دیکھیں مسیحی عوام کا جھکاؤ کس طرف ہوتا ہے۔ اغلب تو یہی کہ ان کی تائید مسلمانوں کی طرف ہوگی۔ مگر پھر بھی عیسائی اہلِ کتاب ہے ہماری دوستانہ شکایت ضرور ہے کہ بدمعاشوں اور جرائم پیشہ یہود کی ٹولی تمہارے نبی کی نہ صرف تکذیب و قتل پر اُٹھ کھڑی ہوئی بلکہ مریمؑ پر بہتان بھی لگایا۔ دوسری طرف اُمتِ محمدیہؐ جو حضرت مسیح ابن مریمؑ پر آج بھی ہدیہ سلام بھیجتی ہے اور انھیں اپنا نبی مانتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہ بات دوسری ہے کہ عیسائی حضرت مسیحؑ کو خدا کا بیٹا بناتے ہیں۔ (نعوذ باللہ) بیٹا۔ بیوی۔ ماں، باپ اگر خدا کے ہوئے تو وہ خدا کیوں کر مانا جائے گا۔ ذات پاک کہاں رہی۔ خیر اس وقت اتنا ہی کہنا ہے کہ اے مسیحی دوستو ذرا سوچو کہ تمہارا جھکاؤ کدھر کو ہونا چاہیے؟ کوئی ہم سے پوچھے تو ہم بتائیں کہ ساری دُنیا کے مذاہب و اقوام کے مقابل ہم عیسائیوں کو اپنے سے بہت قریب مانتے ہیں۔ ہماری کتابِ مقدس میں یہود کو ہمارا دشمن اور تم نصاریٰ کو دوستی میں قریب بتایا گیا ہے۔

وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ (۵۔ المآئدہ ۸۲)

"اے مسلمانو! دوستی کے لحاظ سے تم اپنے سے قریب ان لوگوں کو پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لیے کہ ان میں عالمِ دین اور درویش صفت لوگ موجود ہیں اور وہ لوگ تکبّر نہیں کرتے۔"

فرنگی قوموں سے ہم مخاطب نہیں۔ ہم تو سچّے عیسائیوں سے مخاطب ہو کر پوچھتے ہیں کہ اپنے محسنوں اور دشمنوں میں فرق جانو۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لعنت کا نشان

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ○ (۲- البقرة ۸۸)

"یہود کہتے ہیں کہ ہمارے دل محفوظ ہیں۔ نہیں۔ بلکہ لعنت کر دی اللہ نے ان کے انکار کے بسبب۔ سو بہت ہی تھوڑا سا ایمان ان میں رہ گیا ہے۔"

یہود اپنی تعریف میں کہتے کہ کوئی کچھ بھی کہے جائے ہم پر اثر نہ ہوگا۔ ہمارے دل گنجینۂ علوم ہیں۔ غلاف میں محفوظ ہیں۔ اللہ نے فرمان جاری کیا کہ حق بات کا دل پر اثر نہ کرنا لعنتِ خداوندی کا نشان ہے۔ کہاں چلے ہو فضیلت بگھارنے، تمہارا تو ایمان بھی گھس گھسا کر تھوڑا سا بچ گیا ہے۔

یہ اس لیے فرمایا کہ یہودی قوم اللہ، آخرت، نبوت، وحی و کتاب وغیرہ کو مانتی تھی گو اب یہ ایمان بھی بہت ہی بوسیدہ ہو چکا تھا۔ مگر کلام ہے اللہ کا۔ یہاں انصاف دوستوں دشمنوں سب کے ساتھ ہوتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہ نہیں کہ کسی کا نقص بیان کر دیا تو خوبی کا کوئی تذکرہ نہ ہو یہ تو ہم انسانوں کی روش ہے۔ رب العالمین تو سب کا رب ہے۔ جس طرح ہمارا اسی طرح یہود کا بھی اپنے گنہگار سے گنہگار بندے کی بھی کوئی ہلکی اور نظر نہ آنے والی خوبی بھی اس کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

اسی لیے فرمایا کہ فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ۔

اسی تھوڑے سے ایمان کو بندہ کی نجات کا ذریعہ بن جانے کا موقع بار بار دیا جا رہا ہے۔ مگر کوئی بندہ اپنی اس مخفی طاقت سے واقف نہ ہو جو اسے گمراہی کے دلدل سے نکال سکتی ہو تو اس لطیف بشارت کا وہ کیا نفع اٹھا سکے گا؟

آج ہم مسلمانوں کا بھی ایمان بس تھوڑا سا ہے۔ لیکن گناہگار ہونے کا اقرار تو ہم سب کو ہے۔ یہ متاع اتنی بڑی ہے کہ سلطانی و حکمرانی اور مال و زر کی ساری طاقتیں اس کے مقابل کچھ بھی نہیں۔ مگر ایک ایسی غفلت تو ہم پر مدت سے طاری ہے جو دلوں کو لاپرواہی کے غلاف میں لپیٹ چکی ہے۔ وہ ہے اللہ کی کتاب سے ناواقفیت اور اسی ناواقفیت کی وجہ سے اپنی بچی کھچی ایمانی طاقت کا ہمیں اندازہ نہیں۔

اسی ناواقفیت نے یہود کے کالے کرتوتوں سے ہمیں بے خبر رکھا۔ لاعلمی کے غلاف میں ہم لپٹے رہے۔ اب طوفان سر پر سوار ہے۔ پھر بھی اس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ملعون قوم کی اندر اور باہر کی تمام حالتوں کا پردہ اُٹھا دینے والا قرآنِ مبین ہمارے مطالعے تک ہیں اگر نہ آسکا تو عمل وغیرہ کی بات ہم کیسے کریں گے۔

جس لاعلمی اور غفلت نے تمہیں اندھیرے میں رکھا اس کے غلاف سے اپنے آپ کو آزاد کر لو۔ کتابِ مبین تو تمہیں تمام تاریکیوں سے نکالنے کے لیے آئی تھی تم خود اس روشنی کا استعمال کرو۔ تھوڑا ایمان بڑھایا جاسکتا ہے۔ کمزور ایمان کو طاقتور بنایا جاسکتا ہے۔ کچھ بڑی بات نہ ہوگی اگر آپ اور انسانی برادری کے ہمارے دوسرے بھائی اُس کتاب کے مطالعہ سے قرآن مجید کی طرف توجہ فرمائیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دجّال کے معتقد

وَلَمَّا جَآءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَهُمْ ۙ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى
الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُم مَّا
عَرَفُوا كَفَرُوا بِهِ ۚ فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى
الْكَافِرِينَ ۝ (۲۔ البقرہ ۔ ۸۹)

"جب ان کے پاس اللہ کی طرف سے ایک ایسی کتاب آئی
جو ان کے پاس موجود شدہ کتاب کی تصدیق کرتی ہے اور
اس کے قبل یہ خود کافروں سے اس کا بیان کرتے رہتے تھے
اور اُن پر اسے فتح کا ذریعہ جانتے تھے، پھر جب یہ کتاب
ان کے پاس پہنچی اور اسے انھوں نے پہچان بھی لیا پھر بھی
اس کے منکر ہو گئے۔ سو اللہ کی لعنت ہے ایسے منکروں پر"

آج تک یہود ایک نجات دلانیوالے کی آمد کے منتظر ہیں جو انہیں ساری لعنتوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

و عذاب سے چھٹکارا دلائے گا اور یہ کافروں پر فتح پالیں گے۔ اس عقیدہ اور انکے اس طویل انتظار نے قومِ یہود کو خود اپنے ہی دین سے بدگمان کر دیا۔

ان کی مقدس کتابوں میں جگہ جگہ کسی ایک زبردست شخصیت کی آمد کی اطلاع ہے اس کی بہت کچھ صفات بھی انہیں بتائی گئی ہیں۔ مسیحؑ سے قبل اپنے دورِ مصیبت میں یہ اسی منجی کے انتظار میں تھے، لیکن جب حضرت عیسیٰؑ کی بعثت ہوئی اولاً انھوں نے توریت کی تصدیق کرتے ہوئے دعوتِ حق مع انجیلِ مقدس ان کے سامنے رکھی تو ان یہود کا پرانا روگ پھر عود کر آیا۔ اپنی سابقہ روش کے مطابق انھوں نے نہ صرف حضرت عیسیٰؑ کی تکذیب ہی کی بلکہ آپ کے قتل کے درپے ہوگئے، یہ بھی یاد رہے کہ حضرت عیسیٰؑ کوئی غیر اسرائیلی نہیں تھے بلکہ بنی اسرائیل ہی کی نسل سے تھے۔ لیکن یہود کی بدبختی کہ اعمالِ شرکیہ کو دینِ حق کے مقابلے میں چھوڑنے کو تیار نہ ہوئے۔

اس طرح سے ان پیش خبریوں کا دور جاری ہی رہا۔ یہود پھر انتظار کرتے رہے کہ ہمارا کوئی مصلح، کوئی نبی، کوئی رہنما اب عنقریب مبعوث ہوگا اور پھر ہماری تقدیر بدل دی جائے گی۔ حضرت عیسیٰؑ کے بعد سے نزولِ قرآن تک ان یہود پر مسلسل ایسی سخت لعنت اور پھٹکار رہی کہ تاریخ کے صفحات میں اس سے زیادہ ذلت آمیز زندگی کسی اور کی نہیں دیکھی گئی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حجاز کی یہودی آبادی کا بھی اس دور میں یہی حال رہا۔ قبائلی جنگ و جدل میں یہود اچھی طرح پیسے جاتے رہے۔ بستیوں کی بستیاں لوٹ لی جاتیں اور پھونک دی جاتیں۔ غلامی کا جوا گلے میں ڈالا جاتا۔ ان مظالم کی تاب نہ لاکر یہودی قبائل کے قبائل اپنا بوریہ بستر سمیٹے خانہ بدوشی کی زندگی گذارتے رہے۔ ایسی مصیبتوں کے موقع پر یہ اپنی مقدس کتابوں کی بشارتوں کو پھر یاد کرتے اور آپس میں ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہتے کہ کچھ ہی دنوں میں ہماری نجات کا پیغام لے کر کوئی آتا ہی ہے۔ اس کی قیادت میں ہم کفار پر فتح پالیں گے۔

اور جب اس حقیقی سردار کی آمد اپنے وقت پر ہوئی جس کی آمد کی خبر مسیح ابن مریمؑ بھی دے چکے تھے۔ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ کا ظہور قدسی ہوا۔ اور یہود کو سنبھلنے کا آخری موقع دیا گیا۔ مگر حرماں نصیب قوم کے افراد بہت تھوڑی تعداد میں دعوت محمدیؐ میں شریک ہوسکے۔ باقی اپنی ہٹ دھرمی اور قومی تعصب کی وجہ سے رسالت محمدیؐ کے منکر رہے۔ اپنی سابقہ یہودیت پر محض اس حسد کی بناء پر قائم رہے کہ صاحب قرآن محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نسلی تعلق بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ بنی اسماعیلؑ سے تھا۔ گو ان ظالموں کو یہ بھی معلوم تھا کہ جس طرح حضرت اسحاقؑ حضرت ابراہیمؑ کے بیٹے تھے اسی طرح حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسماعیل بھی آپؑ ہی کے بیٹے تھے، جدِّ امجد دونوں کے ایک ہی تھے۔ مگر جس کی قسمت میں ہدایت نہ ہو اس کا کیا علاج؟ آنے والا منجی اور دنیا کا سردار آ گیا۔ مگر پھر بھی اپنی کتابِ مقدس کی پیش گوئیوں کی تصدیق نہ پا سکے اور آج تک انتظار کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

خاتم الانبیاء سرورِ عالم تو آچکے رسالت و نبوت ختم ہو گئی البتہ دجال ضرور آنے والا ہے جو یہود میں پیدا ہو گا۔ شاید یہی انہیں اس دنیا کی تمام آفات سے نجات دلا کر ہمیشہ کے لیے جہنم میں لے جائے گا۔

انتظار انتظار میں اتنی طویل مدت گزر جانے کے بعد جب کسی کو منجی تسلیم ہی نہیں کیا گیا تو یہود میں ایک طبقہ اپنی کتابی پیش خبریوں کے متعلق حُسنِ ظن قائم نہ رکھ سکا۔ آج دنیا میں جو کچھ رویّہ یہ اختیار کر رہے ہیں وہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دجال کے لیے زمین تیار ہو رہی ہے۔ خیر، پھر بھی اہلِ ایمان کا کچھ بگڑنے والا نہیں کیونکہ ہمیں خاتم الانبیاءؐ نے دجّال کے متعلق تمام تفصیلی پیش خبریاں اور نشانات بتا دیئے ہیں، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دجّال یہود میں پیدا ہو گا۔ احادیث کے ذخیرے میں حضورؐ پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ تمام ارشادات اب بھی محفوظ ہیں۔

مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ اب دُنیا کی ہلاکت کا سائرن بجنے والا ہے قربِ قیامت کے تمام نشانات جو حضورؐ نے بتا دیئے تھے وہ واضح ہوتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جا رہے ہیں ۔ سال، مہینہ اور دن نہیں بتایا جا سکتا مگر علامات ایسی کچھ دکھائی دے رہی ہیں کہ اس دھرتی پر دجّال کا ظہور جلد ممکن ہے اور نزولِ مسیح کے ایام بھی قریب ہیں۔ ایک عالمگیر اور سب سے بڑی عالمگیر جنگ کے آثار کی ابتدار ہے۔ اور انہیں یہود سے تمہارا مقابلہ عالمی پیمانے پر ہونا یقینی اور حتمی ہے۔ رہبر اور سردار کے منتظر یہود اب دجّال پر مجتمع ہوں گے اور تم کو اور ساری دنیا کو مسیح ابن مریمؑ کی قیادت میں سرورِ کائناتؐ کے دین پر قائم ہونا ہے۔ وہ ایام اب زیادہ دور نہیں ۔ اور فتح و کامیابی اہلِ ایمان اور صرف اہلِ ایمان کی ہوگی۔ انشاء اللہ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میلاد شریف کے موجد اور حق کے منکر

بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۚ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

(۲۔ البقرہ ۹۰)

"وہ بُری حالت ہے جسے اختیار کر کے یہ اپنی جان چھڑانا چاہتے ہیں اس کلام سے جو اللہ کا نازل کیا ہوا ہے۔ اور انکار کرتے ہیں محض اس ضد پر کہ اللہ نے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہا نازل فرمایا اور اس حرکت سے وہ اللہ کے غضب بالائے غضب کے مستحق ہوئے۔ اور ایسے منکرینِ حق کے لیے رسوائی کا عذاب ہے۔"

قرآنِ مجید نے یہود کی اس باغیانہ روش کا بار بار تذکرہ کیا ہے کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وہ صرف نسلی حق کو ماننے پر ہی تیار ہوتے ہیں اور وہ بھی آدھے پونے، پورے وہاں بھی نہیں اترتے۔ مسیحؑ تو خود انہی کی نسل سے تھے تب بھی یہود نے انجیل کا انکار کر دیا۔ پھر کسی غیر یہودی کی زبان سے کلام الٰہی کو وہ سننا کیونکر گوارا کر سکتے تھے۔

ان کی یہ حرکت کسی مغالطے یا بھول کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ یہود اپنے تئیں نبوت اور کتاب کو صرف بنی اسرائیل کی نسل میں ہی دیکھنا چاہتے تھے اور یہ دولت بنی اسماعیل میں ان سے پوچھے بغیر بھیج دی گئی پھر کیا تھا۔ بھڑک گئے۔ یہودی قوم نبوت کو اپنا موروثی حق سمجھتی تھی اور ایک عرب کو اس کا مدعی پا کر حسد و رشک کی بنا پر اس سے پنجہ آزمائی کو تیار ہو گئی۔ مقابلے میں اللہ کے نبیؐ سے یہ کیا جیت سکتے تھے؟ خدا کی طرف سے ایسی مار ان یہود پر پڑی کہ تمام عالم میں یہ قوم تتر بتر ہو گئی۔ اپنی اجتماعی، سماجی اور وطنی زندگی کو ختم کرنے پر تیار ہو گئے۔ دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر آمادہ رہی، مگر حق کے اقرار پر آمادہ نہ ہو سکی اور ساتھ عظیم مشکلات کو بربنائے نسلی تعصب سہنے کے لیے رضامند ہو ئی۔ اس پر کچھ نہ کچھ تو ان کو داد ضرور ملنی چاہیے تھی۔

اس آیت میں بھی یہی مذکور ہے کہ بری حالت پر جانے کو تیار ہوئے کہ جان چھوٹے اس کتاب سے اور اس نبیؐ سے جو ہماری نسل کا نہیں۔ گو اس کی اصل سے باخبر کرنے کے لیے پورے حجاز میں اس کی آمد کی خبریں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عوام میں پہنچانے کے لیے وعظ کی مجالس منعقد کرتے رہے اور آنے والے رسول کی میلاد کی محفلیں انہیں کے دم سے آباد تھیں۔ لیکن جب آ گئے تو سب سے پہلے یہود نے ہی اس کا انکار کر دیا۔ اس گناہ کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے مندرجہ بالا آیت میں انہیں دُو دُو غضب کا مستحق قرار دیا، خدا غریقِ رحمت کرے ہمارے قدیم مفسروں کو۔ فرما گئے کہ دوہرا غضب بھی اپنے اندر ایک لطیف اندازِ بیان رکھتا ہے۔ ایک غضب تو مسیحؑ اور انجیل کے انکار کے سبب ہوا اور دوسرا غضب خاتم النبیینؐ اور قرآن کے انکار پر۔

مگر ایک لطیف نکتہ بھی ان آیات میں پوشیدہ ہے کہ محض نسل کی وجہ سے اصل کے انکاری ہوئے تو پھر اس اصل حق کا انکار ظالمو! تم نے کیوں کیا؟ جو تمہاری نسل بنی اسرائیل میں عیسیٰؑ لے کر آئے تھے؟ یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی قوم انکارِ حق کی راہ پر پڑ جاتی ہے تو پھر کوئی سی بھی دلیل اسے راہِ حق پر لانے کے لیے کارگر نہیں ہوتی۔ یہی روش نزولِ قرآن کے وقت یہودِ مدینہ کی تھی۔ پورے حجاز میں انہیں کی آواز پر عوام میں حضورؐ کی آمد کا چرچا گفتگو کا موضوع بنا ہوا تھا۔ ہم لکھ آئے ہیں کہ انہیں کی بتائی ہوئی علامتوں سے انصارِ مدینہ نے حضورؐ کو پہچان کر ایمان لانے میں سبقت کی اور یہود پھر آنے والے کی میلاد پڑھنے میں مصروف ہو گئے۔

مگر جب عرب میں صاحبِ قرآنؐ کا اقتدار قائم ہو گیا اور آپؐ کی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دعوت سے اب عرب ہی نہیں بلکہ ملکوں ملکوں میں قرآن کی آواز پہنچنے لگی تو یہود کو آنے والے نبی کی میلاد پڑھنے کے لیے گنجائش نہیں رہی کہ حق کا انتظار بھی کرتے ہیں اور جب حق آجائے تو مخالفت کرتے ہیں ایسے دورنگے لوگوں کا مقام اہلِ ایمان کی وادیوں میں کب تک رہ سکتا تھا آخر کار یہود حجاز سے چلے گئے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دعوتِ ایمان پر یہود کا ردِّ عمل

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا
نُؤْمِنُ بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا
وَرَاءَهُ وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا مَعَهُمْ
قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ
كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ
بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ
وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ ۝ (۲۔ البقرۃ ۹۱/۹۲)

"اور جب ان سے کہا گیا کہ ایمان لاؤ اس کلام پر جو اللہ نے نازل کیا ہے۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو صرف اس کلام پر ایمان رکھتے ہیں جو ہم پر نازل کیا گیا ہے۔ اور جو کچھ اس کے سوا ہے اس کے انکاری ہیں۔ حالانکہ یہ قرآن خود بھی حق ہے اور اُس کلامِ حق کی بھی تصدیق کرتا ہے جو یہود کے پاس ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اے اللہ کے نبیؐ آپ ان یہود سے کہیے کہ تم نے اس سے پہلے خدا کے نبیوں کو کیوں قتل کر ڈالا اگر تم ایمان والے تھے؟۔ اور تمہارے پاس موسیٰؑ بھی کھلے کھلے نشانات لے کر آچکے ہیں مگر ان کے طور پر جاتے ہی تم نے بچھڑے کو سب کچھ بنالیا اور تم ظالم ہو۔"

ان کی عقل کی پہنچ بھی خوب ہے۔ گویا خدا بھی نسلوں کے چکر میں حق و صداقت کو کسی ایک نسل میں محدود رکھے گا۔ تمام بنی آدم خدا کی مخلوق ہیں ان کی ہدایت کے لیے جب جب اس نے انبیاء اور رُسل بھیجے، چاہے وہ کسی بھی دور میں آئے ہوں کسی بھی نسل اور وطن سے تعلق رکھتے ہوں، تمام بنی آدم پر لازم ہے کہ وہ خدا کے ان تمام نبیوں پر ایمان لائیں۔ اور اللہ کی تمام کتابوں پر ایمان رکھیں، ورنہ خدا کے کسی ایک کلام کی تصدیق اور کسی دوسرے دور میں نازل ہونے والے کلام کی تکذیب سے آدمی مومن نہیں رہ سکتا۔ اس طرح ایک کلام کی تصدیق بھی بے معنی ہے جبکہ خدا کے دوسرے کلام کی اس نے تکذیب کردی ہو اسی وجہ سے یہود کو ملّتِ ابراہیمی سے رخصت دے دی گئی قرآن میں اس امرِ حق کو واضح کیا گیا کہ تمام نبیوں اور تمام کتابوں کو مانو اس طرح مذاہبِ عالم کو ایک عالمی برادری آپ سے آپ بغیر وحدتِ ادیان کے بھی نصیب ہو سکتی ہے کہ سلسلۂ انبیاء اور تنزیلِ کتبِ آسمانی میں کسی کا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھی انکار نہ کیا جائے۔ بحمد اللہ آج مسلمان مذاہب عالم کی صدارت کے مقام پر ہیں کہ تمام انبیاء و رسل اور تمام کتبِ آسمانی پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ بات دوسری ہے کہ مذاہبِ عالم اپنی اصل کے لحاظ سے اول تو دینِ حق تھے۔ بعد کے لوگوں نے اس حق پر ردّے چڑھا کر توحید و رسالت کے عقائد کو شرک کے ساتھ ملوّث کر کے ایک ایسی معجونِ مرکّب تیار کر دی جو عالمِ انسانیت کو صحت کے بجائے روگ سے زیادہ قریب کرنے والی ہے۔ یہ معجون جن لوگوں نے تیّار کی ہے وہ ہر زمانے میں کچھ نہ کچھ ڈال نکال کی پالیسی پر چل کر دین کی اصل شکل کو مسخ کر چکے ہیں۔ اور تمام دنیا میں جہاں بھی دینِ حنیف کی شکل بگاڑی گئی ہے۔ اس میں یہود کی استادی اور نمونہ ہمیشہ اہلِ باطل کے کام آیا ہے

اللہ کے نبی اور اس کا کلام آنے کا مقصد ہی بنی آدم کا سدھار ہوتا ہے اگر کلام اللہ کے آنے کے بعد بھی لوگ اپنی سابقہ روش کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوں تو مومن نہیں کہے جا سکتے۔ اس لیے یہود سے پوچھا جا رہا ہے کہ جناب ہدایت یافتہ صاحب! اگر آپ بڑے مؤمن ہی تھے تو اس کے قبل اپنے ہی انبیاء کا قتل کیوں کیا تھا؟ اور تمہاری قومی تاریخ ان کے خون سے رنگین کیوں دکھائی دے رہی ہے؟

کسی منصف آدمی کو شاید تعجب ہو مگر خود یہود کی کتب میں مذکور ہے کہ نحمیاہ نبی کے زمانے میں اکابرِ بنی اسرائیل اپنے آباؤ اجداد کے خلاف

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دربار الٰہی میں مناجات کہتے کہ :۔

"وہ نافرمان تھے اور تیرے باغی تھے۔ انھوں نے تیری شریعت کو پیٹھ پیچھے پھینکا اور تیری طرف بلانے والے تیرے نبیوں کو جو ان کے خلاف گواہی دینے والے تھے قتل کر ڈالا اور انھوں نے تجھے غصّہ دلانے کے بڑے بڑے کام کیے۔"

(نحمیاہ باب ۹ آیت ۲۶)

چلو یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ پچھلی نسل نے جو بھول کی ہو اس پر لعنت کرتے جاؤ اور خدا سے مناجات کرتے وقت فریادی ہو کہ انھوں نے بہت برا کام کیا مگر خود تم وہی کام کرتے جاؤ جو پہلوں نے کیا ہے اور مذہبی دیندار بھی ساتھ ساتھ بنے رہو اس سے بڑا مذہبی جھانسا اور کیا ہوگا؟۔

ہم مسلمان اپنا ایک ایسا دین رکھتے ہیں جو صرف خدا کی طرف سے ہے اس میں ہمیں یہ تعلیم دی گئی کہ پہلے لوگوں کو اچھے نام سے یاد کرو یا خاموش رہو۔ باقی ساری فکر اپنی کرو۔ دوسروں کے تذکرے اگر یہاں ہیں بھی تو عبرت و نصیحت کے لیے کہ اگلا گرا پچھلا ہوشیار۔

مگر یہود کو اپنے دین و مذہب پر ایسا گھمنڈ تھا کہ کلام حق گویا صرف انہیں کے پاس تھا۔ انہیں یہاں یہ بتا دیا گیا کہ نالائقو! حضرت موسیٰؑ کے پیٹھ پھیرتے ہی بچھڑا پوجنے لگے۔ یہ کیوں نہیں کہتے کہ ساری دنیا میں گوسالہ پرستی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا مرض باوجود اہلِ کتاب ہونے کے تمہارے ہی نمونے سے پھیلا ہے۔ اب اگر شرم آتی ہو تو بات دوسری ہے۔ مگر موسیٰؑ کی موجودگی میں صرف چند روزہ سفرِ طور سے واپسی تک توحید پر قائم نہ رہ سکے تو ہزاروں سال بعد کیا باتیں بناتے ہو کہ جو تنزیل ہمارے پاس ہے اسی پر ایمان لائیں گے۔ اور اس کے علاوہ کہیں اور کلام الٰہی آ نہیں سکتا کہ اسے ماننے کے ہم مکلّف ہوں۔ خدا کی توحید کے ساتھ ساتھ ہر جگہ۔ بچھڑا ابھی لے گئے تو قتلِ انبیاء کے فعل کے بعد بُراق تو انہیں ملنے سے رہا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سن لیا۔ مانیں گے نہیں!

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ ط
خُذُوا مَا آتَيْنَاكُم بِقُوَّةٍ وَاسْمَعُوا ط قَالُوا
سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ق وَأُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ
بِكُفْرِهِمْ ط قُلْ بِئْسَمَا يَأْمُرُكُم بِهِ إِيمَانُكُمْ
إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ○ (۲- البقرۃ ۹۳)

"اور جب ہم نے تم سے قول و قرار لیا تھا اور کوہ طور کو تم پر کھڑا کر دیا۔
کہ جو کچھ ہم تمہیں دے رہے ہیں طاقت سے پکڑے رہو اور سنو۔
تو تمہارے اسلاف نے کہا تھا کہ سن لیا مگر ہم سے نہیں ہو سکے گا۔
اور ان کے دلوں میں بچھڑا پلا دیا گیا تھا۔ آپ کہہ دیجیے اے نبیؐ کہ
کہ اگر تم ایمان والے ہو تو یہ عجیب ایمان ہے تمہارا جو ایسی بری
حرکت کا تمہیں حکم دیتا ہے۔

دعویٰ ایمانی تو انہیں ہر وقت رہا ہے البتہ قبولیت حق ہر وقت مانع رہی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسی لیے حجت الزامی سے انہیں یہاں قائل کیا گیا کہ کھلی آنکھوں خدا کے نبی کو دیکھ کر اور کوہِ طور سے احکاماتِ خداوندی موصول ہونے کے بعد بھی تم نے یہ کب کہا تھا کہ ہم اطاعت کریں گے۔ بلکہ یہی نا کہ سن تو لیا مگر ہم سے ہو نہ سکے گا۔ قرآن نے یہاں پھر بھی یہود کی پردہ پوشی کی ورنہ ان کی کتبِ مقدسہ تو یہ بتا رہی ہیں کہ ظالم سننے کو بھی تیار نہ تھے، چنانچہ حسبِ ذیل عبارت توریت میں دیکھ لیجیے:۔

"خداوند یوں فرماتا ہے کہ راستوں پر کھڑے ہو اور دیکھو اور پرانے راستوں کی بابت پوچھو کہ اچھی راہ کہاں ہے؟ اسی پر چلو اور تمہاری جان راحت پائے گی پر انھوں نے کہا اس پر نہ چلیں گے اور میں نے تم پر نگہبان بھی مقرر کیے اور کہا نرسنگے کی آواز سنو انھوں نے کہا ہم نہ سنیں گے"

(یرمیاہ باب ۶ آیت ۱۶-۱۷)

اُشْرِبُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلَ کا الزام قرآن نے ان پر بار بار لگایا۔ اور معاصرینِ نزولِ قرآن میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ یہود اہلِ کتاب تو بچھڑا انہیں پوجتے؟ یہ الزام ان پر کیسا؟ اس کی وجہ صرف یہی تھی کہ یہود گوسالہ پرستی کو کسی دور میں بھی اپنے دلوں سے پورے طور پر نکال نہ سکے۔ جیسے پانی رگوں میں پہنچ کر جزوِ بدن ہو جاتا ہے، مشروب سے یہ اشارہ ہوا کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عجل پرستی ان کے قلب کے ساتھ وابستہ ہے۔ اسی لیے جیوش انسائیکلوپیڈیا جلد ۵ صفحہ ۵۲۴ میں بتایا گیا کہ:۔

"بیل کے تقدس کا اعتقاد بنی اسرائیل میں مدت دراز تک قائم رہا۔"

شعبدہ بازی اور چمتکار کو نمسکار آپ نے بھی بہت دیکھا سنا ہوگا۔ مگر اس قوم کی تاریخ کو قرآن کی روشنی میں انہیں صفحات پر ان کے ایک شعبدہ باز سامری نامی شخص کے قصے میں، ملاحظہ فرمایئے۔ جو آئندہ آرہا ہے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

موت اور یہود

قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً مِنْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ وَلَنْ يَتَمَنَّوْهُ أَبَدًا بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِالظَّالِمِينَ ۝ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا ۚ يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

(۲ - البقرۃ ۹۴/۹۵/۹۶)

" ان سے کہو کہ اگر واقعی اللہ کے پاس آخرت کا گھر تمام انسانوں کو چھوڑ کر تمہارے لیے مخصوص ہے، تو موت کی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تمنّا کرو اگر تم سچے ہو۔ لیکن وہ اس کی تمنّا ہرگز کبھی نہ کریں گے کیونکہ اپنے ہاتھوں سے بُرے کرتوت جو سمیٹ چکے ہیں۔ اور اللہ کو ان ظالموں کا حال خوب معلوم ہے۔ تم ان یہود کو جینے کا حریص سب سے زیادہ پاؤ گے۔ حتیٰ کہ جینے کی تمنا اور حرص میں یہ مشرکین سے بھی آگے ہیں۔ اِن کا ایک ایک یہودی یہ چاہتا ہے کہ کاش وہ ہزار ہزار برس جیتا رہے۔ مگر عمر دراز مل بھی جائے تب بھی اسے عذاب سے دور تو نہیں ڈال سکتی ؛ اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ یہ ظالم کر رہے ہیں۔"

یہود کا اب بھی یہ دعویٰ ہے کہ خدا کے یہاں ان کو مخصوص مقام حاصل ہے۔ اور جنّت میں ان کے سوا کوئی اور نہیں جا پائے گا اور نہ انہیں عذاب ہوگا۔ ان آیات میں جنّت کے ان جبری وارثوں کو للکارا گیا ہے کہ بہشتی ہو تو مرنے سے کیوں ڈرتے ہو۔ صرف زبان سے موت کی تمنّا ہی کر کے دکھا دو۔ معلوم تو ہو کہ آپ خود بھی جنت میں جانا پسند کرتے ہیں یا نہیں ؛ گو اللہ کا فیصلہ تمہارے لیے جنّت کا ہوا یا نہ ہوا ہو۔ اس کی بحث نہ کرو۔ موت کی ہوا کھائے بغیر جنت میں کوئی جانے سے رہا۔

مگر ہر شخص کو اپنے اچھے بُرے اعمال کا کچھ نہ کچھ تو اندازہ رہتا ہی ہے۔ قرآن میں بتایا گیا کہ بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰى نَفْسِهٖ بَصِيْرَةٌ۔ انسان کو اپنے نفس پر بصیرت حاصل ہے۔ یعنی اسے اتنی واقفیت تو ضرور ہوتی ہے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ وہ کیا ہے؟ اور اپنی زندگی میں اس نے کیا کچھ کیا ہے؟۔

ایمان اور عملِ صالح سے لدے ہوئے لوگ یہاں زیادہ رہنا پسند ہی نہیں کرتے۔ گو ہر آدمی کو اتنا ہی جینا ہے جتنا اللہ نے اس کے لیے مقرر فرمادیا ہے۔ مگر آدمی کو جب معلوم ہو کہ میں جنتی ہوں تو یہاں زیادہ دن رہنے بسنے کی تمنا وہ بھلا کیوں کرنے لگا۔ مگر جو اپنے ہاتھوں اعمالِ بد کو پہلے بھیج چکا ہو اس کی اتنی ہمت نہیں کہ موت کی وادی میں جان بوجھ کر قدم رکھنے کو تیار ہو۔ لیکن گردن داب کر ملک الموت جب لے جاوے تب مرے بغیر چارا نہیں۔

یہاں کسی کو یہ اشکال ہو کہ معاصرین یہود اگر چھاتی ٹھونک کر جھوٹ موٹ ہی زبان سے موت کی تمنا کر لیتے تو بات بگڑ جاتی۔ مگر ایسا ہونا ممکن نہیں تھا کہ جو قوم بچھڑے کی معمولی آواز سے اس قدر خائف تھی کہ صدیوں تک بارگاہِ عجل میں سجدہ ریز ہوتی رہی وہ اتنی ہمت کہاں سے لاتی کہ نبی آخر الزماںؐ اور آپ کے اہلِ ایمان ساتھیوں سے آنکھ میں آنکھ ڈال کر موت کی تمنا کر ڈالتی۔ بُز دل لوگ شاید یہی سمجھتے ہوں کے کہیں زبان سے بات نکلی اور مر گئے تو یہ مردانگی کی موت بہت مہنگی پڑے گی۔ اس لیے چپ سادھ لینا اور الزام سہنا ہی بہتر ہے۔ اور یہ بھی کیا عجب تھا بلکہ عین ممکن تھا کہ بارگاہ نبوتؐ میں موت کی تمنا لے کر آتے ویسے ہی لقمۂ اجل بن جاتے۔ جہاں روز جبرئیلؑ کا آنا جانا ہوتا ہو اور خدا کا کلام نازل ہو رہا ہو، وہاں اس طرح کی معمولی سی بات

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا ہو جانا قطعی ممکن تھا۔ مگر یہ نامرد ے میدان میں آتے تب ہی اس کا مشاہدہ ہو سکتا تھا۔

ان کی حیاتِ دنیا پر لوٹنے کی ہوس آج بھی نیویارک اور واشنگٹن کی سڑکوں پر دیکھ لو اور ہالی وڈ سے پیرس تک بدکاری کے جتنے کام ہو رہے ہیں ان میں ۷۰ فیصد یہود ملوث ہیں۔ مشرکوں سے بھی زیادہ مشتاقِ حیات قوم کو بس جینے کو ملے جیسا بھی ہو ذلت سے ہو یا عزت سے۔ اس کے برخلاف ایک مومن تو ہر وقت ذلت کی زندگی کے مقابلے میں عزت کی موت کو ترجیح دیتا ہے۔ اور یہی اہلِ ایمان کا سرمایۂ حیات ہے۔ اسی سرمایہ کی کمی سے عرب مسلم فلسطین کی جنگ ہار گئے۔ ورنہ دست بدست کی قدیم لڑائیوں میں اہلِ ایمان کا مقابلہ جہاں بھی ہوا مشرکین و یہود کبھی ٹک نہیں پائے۔ موجودہ دور میں ہتھیاروں کی جنگ ہوتی ہے۔ آدمی کہاں لڑتے ہیں ایک ٹی بی کا مریض اور ایک بزدل بھی آج کی لڑائی میں I.C.B.M کے کسی سنٹر سے بٹن دبا کر لاکھوں جواں مردوں کو ایک سکنڈ میں موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔ یہ کوئی ہمت کی بات نہیں ہوئی۔ مقابلے میں انسانی قلب و جسم کی طاقت نہیں آئی بلکہ ایسے آلاتِ حرب کام میں لائے گئے، جنہیں استعمال کرنے میں کسی مردانگی کی نہیں صرف تکنیکی معلومات کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہی کچھ عرب اسرائیل کی حالیہ ۱۹۶۷ء کی جنگ میں ہوا بھی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قرآن پاک کی تعلیم پر عرب عامل ہوتے اور میدان میں اسلام کو لے آتے تو پھر محض کسی تکنیکی معلومات کی کمی سے جنگ ہارنے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ اہلِ ایمان نے مادّی طاقت سے زیادہ خدا کی نصرت پر بھروسہ کیا ہے۔ اگر کہیں ہارے بھی تو مادّی طاقت کی کمی سے نہیں بلکہ ضعفِ ایمانی کی وجہ سے ہارے ہیں۔ دُنیا میں جینا ایک دن ہو یا ایک ہزار برس۔ اجل آنے پر دربارِ خداوندی میں ہر ایک کو حاضر ہونا ہے، مسلمانی نام ہی اسی عقیدے کا ہے جس میں لقاء اللہ کی طلب ہو، پھر موت سے آدمی ایک بار بغل گیر ہونے کی ٹھان لے تو دنیا کا کوئی بھی کام اس کے لیے آسان ہے۔ دعوتِ محمدیؐ کے پروانے ہر وقت میں بے دھڑک موت کے آرزومند رہے۔ ؎

تیری اطاعت پہ مرنے والا فنا کے تیر دل سے بے خبر ہے
اجل کی اُس نے ہنسی اُڑائی اُسے بھی مارا تھکا تھکا کر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جبرئیل کے دشمن اور سامری کے مرید

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ
عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ
وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ۝ مَنْ كَانَ
عَدُوًّا لِّلَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَجِبْرِيلَ
وَمِيكَالَ فَإِنَّ اللَّهَ عَدُوٌّ لِّلْكَافِرِينَ ۝

(۲ - البقرة ۹۷ - ۹۸)

"آپؐ کہو کہ جو جبرئیلؑ سے عداوت رکھے تو جبرئیلؑ نے تو صرف اللہ کے حکم سے اس قرآن کو آپؐ کے قلب پر اتار دیا ہے، جو تصدیق کرتا ہے اس کلام کی جو اس کے پہلے اتارے جا چکے ہیں اور ہدایت و خوش خبری ہے ان کے لیے جو ایمان لانے والے ہیں۔ جو شخص بھی اللہ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور اس کے رسولوں کا اور جبرئیل و میکائیل کا تو وہ سن لے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ اللہ تعالیٰ بھی ایسے کافروں کا دشمن ہے۔"

جبرئیل علیہ السلام ایک عظیم المرتبت فرشتہ کا نام ہے۔ انبیاء پر کتب سماویہ کے نزول کی تمام تر ذمہ داری انہیں کے سپرد ہے۔ قرآن میں انہیں رُوحُ الامین۔ شَدِیدُ الْقُویٰ۔ ذُومِرَّۃٍ۔ ذِی قُوَّۃٍ۔ مُطَاعٍ۔ اَمِین اور رُوحُ الْقُدُس کے لقب سے متعارف کرایا ہے۔ بڑے سے بڑا پیغمبر بھی بشر ہی ہوتا ہے اسی لیے جسم لطیف رکھنے والے فرشتوں کو اللہ کا کلام انبیاء پر نازل کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے۔ تجلیاتِ لاہوتی کی شعاؤں کو فرشتوں کے جسمِ لطیف کو بشری و خاکی جسم سے زیادہ مناسبت اور قربت ہونا فطری بات ہے۔ اس لیے سفارت اور توسط کے فرائض ملائکہ کو انجام دینے ہوتے ہیں۔

جس درجہ کی نبوت ہو اور جس درجہ کی کتاب ہو اسی درجہ کا ملکوتی قافلہ اپنے سردار حضرت جبرئیلؑ کی قیادت میں زمین پر کلام الٰہی کو لیکر اترتا ہے، وحی اور صاحبِ قرآن کا مرتبہ تو کیا پوچھنا۔ براہِ راست جبرئیلِ امینؑ پورے ۲۳ برس تک آتے جاتے رہے۔ پیغمبر اعظم پر فرشتہ اعظم کا نزول رَبُّ العرشِ العظیم کے کلام کے ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ نزولِ قرآن کی تکمیل ہو گئی۔

جبرئیلِ امینؑ سے یہود کو ناواقفیت نہیں تھی بلکہ توریت کے لانے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

والے ہی یہی تھے۔ موسیٰؑ پر جو فرشتہ اُترتا تھا وہ بھی جبرئیل امین ہی کی شخصیت تھی مگر یہود ازراہِ عناد یہ کہنے لگے کہ جبرئیل (علیہ السلام) ہر وقت ہمارے خلاف احکامات لے آتا ہے ہمارے بڑوں کو اس کی وجہ سے بہت تکلیف اُٹھانی پڑی ہے۔ کوئی اور فرشتہ اس قرآن کو لے آتا تو ہم مان لیتے۔

یہودی بچکانہ پن کی ایک نادر مثال ہی سمجھیے اس واقعہ کو۔ ورنہ کلامِ الٰہی کا اصل بھیجنے والا تو خدا ہے۔ جبرئیل یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو واسطہ ہوئے۔ اب اگر احکاماتِ قرآنی کو نہ ماننے کا بہانہ ان شخصیات کے رد کر دینے اور ذاتی دشمنی یا پرخاش سے ہو تو اس عداوت کا تعلق براہِ راست ملائکہ اور حضورؐ سے نہیں بلکہ یہ دشمنی تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوئی، جس نے اپنا کلام نازل کیا تھا۔

اس طرح یہود خود اپنے خالق اور مالک کو اتنا غافل سمجھنے لگے کہ خدا تو وحی میں سہل احکامات بھیجتا رہا اور لانے والا جبرئیلؑ بیچ میں اسے بدل کر سخت کر دیتا ہے۔ یہی بدگمانی ان ظالموں کو حضرت موسیٰؑ کے متعلق بھی تھی ورنہ یہ مطالبہ ہی کیوں ہوتا کہ خدا کا کلام ہماری نظروں کے سامنے اترے تو جانیں ان آیاتِ قرآنی سے یہودی لیڈر سامری کا جبرئیل کو دیکھ لینا ثابت بھی ہے۔

قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوا بِهٖ فَقَبَضْتُ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قَبْضَةً مِّنْ اَثَرِ الرَّسُوْلِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذٰلِكَ سَوَّلَتْ لِيْ نَفْسِيْ ۝ (۲۰ طٰهٰ ۹۶)

"سامری بولا کہ میں نے وہ دیکھا جو کسی کو نہیں دکھا، پھر میں نے پیغام لانے والے کے پاؤں کے نیچے سے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھا لی اور یہ مٹی ڈال دی اس بچھڑے میں اور میرے جی کو یہی سوجھ گیا۔"

جب آلِ فرعون کا سارا مال و اسباب بنی اسرائیل کے ہاتھ آیا تو دوسرا مال تو کیا اٹھا پاتے، اسرائیلی خواتین نے مصریوں کے زیورات خوب خوب پہن لیے جتنا پہن سکتی تھیں۔ اور جتنا اٹھا سکتی تھیں اٹھا لائیں۔ ادھر شام کی طرف کوچ کا نقارہ بجا اور راستے میں زیورات سے لدی ہوئی اسرائیلی خواتین کو ریگستانی علاقے میں سفر پر اس بوجھ کو لادے رہنا مشکل نظر آیا۔ بس کیا تھا سامری نامی ایک یہودی، چالاک شعبدہ باز نے اسی وقت اس کا حل نکال دکھایا۔ تمام زیورات کو ایک جگہ جمع کرا لیا۔ گویا سونے کو (NATIONALISE) کر لیا اور تمام زیورات کو گلا کر ایک شکل دیدی جو بچھڑے سے مشابہ تھی۔ بچھڑے کا اثر دل میں تو باقی تھا ہی اسی لیے توجہ بھی اسی طرف گئی۔

اِدھر جبریلؑ کا آنا جانا روز جاری تھا۔ توریت کا نزول ہو رہا تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایک موقع پر سامری صاحب نے انھیں حضرت جبرئیلؑ کے قدموں کی نورانی
شعاعیں جہاں روشنی ڈال چکی تھیں وہاں سے ایک مٹھی بھر مٹی اٹھالی۔ اُدھر
سونے کا بچھڑا بن کر تیار کھڑا تھا۔ بیلوں کے ذریعہ کھینچ کھینچ کر قافلہ اسے
اپنے ساتھ لیے چلتا۔ سامری نے اس بچھڑے میں یہ مٹی ڈال دی۔ مالِ غنیمت
تھا ایک مزاج کا اور فرشتے کے قدم سے زمین کی مٹی کا ایک مزاج بنا اور
دونوں کے یک جا ہونے پر تکرار شروع ہوئی۔ اور بچھڑے سے کچھ الٹی سیدھی
آوازیں نکلیں بس شور برپا ہوگیا بنی اسرائیل میں کہ خدائے تعالیٰ ہم میں
تشریف لے آئے۔ اِدھر موسیٰؑ اللہ تعالیٰ کی طلبی پر طور تشریف لے گئے تھے۔
یہودیوں نے اعلان کر دیا ھٰذَا اِلٰھُکُمْ وَاِلٰہُ مُوسٰی فَنَسِیَ ہمارا
اور موسیٰؑ کا خدا یہیں موجود ہے، مگر موسیٰؑ تو بھول کر کوہِ طور پر چلے گئے۔
کیا عجیب و غریب واقعات ہیں بنی اسرائیل کے۔ اُن کو پائے جبرئیلؑ
سے ایسی زبردست طاقتور چیز ہاتھ آئی کہ آج تو کسی کو ہاتھ آنی ممکن ہی نہیں
شعاعی طاقت کے ظہور کے اس دور میں بھی پائے جبرئیلؑ کی ہم پلّہ کوئی کرن
کا اثر کسی مٹی پر ہو اور وہ مشتِ خاک ہاتھ آوے تو دُنیائے سائنس
میں ہل چل مچ جائے۔ بنی اسرائیل کے نصیب میں کب تھا کہ اسے محفوظ
رکھتے۔ ان کے نصیب میں ہوتا تو عمالقہ سے لڑنے میں نامردی دکھانے
کے باعث چالیس سال تک انہیں صحرا نوردی کا جو عذاب بھگتنا پڑا وہ ہلکا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہو جاتا، اگر اسی مشت خاک پائے جبرئیلؑ کو عمالقہ پر چھوڑ دیتے۔ مگر ظالموں نے بچھڑے کے منہ میں اسے جا چھوڑا، اب تک تو لوگ بے سند ہی بچھڑا پرستی کرتے ہوں گے مگر بنی اسرائیل نے اس کی سند بھی مشرکین کے حوالے کر دی اس طرح سے جبرئیل کے قدموں کے نشان کا حصہ ایک غلط کام میں استعمال کر بیٹھے جس کی سزا انہیں مدتوں بھگتنی پڑی اور اہلِ کتاب ہو کر بھی بچھڑا پرستی کے بانی قرار پائے، لاحول ولا قوۃ۔

اس مضمون کے مطالعہ کے دوران اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ توریت تو کمشت تختیوں پر لکھ کر دے دی گئی تھی۔ پھر بار بار جبریلؑ کا موسیٰؑ کے پاس آنا کیا معنی رکھتا تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ الواح پر منقش احکامات تو صرف چند ہی تھے جو دعوتِ توحید کے بنیادی اصول لکھے جانے چاہئیں۔ بعد میں جب جب حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کے لیے احکامات اور تفصیلات کی ضرورت ہوتی، وحی کا سلسلہ جاری ہو جاتا یہی وجہ ہے کہ توریت نامی کتاب میں آج بھی صرف اتنے ہی احکامات نہیں ہیں جو تختیوں پر لکھ کر دیئے گئے تھے بلکہ اور بھی بہت سے احکامات اور بنی اسرائیل کو مختلف جرائم پر دی گئی سزائیں بھی توریت کا حصہ ہیں، اور خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے توریت کے لیے تنزیل کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا التَّوْرٰةَ فِيْهَا هُدًى وَّ نُوْرٌ تنزیل کہیں ایک ہی بار کوہِ طور پر ختم نہیں ہو گئی جبرئیل کا تنزیل کے لیے بار بار آنا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بدعہد

أَوَ كُلَّمَا عٰهَدُوْا عَهْدًا نَّبَذَهٗ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ ؕ
بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَلَمَّا جَآءَهُمْ
رَسُوْلٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ
نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙۗ كِتٰبَ اللّٰهِ
وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ن

(۲- البقرۃ ۱۰۰- ۱۰۱)

"اور یہ کیا حرکت ہے ان یہود کی کہ جب بھی انھوں نے کوئی عہد کیا، ان کے کسی نہ کسی فریق نے اسے پھینک دیا۔ بلکہ ان کی اکثریت بے ایمان ہے۔ اور جب اللہ کی طرف سے ان کے پاس پیغمبر تشریف لائے تصدیق کرتے ہوئے اس کتاب کی جو اُن کے پاس ہے تو ان اہلِ کتاب میں سے ایک فریق ایسا نکلا کہ اللہ کی اس کتاب کو اپنی پیٹھ پیچھے ڈال دیا جو ان کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پاس پہلے سے موجود ہے۔ اور ایسی حرکت کرنے لگے جیسے
وہ کچھ بھی نہ جانتے ہوں"

عہد شکنی، غداری، نافرمانی اور طغیان کے ابواب میں بنی اسرائیل کی ایک مخصوص تاریخ ہے۔ توراۃ کے اوراق اور انجیل کے صفحات میں یہ داستانیں بکھری پڑی ہیں۔ خدا کے ساتھ ان کا عہد و پیمان تھا کہ جو بھی نبی آئے اور توراۃ کو سچا جانے تم اس کے ساتھ ہو جانا۔ ان ظالموں نے فضا تو اتنی اچھی بنا دی کہ گھر گھر رسولِ آخر الزماںؐ کی آمد کا چرچا ہونے لگا۔ اور جب حضور کی تشریف آوری ہوئی تو اہلِ کتاب یہود اپنی سابقہ وعظ گوئی میں جو بشارتیں دے چکے تھے اسی سے مکر گئے۔

بحث و تکرار میں جب اہلِ ایمان سے ان کا مقابلہ ہوتا تو خود اپنی کتاب کے کتاب اللہ ہونے پر مشکوک باتیں کرتے۔ حتیٰ کہ ان کا ایک قول قرآن پاک میں اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِيْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِيْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِيْرًا ۚ (۶- الانعام ۹۱)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

"انھوں نے اللہ کی کوئی قدر نہ جانی جب یہ کہہ بیٹھے کہ اللہ نے کسی بشر پر کوئی کلام نازل نہیں کیا تم کہو کہ وہ کتاب کس نے اتاری تھی جسے موسیٰؑ لے کر آئے تھے۔ جو لوگوں کے لیے ہدایت تھی اور جسے تم نے الگ الگ اوراق پر نقل کر رکھا ہے کچھ حصہ تو لوگوں کو بتاتے ہو اور بہت کچھ چھپائے رکھتے ہو"!

یہ انتہائی جہالت اور مخاصمت کا نمونہ جو تاریخ امم سابقہ میں کسی امت کے بگڑے لوگ نہ بتا سکے۔ مگر یہود نے یہ ریکارڈ توڑ دکھایا۔ صاحبِ قرآن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کہنے لگے کہ یہ تو بشر (آدمی) ہیں اور اللہ نے آج تک کسی آدمی پر اپنا کلام نہیں نازل کیا، پھر یہ قرآن آپ پر کیسے وحی اور نزول ہو گیا۔ اسی لیے ان مداریوں کو انہیں کی رسی میں باندھ کر پوچھا گیا کہ موسیٰ کون تھے؟ کیا ان پر وحی نہیں آئی تھی؟ توریت کس نے نازل کی۔ پھر یہ اوراقِ توریت کی نسبت موسیٰؑ کو چھوڑ کر تم اور کس کے ساتھ جوڑ سکتے ہو؟۔

ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰؑ بشر ہی تھے، آپ کے بھائی بھی تھے، بہن بھی تھی، والدہ کا تذکرہ بھی قرآن میں ہے۔ اور آپ کی اہلیہ محترمہ کا ذکر بھی قرآن و توریت میں موجود ہے۔ تو کیا کسی کے ماں باپ بھائی، بہن، بیوی اور کنبہ برادری ہو اُسے بشریت سے خارج قرار دیا جاسکتا ہے؟۔

انبیاءؑ کی موجودگی میں کفار نے اُن کی بشریت پر یہ اعتراض کیا اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

منصبِ نبوّت پر ان کے قیام کو ناممکن قرار دے کر سرے سے نبوّت ہی کا انکار کر دیا۔ پھر بعد کے غالی معتقدین نے انہیں جہلا کے عقائد کو اس طرح قبول کیا کہ چونکہ فلاں صاحب نبی تھے اس لیے بشر نہیں تھے جبکہ کفّار کا پہلے سے ہی یہ اعتراض تھا کہ چونکہ یہ صاحب بشر ہیں اس لیے انہیں رسول نہیں مانا جا سکتا۔

آج بھی یہود و نصاریٰ کی نقل میں یہ حرکت ہمارے کچھ نادان بھائی کر رہے ہیں۔ نہیں جانتے، کہ اس طرح کے باطل اعتقادات سے بگڑی امتیں اپنے رسولوں کو خدا کی ذات و صفات میں شریک کر کے گمراہ ہو چکی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فنِ جادوگری اور یہود

وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ ۚ
وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا
يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ۗ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَى
الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ ۭ
وَمَا يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا
نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ ۭ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا
مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ ۭ وَمَا
هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ
وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ ۭ وَلَقَدْ
عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ
خَلَاقٍ ڐ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهٖٓ اَنْفُسَهُمْ ۭ
لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وَاتَّقَوْا لَمَثُوْبَةٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ خَيْرٌ ط لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ع (۲- البقرة ۱۰۲ - ۱۰۳)

"اور انھوں نے اتباع کیا ان باتوں کا جس کا چرچا شیاطین صفت لوگ سلطنت سلیمانی کا نام لے کر بتایا کرتے تھے۔ یہ کفر یہ بات سلیمان نے کبھی نہیں کہی، لیکن شیاطین ہی یہ کفر کرتے تھے کہ لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے اور ان باتوں کی طرف بھی یہود خوب لپکے ہیں جو شہر بابل میں دو فرشتوں پر اُترا ہوا بتاتے تھے۔ اور وہ دونوں تو ایک ایسا علم سکھاتے تھے کہ اوّل تو کہہ دیتے، دیکھ ہمارا وجود ایک امتحان ہے تو تو کہیں کافر نہ ہو جائیو! بس پھر سیکھ لیتے ان دونوں سے ایک علم اور اس کا استعمال یوں کرتے کہ جدائی ڈالتے کسی مرد اور اس کی بیوی کے درمیان اور بغیر اذنِ الٰہی کے یہ لوگ اس ذریعہ سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے، اور کچھ ایسا علم سیکھ بیٹھے جو ان کے لیے ضرر کا باعث ہے اور راس ہی ان کو نفع مطلق نہیں اور وہ یہ جانتے بھی ہیں کہ جو اس طرح کی جادو کی چیزیں سیکھے گا آخرت میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں رہا۔ کتنی بُری چیز ہے جسے خریدنے میں انھوں نے اپنی جان داؤں پر لگا دی۔ اور اگر یہ لوگ ایمان لاتے اور ان بیہودہ باتوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے (جادو ٹونے) اختیار کرنے کے بجائے تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کے
یہاں بہتر معاوضہ پاتے۔ کاش کہ یہ عقل سے کام لیتے۔

یہود کو خدا نے کتاب کا وارث بنایا تھا۔ اس کتاب پر عمل کر کے وہ تمام دُنیا کے لوگوں پر فضیلت حاصل کر سکتے تھے مگر بجائے علمِ کتاب کے ان میں سے مکّار صفت لوگوں نے اور ہلکٹ قسم کے مذہبی پیشواؤں نے جادو منتر کا علم سیکھنا سکھانا جاری کر رکھا تھا۔ جادو کے متعلق آج تک انسانی معاشرے میں اچھا خیال قائم نہیں ہو سکا کیونکہ اللہ نے انسان میں سمجھ بوجھ کا جو فطری مادّہ رکھا ہے اور انسان کے لاشعور میں سچائی کا جتنا مخفی عنصر موجود ہے اس کی موجودگی میں روئے زمین پر جادو کا علم چند سفلی قسم کے لوگوں کو چھوڑ کر کسی کے نزدیک بھی فضیلت کی وجہ نہ بن سکا۔ علم چاہے کسی قسم کا ہو، سائنس فنِ طب، علمِ کلام، جغرافیہ، نفسیات علمِ نباتات، حیاتیات وغیرہ جتنے علوم انسان نے آج تک ایجاد کیے ہیں۔ اس میں خدائی رہنمائی سے اُسے خوب فضیلت حاصل رہی اور آج بھی کوئی قوم کسی علم میں آگے بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے تو یہ علم انسانی معاشرے میں ان کے لیے فضیلت اور بڑائی کا سبب بن جاتا ہے۔ لیکن جادو ٹونے، ٹوٹکے، چھوچھا، جنتر منتر جھاڑ پھونک وغیرہ کا سفلی علم کبھی بھی انسانی دنیا میں علمی فضیلت کا معیار نہ بن سکا۔ اور عموماً اس طرح کے علوم کے ماہرین دُنیا میں بھیک مانگنے والے مداریوں اور شعبدہ باز لوگوں کی سی ذلیل و خوار زندگی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بسر کرتے آرہے ہیں۔ مگر انبیاء و رسل کے منبروں پر بیٹھنے والے یہودی علماء نے علم کتاب چھوڑ کر علم سحر سیکھا۔ یہود کا رجحان جب جادو ٹونے کی طرف ہوا تو عام انسانی معاشرے میں پائے جانے والے سچائی کے وجدان کی نسبت سے ان کے سامنے یہ سوال بار بار آتا رہا کہ اہلِ کتاب ہو کر یہ کیا ڈھونگ رچا رہے ہو؟۔ دین و مذہب کی باتیں کرنے والے کتاب، وحی والہام کے علوم کا چرچا کرنے والے ہو کر جادو کے علوم سے دنیا فتح کرنے نکلے ہو اس طرح کی آوازیں یہود کے مذہبی تقدس کو اکثر چیلنج کرتی ہوئی سننے میں آتیں۔ اس موقع پر ان مذہبی مداریوں نے ایک اول افسانہ گھڑ نکالا کہ حضرت سلیمان کی ساری سلطنت جادو پر قائم تھی۔ اور اسی زمانے کے علوم ہمارے پاس ہیں۔ سلیمانؑ خدا کے پیغمبر تھے اور جادو کے علم سے سلیمانؑ کی پیغمبری میں کوئی نقص نہ آسکا تو ہم کو یہ علوم سیکھنے سکھانے میں کس کی مجال ہے کہ ناجائز کہہ سکے۔ اس طرح خود اپنے کالے کرتوتوں کو چھپانے کے لیے بہت سے معاملات میں یہود نے اپنے نبیوں اور بڑے لوگوں کی زندگیوں کو بداخلاقی کے تارکول سے سیاہ کر دیا تاکہ آئندہ نسل جب کوئی اعتراض کرے تو جواب میں کہا جا سکے کہ جناب خدا کے بڑے بڑے بزرگ جب یہ کام کرتے تھے تو ہم تم کو کرنے میں کیا حرج ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت سلیمان کی حیاتِ طیبہ کو صاف طور پر الگ کر کے بتایا کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جادو کفریہ علم ہے اور سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا۔ البتہ جن و شیاطین اور انسان کا ملا جلا معاشرہ پہلی بار حضرت سلیمانؑ کے دورِ اقتدار میں وجود میں آیا۔ اس وقت شیاطین اور جنات اور بعض خبیث انسان اپنی دھاک جمانے کو یہ چرچا کرتے کہ سلیمانؑ کو اتنی زبردست قوت ہمارے جادو کے بل پر حاصل ہے۔ یاد رہے کہ حضرت سلیمانؑ نے جس طرح انسانوں پر حکومت کی ہے اسی طرح جنات اور شیاطین پر بھی اور ہر ایک سے اس کی طاقت کی مناسبت سے آپ نے کام لیا ہے۔ بعض شیاطین سے دیگیں بنواتے جو ہزاروں انسان مل کر نہ بنا سکیں، بعض کو سمندر میں غوطے لگواتے، زنجیروں میں باندھ رکھتے اور ان سے بڑی بڑی عمارتیں بھی تعمیر کرواتے، اس طرح زمین پر ایک مرتبہ آدم کی فضیلت پھر قائم ہو گئی کہ خدا نے جو تسخیر کی طاقت انسان کو دی ہے اگر قدرت اس کا ساتھ دے تو وہ اس طاقت سے ساری مخلوق کو قابو میں کر سکتا ہے۔

دوسری بات بابل میں ہاروت اور ماروت سے متعلق ہے۔ یہود کا بڑا گروہ بابل کی اسیری کے زمانے میں یہ علم سیکھنے لگا تھا۔ خود اہلِ کتاب تھے مگر کتاب کو جانتے نہیں تھے۔ بابل میں جادو کا اتنا زور تھا کہ کسی کی جوان بہو بیٹی کو اپنے ساتھ کر لینے میں بدکار لوگ اس علم کا استعمال کرتے۔ یہود اہلِ کتاب تھے۔ جادو کا اُن پر جب وار ہوا تو گھبرا گئے۔ خدا کی کتاب جانتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نہیں تھے اور نہ اس کی طاقت سے واقف تھے۔ انھیں یہ بھی پتہ نہیں تھا کہ جادو کا توڑ خود ہمارے پاس کلام الٰہی میں بھی ہو سکتا ہے۔ لوہے کو لوہا کاٹنے کی کہاوت کے مطابق یہ بھی جادو سیکھنے کی طرف متوجہ ہوئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے بروقت ان یہود کی رہنمائی کے لیے دو فرشتوں کو بھیج کر ایسا علم ان کے لیے بھیج دیا جو جادو کا توڑ تھا۔ اس طرح پوری قوم جادو کے اثر سے محفوظ ہو گئی۔ مگر یہود نے اسی ہاروت اور ماروت والے علم کو دوسرے کی بہو بیٹیوں کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں لگا دیا۔ اور اس طرح جادو کا توڑ کرنے والا علم ان یہود کے ہاتھوں پڑ کر غلط راہ میں استعمال ہونے لگا۔ دشمنوں کے شر سے حفاظت کے علم کو ان ظالموں نے گنڈے تعویذ اور دھاگے ڈورے میں سمو کر دوسروں کی بیویوں کو اپنے اوپر عاشق کرنے اور پرائی عورتوں سے آنکھ لڑانے میں لگا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت پر انھیں سرزنش فرمائی اور سلیمانؑ و ہاروت و ماروت کو اس فعلِ قبیح سے بَری قرار دیا۔

فنِ جادوگری میں یہود کی دلچسپی   تو بابل کی اسیری کے دَور میں شروع ہوئی اور جادو میں جب ان لوگوں نے مقامی آبادی سے بھی زیادہ استادی دکھانی شروع کی تو حضرت مسیح کے ۵۳۸ سال قبل شہنشاہِ ایران نے یہودی جادوگروں کو ملک بدر کر دیا اور پھر جہاں بھی یہ علمائے کرام

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تشریف لے گئے، علمِ سحر کے تمام نکات عملیات کے طریقے نیز مشکل و جان لیوا تجربے کرا کے ہر ملک کے عوام کو علوم سحر سے سرفراز فرما دیا۔ بائبل میں بھی ان کی جادوگری کا بیان ہے :۔

"تیری جادوگری سے سب قومیں گمراہ ہوگئیں"۔

(مکاشفہ باب ۱۸ آیت ۲۳)

"انھوں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو آگ پر چلوایا اور فال گیری سے کام لیا، اور اپنے کو بیچ ڈالا تاکہ خداوند کی نظر میں بدی کر کے اُسے غصّہ دلائیں اس لیے خداوند اسرائیل سے بہت ناراض ہوا"۔

(سلاطین دوم باب ۷ آیت ۱۷ : ۱۸)

ان حوالوں سے یہودی کتب سے ہی یہ ثابت ہوا کہ جادوگری کے سبب اللہ بنی اسرائیل پر ناراض ہوا۔ بابل سے اخراج کے بعد حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بعثت تک یہودنے علم سحر کو ایک قومی فن بنا دیا۔ اخلاق ، دینیات معیشت و امورِ سلطنت سے انھیں اب کوئی دل چسپی نہیں رہی۔

بعثتِ مسیحؑ کے وقت یہود رومی سلطنت کے غلام تھے اور اسی غلامانہ ذہنیت کی جادوگر قوم نے حضرت مسیح کے معجزات کو جادو پر غالب دیکھا تو بگڑ گئی، اور قتلِ مسیح کا پروانہ اپنے آقاؤں سے یعنی رومی عدالت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے لے آئے۔ اب کسی کو یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوگی کہ حضرت عیسیٰؑ کے
معجزات تمام انبیاء کے معجزات میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے عجیب تھے اور
فنِ طب میں انسان کی ترقی کے آخری حدود کا تعین اور فنِ سحر میں جادوگری
کے توڑ بہت ہی بروقت تھے۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ ایک جانب فن طب میں
یونانیوں کا زور تھا، دوسری جانب فن سحر میں بنی اسرائیل دُنیا کی امامت کر رہے
تھے۔ ایسے موقع پر حضرت مسیحؑ کو دی گئی نشانیاں موقع کی مناسبت سے
نہایت ہی اہم رول ادا کرنے میں کامیاب تھیں۔ کوڑھیوں کو درست کر دینا،
مادرزاد اندھوں کو بصیرت عطا کر دینا، گونگوں کو گویائی عطا کرنا، حتیٰ کہ باذن
الٰہی مردوں کو زندہ کر دینا۔ یہ معجزاتِ عیسوی اتنے زبردست تھے کہ یونانی
فنِ طب مبہوت ہو کر رہ گیا۔ اور یونانی فنِ طب تو کیا آج کی ترقی یافتہ
ادویات (PHARMACEUTICAL) (MEDICINES) اور سرجری
(SURGERY) تک اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور نہ آگے بھی
کر سکیں گی۔ اسی طرح پاگلوں کو درست کر دینا، بدروحوں کو نکال باہر کرنا اور آسیب
زدہ لوگوں کو چنگا کر دینے سے فنِ سحر کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی۔

بعثتِ محمدیؐ کے وقت یہود جب حضورؐ کا مقابلہ دلائل سے نہ کر سکے
تو خدا کے آخری نبیؐ پر بھی جادو کا وار کر ہی دیا۔ مگر یہاں کیا اثر ہونے والا
تھا! قرآنِ پاک کی آخری دو سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کا نزول

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوا اور رہتی دنیا تک مسلمانوں کے ہاتھ میں جادو کے توڑ کا قدرتی ہتھیار دیا گیا۔ اس طرح اس علمِ سحر کو ادھ مرا کر دیا گیا، جو تھوڑی بہت سانس اس میں باقی رہی وہ علوم وفنون میں انسان کی آج کی ترقی نے ختم کردی اور اس سفلی علم سے بڑی حد تک ابناءِ آدم کو قریب قریب چھٹکارا مل گیا۔

مناسبتِ مضمون کے لحاظ سے ہم یہاں ایک بات مسلمانوں کے تعلق سے واضح کر دینا چاہیں گے۔ وہ یہ کہ ہماری شریعت حقّہ نے جادو ٹونے کو قطعاً حرام قرار دیا ہے۔ اور اس سفلی علم کا شکار اگر کوئی ہو جائے تو اسے قرآن پاک کی آخری دو سورتیں سورۃ الفلق اور سورۃ النّاس کو یاد رکھنا چاہیے جو تمام قسم کے جنتر منتر نیز شیطانی وسوسوں کے مقابلہ میں خداوندِ قدوس کی قوت قاہرہ کا ایک زبردست مظہر ہیں۔ کسی بھی شیطانی سازش کے مقابلے میں یہ دونوں سورتیں اہلِ ایمان کا ایک زبردست ہتھیار ہیں۔ اور کسی طرح کے جادو ٹونے سے انھیں ڈرنے کی مطلق ضرورت نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مجلسِ نبویؐ میں یہود کی لفظی خیانت

اور پہلی جنگ عظیم

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ (۲- البقرۃ ۱۰۴)

"اے ایمان والو رَاعِنَا نہ کہا کرو بلکہ اُنظُرنَا کہہ دیا کرو۔ اور بات کو دھیان سے سُنو اور منکرینِ حق کو دردناک عذاب ہوگا"

سیّدِ عالم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلسِ مبارکہ مدینہ طیبہ میں چار و ناچار یہود بھی شرکت کرتے دورانِ تقریر میں حضورؐ سے کسی بات کی مزید تفصیل معلوم کرنے کے لیے "راعنا" کہتے۔ یہ لفظ عبرانی اور عربی دونوں زبانوں میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ مختلف معنی میں بولا جاتا تھا "رَاعِنَا" کے معنی ہیں ہماری رعایت کیجیے۔ بات کو سمجھ لینے دیجیے۔ مگر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود ازراہِ شرارت اس لفظ کو زبان موڑ کر "راعِینَا" کہتے جس کے معنی ہوتے ہیں ہمارے چرواہے اور عبرانی زبان میں اس طرح بولنے سے اس کے معنی یوں ہوتے کہ سُن تو بہرا ہو جائیو۔ مجلسِ نبویؐ میں ان کی یہ شرارت صرف انہیں کو معلوم تھی۔ اتنی خفیف سی حرکتِ حلقوم اور اس بے ادبی و گستاخی سے عام لوگ واقف نہیں تھے، اللہ تعالیٰ نے آدابِ مجلسِ نبویؐ میں یہ قاعدہ مقرر کر دیا کہ راعِنا لفظ نہ کہا جائے بلکہ اگر اس طرح کلام کو سمجھنے میں کہیں پوچھنا ضروری ہو تو اُنظُرنا کہہ دیا کرو۔ اور زیادہ مناسب تو یہی ہے کہ کلامِ الٰہی کو خدا کے نبی کی زبانِ مبارک سے سنتے وقت خاموش رہا جائے، غور سے سماعت کرنے پر تمام باتیں ٹھیک طرح سے سمجھ میں آجائیں گی۔

مدینے کے یہودیوں کی عام روش تھی کہ دعوتِ حق کو قبول کرنے والے نومسلموں کو سوال میں سوال، مذہبی مناظرہ بازی اور ریب و تشکیک کا شکار بنا ڈالا جائے۔ عین موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما کر ثابت کر دیا کہ حضورِ اکرم پر قرآن کا نازل کرنے والا مخالفین کی زیرِ لب حرکتوں سے بھی واقف ہے۔ جبکہ خود حضور اور آپؐ کے جاں نثار ساتھیوں کو یہود کی اس شرارت و مخفی بے ادبی کا پتہ نہیں تھا۔ اور اس جرم و بے ادبی کا کوئی ظاہری ثبوت بھی نہیں تھا ورنہ ان منکرینِ حق کو عذابِ بعد الموت کے پہلے ہی اس دُنیا میں اہلِ ایمان کے ہاتھوں عذاب کا مزہ چکھا دیا جاتا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور آج بھی دُنیا کی مجلسی زندگی میں یہود کی شرکت سے ان کی پرانی عادت کا پتہ چلتا ہی رہتا ہے۔ چنانچہ اس حقیقت کو کون جھٹلا سکتا ہے کہ پہلی جنگ عظیم میں شرکت کا فیصلہ امریکی قوم نے مطلق نہیں کیا تھا۔ لیکن وہائٹ ہاؤس میں اُس وقت ایک با اثر یہودی شخصیت برنارڈ باروخ کی پہنچ صدر ولسن تک ہو گئی۔ اور اس خائن یہودی نے زبان کو پیچ دینے کا کرتب صفحۂ قرطاس پر لا کر صدر ولسن کی بعض تقاریر میں لفظی تغیر کر کے کچھ کا کچھ کر دیا اور اس کی اسی حرکت سے امریکہ کو جنگ کی آگ میں کودنا پڑا۔

وارسا کانفرنس میں امریکہ اور چار بڑوں کی ٹینگ کا ڈرافٹ لفظی ہیر پھیر سے یہودی سازش کا شکار رہا اور مفتوح قوموں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لیے دنیا کے بڑوں کی گفتگو سے ضبطِ تحریر میں آنے والا ریزولیشن ایک یہودی کی مکاری کا شکار رہا۔ ڈاکٹر ڈیلین اپنی کتاب "صلح کانفرنس" میں عالمی سیاست کے ماہرین کے فیصلے کو لفظی تغیر سے فاتح و مفتوح قوموں کے درمیان خلیج قائم کرنے کا مجرم یہودیوں کو قرار دیتا ہے۔

رَاعِنَا کو رَاعِیْنَا کر دینے والے اپنے اس کرتب سے دُنیا کے انسانوں کو دکھی کرنے میں اب بھی بڑی خوبصورتی سے اپنا کام انجام دیئے جا رہے ہیں، مجلسِ نبویؐ میں یہود کی لفظی خیانت کی اطلاع قرآن نے بروقت اور فوراً دے کر اہل مدینہ کو ان کے فتنے سے آگاہ کر دیا۔ مگر امریکہ کی خفیہ پولیس جو عالم کی مانی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوئی اور بہترین وجدید آلات سے لیس تنظیم ہے وہ بھی پہلی جنگِ عظیم میں امریکہ کی شرکت کی۔ وجوہات سے لاعلم رہی۔ لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اُتر جانے کے بعد ڈاکٹر ڈیلن کی تحقیق سے پتہ چلا کہ یہود کے زبانی و قلمی کرتب سے ناواقفیت کی بنا ء پر امریکہ نادانستہ طور پر اس جنگ میں کود پڑا۔ امریکہ میں جبرئیلؑ تو آتے نہیں تھے کہ ان سے چاروں کو یہود کی لفظی شرارت کا پتہ چل سکتا۔ یہ فضیلت اور بزرگی تو انہیں کو حاصل ہے جن کی خدمت میں جبرئیلؑ بذریعہ وحی مخفی شرارتوں تک کا پتہ دے جاتے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

غیر ضروری سوالات

اَمْ تُرِیْدُوْنَ اَنْ تَسْئَلُوْا رَسُوْلَکُمْ کَمَا سُئِلَ
مُوْسٰی مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ یَّتَبَدَّلِ الْکُفْرَ بِالْاِیْمَانِ
فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ ○ (۲۱- البقرہ ۱۰۸)

"اے ایمان والو! کیا تم اپنے رسولؐ سے ایسے سوالات کرنا چاہتے ہو جیسے اس سے قبل موسیٰؑ سے سوالات کیے جا چکے تھے اور جو کوئی ایمان کو بدل کر کفر کو اختیار کرے گا تو بلاشبہ وہ سیدھی راہ سے دور جا پڑا۔"

یہاں خطاب کا رُخ تمام تر اہلِ ایمان سے ہے کہ تم سوال در سوال کی عادت چھوڑ دو جس طرح دورِ موسیٰؑ میں اللہ کے کلیم پر یہود بار بار سوالات کی بوچھار کرتے تھے۔ مدینے کی مقامی آبادی میں مسلمان مبلغین کا واسطہ یہود سے پڑتا تو یہ لوگ پچاسوں قسم کے اعتراضات کرتے۔ اس کا کچھ نہ کچھ حصہ یہ مخلص مبلّغین آنحضرتؐ کی خدمت میں پیش کرتے تاکہ دعوتِ قرآنی کو عوام

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں پیش کرتے وقت جو سوالات اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں انھیں تسلّی بخش جواب دیا جا سکے۔

لیکن اہلِ ایمان مخلص کارکنانِ دعوت کو یہ کہہ کر تنبیہہ کر دی گئی کہ یہ سوالات اسی نوعیت کے ہیں، جو حضرت موسیٰؑ کو پریشان کرنے کے لیے یہود کیا کرتے تھے۔ اور امر واقعہ بھی یہی تھا کہ یہودِ مدینہ شکوک و شبہات پیدا کرنے کی غرض سے قیل و قال کرتے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے براہِ راست کلام کیوں نہیں فرماتا۔ وحی کی کیفیت کیا ہے، اعمال کا وزن کس طرح ہوگا، ہبوطِ آدم کس طرح ہوا، عرش و کرسی کیا ہیں؟ وغیرہ۔ اس طرح انھیں کسی امرِ حق کی تلاش نہ تھی بلکہ محض عوام میں ریب و تشکیک کا مرض پیدا کرنے کی غرض سے الجھاؤ پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ اہلِ یونان اور رومی عوام کے عقائد باطلہ کو توریت کی چادر میں لپیٹ کر اہلِ مدینہ کو شہنشاہِ کائنات کے کلام سے بددل کر دینا چاہتے تھے۔ پھر یہود کی اس حرکت سے عوام الناس میں باہم حجت اور مناظرہ بازی کا ایک ایسا ماحول پیدا ہونے کا امکان ہو چکا تھا جس کی وجہ سے اہلِ عرب خانہ جنگی میں مبتلا ہو جاتے اور یکسوئی سے اللہ کے نبی سے پیغامِ الٰہی سننے کے بجائے ذہنی انارکی اور دماغی عیاشی کے دلدل میں جا گرتے۔ اسی لیے نہ صرف یہ کہ اس موقع پر سوال در سوال اور بال کی کھال نکالنے سے منع فرمایا گیا بلکہ اب یہ فرمان جاری ہو گیا:-

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ج وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ط عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كٰفِرِيْنَ ○

(۵ - المائدہ : ۱۰۱ - ۱۰۲)

"اے ایمان والو! ایسی چیزوں کے بارے میں سوالات مت کرو کہ اگر ان کی حقیقت تم پر ظاہر کر دی جائے تو تمہیں ناگوار ہو۔ اور اگر قرآن کے نازل ہونے کے ایام میں تم اس طرح کے سوالات کرو گے تو تم پر ظاہر کر دیئے جائیں گے۔ اب تک خدا نے ایسے سوالات کے متعلق درگذر ہی فرمایا ہے اس لیے کہ وہ بڑا غفور اور رحیم ہے۔ تم سے پہلے لوگوں نے اسی قسم کے سوالات کیے تھے پھر وہ لوگ انھیں سوالات کی وجہ سے کفر میں مبتلا بھی ہو گئے۔"

ان آیات کے نزول کے بعد اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری یکسوئی کے ساتھ کلام الٰہی کی طرف متوجہ ہو گئے اور تمام غیر ضروری سوالات یکلخت بند کر دیئے کتاب عزیز کی طرف صحابہ کی اسی توجہ سے تمام دینی و دنیاوی علوم

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہیں ایمان و یقین کا وہ بلند مرتبہ ان کو حاصل ہوا جو رہتی دنیا تک کسی کو نصیب نہیں ہو سکتا۔

کائنات کی ابتدا (مادہ، روح اور آدم) سے قبل کی مخلوق کون تھی اور دیگر بہت سے مابعد الطبیعی امور میں ضرورت سے زیادہ بحث و مباحثہ کرنے سے آدمی کے اردگرد ریب و تذبذب کا ایسا جال تیار ہو جاتا ہے جس میں وہ متعلقہ شخص خود ہی الجھ کر رہ جاتا ہے۔ اور دوسروں کو راہِ حق کی بات بتانے کے بجائے اپنی سواء السّبیل چھوڑ بیٹھتا ہے

اس حکمِ الٰہی کی قدر تو صرف انھیں لوگوں کو ہو سکتی ہے جو فلسفہ اور قیاس و گمان کی سینکڑوں کتب میں الجھ کر حق کو نہ پا سکے بلکہ رہا سہا اطمینانِ قلب بھی کھو چکے تھے لیکن جب کلامِ خداوندی اور صاحبِ قرآن کی تعلیم سے روشناس ہوئے تو اپنا کھویا ہوا اطمینانِ قلب انھیں پھر حاصل ہو گیا، اور حق کی منزل پوری طرح پالی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود و نصاریٰ کا غلط پندارِ نجات اور وہم

وَقَالُوا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ؕ تِلْكَ اَمَانِيُّهُمْ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ بَلٰى ۚ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۪ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(۲۔ البقرۃ ۱۱۱-۱۱۲)

"اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جنت میں یہود و نصاریٰ کے سوا اور کوئی داخل نہیں ہو سکے گا، یہ ان کی خیالی آرزو ہے۔ ان سے کہیے کہ اگر سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔ کیوں نہیں، جنت میں تو ہر وہ شخص جائے گا جو اپنی گردن اللہ کے لیے جھکا دے اور نیکی کرنے والا ہو۔ پس اس کا اجر اس کے رب کے پاس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جنت ہی ہے۔ اور ایسے تمام لوگوں کو نہ کوئی خوف اور نہ کوئی غم ہوگا۔"

یہود کو بزرگ زادگی اور نسلی شرافت و قومی تعصب کا روگ تو لگا ہی ہوا تھا، مگر یہ چھوت کی بیماری عیسائیوں کو بھی ان کا مقابلہ کرتے ہوئے لگ گئی یہ بھی یہود کے مقابلے میں اپنے گھر ہی نجات کا ڈھنڈورا پیٹنے لگے۔ عیسائی جب نہلے پر دہلا مار چکے تو حجاز میں ان کی زبانوں سے بھی اپنی نجات کے دعوے سُنے جانے لگے۔ اس موقع پر اہلِ ایمان کو چاہیے تھا کہ وہ بھی اپنی نجات کا دعویٰ کر بیٹھتے اور دوسرے تمام کو دوزخی قرار دیتے۔

مگر اللہ کے نبی کی موجودگی میں جس جماعت کی تشکیل ہو رہی تھی اسے اس بیماری سے چوکنا رہنے کی ہدایت کی گئی اور ساتھ ہی ساتھ یہود و نصاریٰ کے اس خیالی پلاؤ کا نمک نکال دیا گیا۔ اور نجاتِ اُخروی و داخلہ جنت کا ایسا صحیح قانون بھی بتا دیا گیا جسے رہتی دُنیا تک چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ جنت میں تو وہ سبھی لوگ داخل ہوں گے جو اپنی گردن خدا کے آگے جھکا چکے ہوں گے اور اپنی عملی زندگی میں نیکوکار رہوں گے۔ پھر چاہے وہ کسی بھی نسل، رنگ اور وطن سے تعلق رکھتے ہوں یا دنیا کی نظروں میں نہایت ہی ذلیل و بے وقعت ہی کیوں نہ سمجھے جاتے ہوں۔ اس کے مدِ مقابل جن کی گردن خدا کے آگے نہیں جھکتی وہ آگ کی چھریوں سے ابدالآباد تک ذبح کیے جاتے رہیں گے۔ جنت میں مفت کا داخلہ لینے کہاں چلے ہو؟۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خیالی آرزوؤں اور تمناؤں سے کچھ بھی ہونے والا نہیں ہے، اس لیے اے ایمان والو! تم تو خدا کے سامنے اپنی گردن ڈال ہی دو۔ پھر تمہیں جنت کے دعوے نہیں کرنے ہیں بلکہ یہ مقام تو تمہیں قانونِ خداوندی کے تحت مل ہی جائیگا یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ فرمایا گیا ہے۔ ہم نے اس کا ترجمہ "گردن ڈالنا" کیا ہے۔ دینِ اسلام کی صحیح تعریف یہی ہے کہ آدمی خدا کے سامنے اپنا سر جھکا دے تو مسلم ہوا اور اسلام لے آیا، ایسا مانا جائے گا پھر بعد کی منزل میں اسے اعمالِ صالحہ کی ذمے داری اللہ کی طرف سے دی گئی ہے۔

اس آیت کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں میں آپسی گروہ بندیاں اور نجات کی دعوے داری ہماری سمجھ میں نہیں آتی۔ بھلے آدمی! تم تو خدا کی کتاب کے حامل ہو اور تمہاری وساطت سے اہلِ عالم کو صحیح طریقۂ زندگی دیا گیا۔ پھر یہ عجیب سی حرکت تمہارے اندر بھی ہوتی آرہی ہے کہ ہر گروہ دوسرے گروہ کو دوزخی قرار دیتا ہے، اور اپنی نجات کا پروانہ خود اپنے ہاتھ میں لیے پھرتا ہے۔

سچ ہے کہ یہود کی یہ خصلت اگر ہم اپنے اندر پیدا کر لیں گے تو اعمالِ صالحہ سے ذہن وجسم کو ایسی تکان محسوس ہوگی، جیسے ان یہود ونصاریٰ کو ہو چکی ہے۔ پھر آدمی بس خالی خولی تمنا اور آرزو لیے بیٹھا رہے گا کہ میری

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نجات اور جنت میں میرا داخل ہونا یقینی ہے، مگر یہ نہیں جانتا کہ مرنے کے بعد اگر ایمان اور حسنِ عمل ساتھ نہ ہوں گے تو زنجیروں میں جکڑ کر وہیں لے جایا جائے گا، جہاں خدا کے نافرمانوں کو ایک دن پہنچنا ہے۔ اللہ محفوظ رکھے اور ہم سب کو ایمان اور حسنِ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود و نصاریٰ کے اختلاف میں ہمارا مقام!

وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۖ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلٰى شَيْءٍ ۙ وَّهُمْ يَتْلُونَ الْكِتٰبَ ۗ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ ۚ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ○ (۲ ۔ البقرہ ۱۱۳ ۔)

"یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی کسی راہ پر نہیں اور عیسائی کہتے ہیں کہ یہود کے پاس کچھ نہیں ۔ اور یہ دونوں فرقے کتاب بھی پڑھتے ہیں ۔ اور اسی طرح سے وہ لوگ بھی اپنی بڑائی ہانکتے ہیں جنہیں کچھ بھی علم نہیں ہے ان تمام ٹولیوں کے درمیان اختلاف کا فیصلہ اللہ تعالیٰ قیامت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے دن فرمائے گا۔"

اِن آیات میں تین فرقوں کا بیان ہے جو ایک دوسرے کو غلط قرار دیتے تھے۔ ایک یہود، دوسرے عیسائی۔ یہ دونوں فرقے اہلِ کتاب تھے، بالترتیب ایک توریت کے حامل تو دوسرے انجیل کے، ایک تیسرا گروہ اُن تمام لوگوں پر مشتمل بنایا گیا جن کے پاس کتاب کا علم تو تھا نہیں بلکہ یونہی بے پر کی دینداری ہانکتے تھے، آج بھی مسلمانوں کو چھوڑ کر مذاہب عالم کا تجزیہ کیا جائے تو یہی تین گروہ بنتے نظر آتے ہیں۔

یہ تیسرا گروہ جس کے پاس علم نہیں ہے، سرے سے خارج از بحث ہے رہے یہود و نصاریٰ، تو بنیادی طور پر قرآن کے نزدیک یہ غلط نہیں تھے بلکہ یہودیت اور نصرانیت کو ان لوگوں نے جس طرح سے مذہبی جتھے بندی کا قلعہ بناکر ایک دوسرے پر وار کیے، اسے غلط قرار دیا گیا اور انہیں اسی دینِ حنیف کی دعوت دی گئی جس سے اعراض کر کے یہ دونوں گروہ وجود میں آئے تھے، اصل جڑ تو ملتِ ابراہیمیؑ ہے یہودیت و نصرانیت تو بعد کی پیداوار ہیں۔

جب توریت کے احکامات میں ہیر پھیر کر دی گئی تو یہودیت وجود میں آئی، اور اس ہیرا پھیری کی اصلاح کے لیے سیدنا مسیح علیہ السلام بھیجے گئے، تاکہ یہودی بن جانے والوں کو از سرِ نو دینِ ابراہیمؑ پر قائم کر کے مسلم حنیف بنایا جاسکے۔ حضرت مسیحؑ نے انجیلِ مقدس خدا کی طرف سے پیش

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی اور آپ کی دعوت پر جو جماعت تشکیل پائی وہ بھی جماعت المسلمین ہی تھی۔ مگر ان میں جب بگاڑ آیا تو دعوتِ مسیحؑ کے مخاطب مسلم نہ ہو کر صرف نصاریٰ بن کر رہ گئے، یہی دونوں بگڑے ہوئے گروہ جب آپس میں مدِّ مقابل ہوئے تو ایک دوسرے کی مذہبی بنیادوں تک کی بے حرمتی کرنے پر آمادہ ہو گئے، اور انہیں کی آپسی مارا ماری اور تشدد سے دینِ ابراہیمی مجروح ہوتا رہا۔ لیکن جب عیسوی سنہ ۶۱۰ سے ۶۳۳ سنہ تک تنزیل قرآن پاک پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی تو اس کتابِ الٰہی کے خطوط پر جو جماعت حقّہ وجود میں آئی وہ نہ یہودی تھی نہ نصرانی تھی، نہ موسیٰؑ کی منکر تھی، نہ عیسیٰؑ کی منکر تھی، نہ توریت کو رد کرتی تھی اور نہ انجیل کا انکار کرتی تھی، بلکہ تمام انبیاء و مرسلین اور تمام کتبِ آسمانی کو اللہ کی کتاب تسلیم کر کے پھر اسی ملتِ ابراہیم پر قائم ہوئی جیسے مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ کہا گیا۔

ایک یہودی حضرتِ عیسیٰ مسیح علیہ السلام کا انکار کر کے بھی یہودی بنا رہے گا، لیکن اگر اسی قسم کی ذرا سی بھی کوئی حرکت کسی مسلم نے کی تو باوجودیکہ وہ قرآن اور صاحبِ قرآن جناب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لاکھ مانتا ہو، شریعتِ اسلامی اسے کبھی مسلمان تسلیم نہیں کرے گی۔ یہ اس لیے کہ اللہ کے کسی نبی کی تکذیب کے بعد آدمی کا ایمان ہمارے دین میں تسلیم نہیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کیا جا سکتا۔ ہمیں تو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ، مسلمان وہ ہے جو خدا کے پیغمبروں کے درمیان تفریق نہیں کرے گا اور سب کو مانے گا۔ البتہ عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کے بعد انہیں خدا کا بیٹا قرار دیا اور بہت سی کفریہ بدعات ایجاد کر لیں ان کی تکذیب ہم ضرور کرتے ہیں۔ خدا کو ہم بیوی بچے، خاندان و سسرال والا نہیں مانتے۔ اس طرح کی گستاخی کو ہم نے رب کائنات کے لیے کبھی برداشت نہیں کیا اور نہ کریں گے۔

اسی طرح سے عیسائی یہودیوں کو بے بنیاد کہہ کر اور قرآن و حضورِ اکرمؐ کی نبوت کا انکار کر کے بھی عیسائی رہ سکتے ہیں۔ لیکن مسلمان نہ تو توریت کا انکار کر سکتا ہے اور نہ حضرت موسیٰؑ کی نبوّت کا اسی طرح انجیل اور حضرت عیسیٰؑ کے انکاری ہونے پر اس کی اسلامیت بھی باقی نہیں رہ سکتی۔ ہاں یہ بات دوسری ہے کہ فی زمانہ توریت و انجیل جو یہود و نصاریٰ کے پاس ہے، جس میں خدا کے کلام کے ساتھ ان کی اپنی تاریخی و دیگر حکایات بھی شامل ہیں، ہم ان پر عمل پیرا نہیں ہو سکتے
اس حقیقت سے یہود و نصاریٰ کو بھی انکار نہیں ہے کہ ان کی دونوں کتبِ مقدسہ میں کمی و بیشی، نیز ان کی قومی تاریخ، علوم فلسفہ، تذکرۂ سلاطین و مبلغین بھی اصل کلامِ الٰہی کے ساتھ شامل کر دیئے گئے ہیں،

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور بہت سی چیزیں حسبِ منشاء نکال ڈالی گئی ہیں۔ اسی بناء پر ہم توریت وانجیل کو غیر محرف شدہ نہیں کہہ سکتے، بلکہ ہمیں یقین ہے کہ ان میں اصل کلامِ الٰہی اب بھی شامل ہے۔

سوال ان کتابوں کو رد کرنے کا نہیں، اور نہ ہی عیسیٰؑ و موسیٰؑ کو رد کرنے کا ہے بلکہ ان شکلوں کا ہے جو بعد میں ردّ و بدل کر کے وجود میں لائی گئیں۔

اِس بحث کو تسلیم کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنی اصل حیثیت کی طرف لوٹیں اور اسی دینِ حق کو قبول کریں جو ان کا اپنا دین ہے۔ یعنی ملّتِ ابراہیمی۔ اس دین کو قبول کرنے والا اگر یہودی ہے تو وہ موسیٰؑ کو بھی یہیں پائے گا، عیسائی ہے تو عیسیٰؑ کو بھی پالے گا۔ یہاں سب کی تصدیق ہے کسی کی تکذیب روا نہیں ہے۔ جسے اصل پر آنا ہے وہ آئے اور اللہ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہے، ورنہ انتظار کرے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ فرمادے کہ حق کیا ہے اور باطل کیا تھا؟

تیسرا طبقہ جو علمِ کتاب نہیں رکھتا اس سے تو بحث ہی فضول ہے۔ سوال تو پہلے اہلِ کتاب کے ایک ہونے کا ہے۔ اِس ضمن میں یہ بتا دینا بھی مناسب ہوگا کہ ہم نے یہود و نصاریٰ سے کبھی بھی بغض و کینہ نہیں رکھا۔ بلکہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہ یہود جب ٹھکانے کے یہود تھے اور یہ عیسائی کسی درجہ میں بھی اپنے دین پر قائم تھے، تب ان کی لڑکیوں کو رشتۂ نکاح میں باندھنے کی اجازت بھی ہمیں تھی، گو پھر وہ دوسرے غیر اہلِ کتاب کی مانند ہونے لگے تو ان باتوں کا سوال ہی کیا باقی رہتا ہے۔ ہماری غیر متعصب ہونیکی اس دلیل سے عیاں ہے کہ قرآن اور خدا کے آخری نبیؐ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیت، نصرانیت اور اصل دین "ملت ابراہیم" کے فاصلے کم کیے اور انہیں اصل کی طرف دعوت دے کر وہ کارنامہ انجام دیا ہے جو مذاہبِ عالم کی صدارت کرنے والی ہستی کے شایاں شان ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کی حمایت میں

قرآن کا ایک بیان

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰہِ
اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا
اُولٰٓئِکَ مَا کَانَ لَهُمْ اَنْ یَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا
خَآئِفِیْنَ ۵ لَهُمْ فِی الدُّنْیَا خِزْیٌ وَّلَهُمْ
فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ (۲- البقرہ ۱۱۴)

"اُس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی مسجدوں میں اس کا نام لینے سے منع کیا اور مسجدیں اجاڑنے کے لیے دوڑا ہو، ایسے لوگوں کو حق نہیں پہنچتا کہ اس میں داخل ہوں مگر ڈرتے ہوئے۔ ان لوگوں کو دُنیا میں بھی ذلت ملے گی اور آخرت میں بھی بہت بڑا عذاب۔"

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ہم حضرت شاہ عبد القادر صاحب محدث

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا حاشیہ " موضح القرآن" سے جوں کا توں ذیل میں درج کرتے ہیں تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔ حضرت فرماتے ہیں:۔

" نصاریٰ اپنے آپ کو منصف جانتے تھے اور یہود کو ظالم کہ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ سے دشمنی کی اور ہم نے ان کو مانا۔ اللہ فرماتا ہے کہ جب نصاریٰ نے غلبہ پایا تو مسجد بیت المقدس کو ویران کیا۔ اور یہود کی مسجدیں اجاڑیں یہود کی ضد سے، یہ کیا انصاف ہے کہ آدمیوں کی ضد سے اللہ کی مسجدیں ویران کریں؟ اور فرماتا ہے کہ یہ بھی لائق نہیں کہ یہ لوگ اس ملک میں حاکم بنکر رہیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے وہ ملکِ شام مسلمانوں کے ہاتھ لگایا۔"

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے کسی مخلوق کا نہیں۔ اسی لیے دوست و دشمن سب کے ساتھ انصاف کرتا ہے، یہود کی اب تک کی تاریخ جو قرآن نے بیان کی ہے اسے دیکھتے ہوئے یہود کی طرف داری کوئی آدمی نہیں کر سکتا، یہاں تو یہود کے دشمن نصاریٰ کی خبر لی گئی ہے اور انہیں ان کے غلط کام پر ظالم کہا گیا، ورنہ دُنیا کی مکارانہ سیاست میں آج بھی دشمن کا دشمن دوست سمجھا جاتا ہے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی کچھ اور نکلا اور جی ہاں ایک اور دلیل ہاتھ آگئی کہ قرآن کا نازل کرنے والا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اظہار ناراضگی کے وقت بنی آدم کی طرح تعصب نہیں رکھتا ورنہ اپنے دشمن کے دشمن کو اس کے ظلم پر متنبہ کرنا، اور اپنے دشمن کے مخالف کو بجائے دوست بنانے کے ناحق فعل پر اسے قابلِ ملامت قرار دینا کسی مفاد پرست شخصیت کا کام نہیں۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ ربُّ العالمین کی شانِ عدل بھی کیا خوب ہے۔

سلاطینِ روم کے عروج کا زمانہ تھا۔ انہیں میں ایک ٹائیٹس (TITUS) نامی بادشاہ بیت المقدس پر حملہ آور ہوا۔ اور نہ صرف بیت المقدس میں یہود کے عبادت خانے اُجاڑے بلکہ خوب توڑ پھوڑ کی اور توراۃ تک کو جلا ڈالا، اور اپنے دورِ اقتدار میں مسجدِ بیت المقدس میں آنے اور خدا کی عبادت سے یہودیوں کو روک دیا۔ نزولِ قرآن کے ایام میں اس واقعہ کی تذکیر سے یہود کو بڑی سبکی ہوتی" جب مسیحی انہیں منہ چڑاتے اور اس واقعہ کو خود اپنی بڑائی اور طاقت کا سبب بتاتے، حالانکہ رومی سلطنت کے اس فعلِ خبیثہ سے عیسائیوں کو خوش ہونے کی کوئی شرعی وجہ نہیں تھی، لیکن محض یہود کی ضد سے وہ تالیاں پیٹ کر مسرت کا اظہار کرتے۔ قرآن نے انہی واقعات کو یاد دلا کر انھیں شرم دلائی اور ظالم کہا ہے۔

ایسے موقع پر مسیحی عوام کو اپنی طرف راغب کر کے یہود کو مزید احساسِ کمتری کا شکار بنایا جا سکتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہود کی طرفداری

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی بلکہ ان کے خلاف پرچار کرنے والے عیسائیوں کو کہہ دیا کہ تمہیں بیت المقدس میں حاکم و متولی ہو کر داخلے کا حق ہی کب تھا؟ تمہیں اور ایسے تمام لوگوں کو جو اللہ کے گھر کی بے ادبی اپنے دورِ اقتدار میں کر چکے ہوں، ڈرتے ڈرتے مسجد میں عبادت کر کے چپ چاپ چلتے بننا چاہیے۔ تولیت اور حاکمیت کیسی؟ ان کے اقتدار اور تولیت کے حقوق کو ساقط قرار دے کر انہیں بھی اللہ کے گھر میں ذکر اللہ کی اجازت دیدی اسے کہتے ہیں کھرا کھرا انصاف کہ کہیں بھی ظاہر تو کیا مخفی اشارہ تک عدل کے خلاف نہ مل پایا، یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ اقتدار اور تولیتِ مسجدِ اقصیٰ میں کبھی بھی یہود و نصاریٰ کو اس عبادت گاہ میں آنے سے نہیں روکا۔

یہ سطور ۱۹۶۹ء میں لکھی جا رہی ہیں، جون ۱۹۶۷ء میں یہود نے حملہ آور ہو کر رومی شہنشاہ ٹائٹس (TITUS) سے بھی پچاس گُنا زیادہ ظالم بن کر بیت المقدس پر غاصبانہ قبضہ جما لیا، اس ظلم کو سو گنا کرنے کے لیے اگست ۱۹۶۹ء میں مسجدِ اقصیٰ میں آگ لگا دی ـــ توبہ توبہ کیسی نمک حرامی کی اس ظالم قوم نے اپنے خدا کے مقابل کہ اس کی عبادت گاہ کا بھی کوئی پاس و ادب نہ رکھا، اور مسلمانوں کی ضد میں اپنی ناک بھی کٹوالی، آخر یہود کا تعلق بھی مسجدِ اقصیٰ سے تھا ہی، مگر رومیوں کی پیروی میں اور آج کے دورِ الحاد میں یہ بات انہیں کہاں یاد رہی ہو گی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہی بیت المقدس ہے کہ خلافتِ راشدہ کے زمانے میں خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہاں کے پادریوں نے خود ہی دعوت دی اور اس قبلۂ اوّل کی کنجیاں خلیفۂ ثانی کے حوالے کر دیں تاکہ مسلمان اپنی ایمانی اخلاقی و مادی طاقت کے ذریعہ اس مقدس مقام کی حفاظت کریں اور ملّتِ ابراہیمی کی دونوں شاخوں یعنی یہود و عیسائی اور خود ملتِ ابراہیمی کے محافظ مسلمانوں کے لیے یکساں طور پر اس کے دروازے کھول دیں، مسلمانوں نے مسجدِ اقصیٰ کو عام شہروں کی طرح قوتِ بازو سے نہیں لیا بلکہ وقت کی یہودیت و نصرانیت نے تاریخ میں پہلی بار ایک عمدہ فیصلہ کر کے اس مسجد کی عظمت کے پیشِ نظر اس کے حقیقی متولّی کو دعوت دے کر اس کے حوالے کر دیا تب سے یہ مسجد نصاریٰ و یہود اور مسلمانوں کی مشترکہ عبادت گاہ بنی رہی۔ اور مسلمان اپنی آنکھوں کی پلکوں سے معراجِ نبویؐ کے نقوش کی جاروب کشی کرتے رہے۔

اس کے بعد مسلمانوں کا زوال شروع ہوا، اور صلیبی فاتحوں نے جب اس مقام پر قبضہ کیا تو پھر یہود اور مسلمانوں کے آثار مٹانے کی ناپاک کوشش کی، لیکن صلاح الدین ایوبی نے ان ظالموں کی سرکوبی کی اور تب سے جون ۱۹۶۷ء تک یہ متبرک مقام برابر مسلمانوں کے ہاتھ میں رہا۔ اس دور میں تمام یہود و نصاریٰ کو یہ حقوق حاصل تھے کہ وہ اس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مقامِ مقدس کی زیارت کو آئیں اور اپنے اپنے طریقے پر خدا کا نام لیں لیکن
جون ۱۹۶۷ء میں جب یہودیوں کا قبضہ ہوا تو باہر سے کسی مسلمان اور عیسائی
کو انھوں نے اس متقدس مقام پر عبادت کے لیے آنے نہیں دیا۔ تاریخ اپنے
آپ کو ضرور دہرائے گی۔ یہود اس مقام پر قابض نہ رہ سکیں گے، انشاء اللہ
تعالیٰ جب ہم مسلمان اپنے رب سے ان گناہوں کو معاف کرا چکے ہوں گے
جس کے سبب قبلۂ اوّل ہم سے چھین لیا گیا، تب پھر یہود کا قبضہ اس مقام
پر نہیں رہ سکے گا۔ اس میں کسی طرح کا کوئی شک و شبہ کسی مومن کو ہرگز نہیں۔

اے امّتِ محمدیہؐ تم بھی اس آیت کی روشنی میں اپنا رویہ متعین کر لو کہ
آپسی مارا ماری میں مسلک کے اختلاف کے سبب کسی شیعہ و سنّی، کسی وہابی
و مقلّد، کسی بریلوی و دیوبندی کو خدا کے گھر میں عبادت کرنے سے منع
نہ کروگے۔ تم اس رحمۃ للعٰلمین کی امت ہو جو نجران کی عیسائی جمہوریت
کے وفد کو بطور مہمان کاشانۂ نبوّت میں جگہ دیتا ہے۔ اور جب ان عیسائیوں
کی نماز کا وقت آتا ہے تو انہیں مسجد نبویؐ میں خدا کی عبادت کے لیے اجازت
دیدیتا ہے۔ اسی نبیؐ کے ماننے والے ہو کر کسی کلمہ گو کو خدا کی عبادت کرنے
سے ہرگز نہ روکو آج اپنی مساجد کے دروازے ہر فرقے کے مسلمانوں کے لیے
کھول دو۔ خدا تمہارا بھی سینہ کشادہ کر دے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ملّتِ یہود کے عزائم

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى
تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ
وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآءَكَ
مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِىٍّ
وَّلَا نَصِيْرٍ ۝ (۲- البقرہ ۱۲۰-)

"تم سے یہودی کبھی راضی نہ ہوں گے اور نہ نصرانی ہی خوش ہوں گے اس وقت تک جب تک تم ان کی ملّت کی پیروی نہ اختیار کرلو۔ صاف کہدو کہ ہدایت کا راستہ وہی ہے جو اللہ نے بتایا ہے۔ اور اگر اے نبیؐ تم علم آجانے کے بعد ان کی خواہشات کا اتباع کروگے تو خدا کی گرفت کے مقابلے میں تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔"

یہود کا تصورِ دین اتنا متعصب تھا کہ جب تک کوئی ان کی ملّتِ یہود

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی پیروی نہ کرے تب تک وہ غیر یہود سے راضی نہ ہو سکتے تھے۔ اس کی جوابی و منطقی کارروائی نصاریٰ کی طرف سے بھی ویسی ہی کی گئی کہ جب تک کوئی ان کی ملّت کی اتباع نہ کرے وہ خوش نہیں ہو سکتے۔ ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ یہودیت اور نصرانیت دراصل ملّتِ ابراہیمی میں بگاڑ کے نشانات تھے فی الواقع یہ کوئی مذہب نہیں رہ گئے تھے بلکہ توریت اور انجیل کے احکامات کو پسِ پشت ڈال کر ٹولی بازی سے یہ گروہ وجود میں آئے۔

یہاں نبی آخر الزماں صلعم سے کہا گیا کہ یہود و نصاریٰ کا برسرِ حق ہونے کا دعویٰ ہمارے نزدیک سرے سے ناقابلِ سماعت ہے، اس لیے ان کی رضا طلبی کی کوئی کوشش آپ صلعم کریں گے تو ایک طرف تو ہم ناراض ہوں گے دوسری طرف یہ بھی آپ سے خوش نہ ہوں گے۔ بلکہ انہیں راضی کرنے کے لیے تو آپ صلعم کو خدا کی راہِ ہدایت چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کی ملت اختیار کرنی ہوگی۔ اور یہ آپ کی شانِ رسالت کے قطعاً خلاف ہے۔

اس حکم سے یہ مطلب ہرگز نہیں نکلتا کہ حضور صلعم ان کی رضا جوئی کے لیے کچھ مداہنت برتنا چاہتے ہوں گے، بلکہ حقیقت دراصل یہ تھی کہ عام مسلمانوں کو نبی صلعم سے خطاب کرتے ہوئے یہ حکم دیا گیا کہ تم ان یہود و نصاریٰ کو راضی کرنے کی فکر چھوڑ دو۔ جب تک تم بھی انہیں کی طرح خدا کے دین میں اضطراب و شک میں پڑ کر بے راہ نہ ہو جاؤ گے تب تک وہ تم سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

راضی نہیں ہو سکتے۔ اس لیے انہیں تو ان کے حال پر چھوڑ کر اُس راہِ ہدایت پر چل پڑو جو اللہ نے تم پر واضح فرما دی ہے۔ ورنہ یاد رکھو کہ خدا کو ناراض کر کے تم کسی اور ولی و ناصر کا سہارا لے کر اس کے غضب سے محفوظ نہ رہ سکو گے۔

دینِ ابراہیمی کے جسدِ ملّی میں جو بیماری بنی اسرائیل کے دورِ امامت میں ان کی جاہلیت کی وجہ سے لگ چکی ہے وہ بذاتِ خود یہودیت ہے۔ یہودیت کوئی مذہب نہ ہو کر صرف ملتِ ابراہیمی کے مرض کا پتہ بتانیوالی ایک علامت تھی، جس طرح جسم کی اندرونی خرابی کا پتہ دینے کے لیے جلد کی سطح پر پھوڑے ابھر آتے ہیں انہیں جسم کی اصل نہیں قرار دیا جا سکتا۔ ٹھیک یہی حیثیت نصرانیت کی ہے کہ خدا کا ایک مقدس نبیؑ خدا کا بیٹا بنا دیا گیا اور حضرت مسیحؑ کی والدہ محترمہ صدیقہ حضرت مریمؑ کے متعلق عقائد میں غلو کر کے نصرانیت کا ظہور ہوا تو یہ کوئی مذہب یا ملت کا ظہور یا عروج نہیں تھا بلکہ ملتِ ابراہیمی کے اساسی اور بنیادی عقائد کی چوکھٹ میں کیل ٹھونکی گئی۔ اس کیل کو ملت کیسے کہا جا سکتا ہے؟ پھر یہ لوگ اپنے آپ کو ملتِ ابراہیمی کا جز بتاتے تب بھی بات کچھ ٹھکانے کی ہوتی۔ یہاں تو دعویٰ ہی از خود ملت ہونے کا ہے اور وہ بھی ملّتِ واحدہ نہیں بلکہ دو دو ملّتوں کا ہے جو کسی طرح بھی انصاف کی عدالت میں تسلیم نہیں کیا جا سکتا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پھر اس مریضانہ طرزِ فکر کے حامل یہود اور نصاریٰ کی رضا جوئی کے لیے ہم اپنی کسی ملی اساس میں تبدیلی کو کیوں گوارا کریں؟ جو حق اور ہدایت کی راہ ہمارے رب نے بتائی ہے اس پر چل کر رب العالمین کے حضور پہنچ جائیں۔ چاہے یہود و نصاریٰ ہمارے ساتھ چلیں یا نہ چلیں اس کی پرواہ ہمیں مطلق نہیں کرنی چاہیے۔ یہی کچھ اشارات اس آیت کے شانِ نزول کے اسباب میں بتائے گئے ہیں۔

ہمارے دینی و سیاسی زوال میں بڑا دخل اس بات کا بھی ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سو سال کی مدت میں یہود و نصاریٰ کی تہذیب و تمدن، معاشرت معیشت و سیاست سے ہم مرعوب ہی نہیں رہے بلکہ ان بگڑی ہوئی ملتوں کی نقالی سے بہروپیے بن گئے اور اہلِ مغرب کی پیروی سے اپنی اسلامیت کا جوہر بھی کھو بیٹھے۔ آج مشرقِ وسطیٰ میں شکست اسلام کو نہیں ہوئی بلکہ یہود و نصاریٰ کی نقل کرنے والی اُمتِ مسلمہ کو گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ جبکہ اسلام اور خالص اسلام ابھی میدان میں اتارا جانا باقی ہے۔

خدا کرے فرزندانِ توحید اب ہر معاملہ میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت چھوڑ دیں اور جو کچھ کریں، خدا اور اس کے رسول ؐ کے حکم کے ماتحت کریں اور صرف اپنے قدموں پر کھڑے ہو جائیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وعدۂ امامت

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ○

(۲- البقرہ - ۱۲۴)

"جب آزمایا ابراہیمؑ کو اس کے رب نے بہت سی باتوں میں پھر وہ ان تمام آزمائشوں میں پورا اُتر گیا۔ تب اللہ نے فرمایا کہ میں تجھ کو لوگوں کا امام بنادوں گا۔ ابراہیمؑ عرض کرنے لگے کہ کیا یہ وعدہ میری اولاد سے بھی ہے؟ رب نے فرمایا کہ میرا وعدہ ظالموں کے لیے نہیں ہے۔"

بنی اسرائیل اس پر بہت مغرور تھے کہ وہ اولادِ ابراہیم ہیں اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ نبوّت و امامت ابراہیم کی اولاد میں رہے گی اللہ تعالیٰ نے ان کے غرور کا سر نیچا کر دیا۔ اور منصب امامت سے متعلق وعدے کا تذکرہ کرتے ہوئے صاف صاف فرما دیا کہ ابراہیمؑ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے اس سوال پر ہم نے اسی وقت فرما دیا تھا کہ تمہاری اولادمیں ان لوگوں سے میرا وعدہ ہے جو ظالم نہیں ہوں گے۔

قرآن مجید میں ظالم اور ظلم کے متعلق بہت کچھ ارشادات ہیں۔ اگر انہیں ایک جگہ جمع کر کے بیک وقت تمام مقامات پر نظر ڈالی جائے تو جامع طور پر ایک بات نکھر کر سامنے آتی ہے۔ وہ یہ کہ شرک ہی سب سے بڑا ظلم ہے۔

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ

"بے شک شرک ہی سب سے بڑا ظلم ہے۔"

ملّتِ ابراہیمؑ کے افراد جب توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ عقائد میں گرفتار ہوئے تو اُن کے جدِّ امجد سے کیا ہوا خدا کا وعدہ ایسے ناخلف لوگوں پر بھلا کیسے پورا ہو سکتا ہے، بلکہ ایسے لوگوں کو امامت و پیشوائی، سرداری و سیادت پر باقی رکھنے کا بھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

باقاعدہ طور پر جب اللہ تعالیٰ نے یہود کو منصب امامت سے ہٹا کر امّتِ مسلمہ کو اس منصب پر قائم فرمایا تو فتح و نصرت کے وعدے بھی اب اسی کے لیے ہیں۔

لیکن ــــــ جب ہم بھی اپنے اصل مشن کو چھوڑ کر غیر دینی حرکتیں کرنے لگے تو خدا کی نصرت کا ہاتھ ہم سے اُٹھ گیا۔ خدائی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وعدے شرطوں کے ساتھ پورے ہوتے ہیں۔ جب ان شرطوں کو یہود نے پورا نہ کیا تو ان کی چودھراہٹ کے خاتمے کا اعلانِ خداوندی ہو گیا۔

اب اِس دور میں ہمارا بھی یہی حال ہے۔ ہمارے رب نے اور ہمارے رسول ؐ نے ہم سے جو وعدے کیے ہیں وہ اسی وقت پورے ہوں گے جب ہم ظلمِ عظیم کو ترک کرنے کی ٹھان لیں گے۔

اے اللہ! تو امتِ مسلمہ کے حال پر توجہ فرما۔ تو ہی سب سے بڑا توجہ فرمانے والا ہے۔ آمین۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

معمارِ کعبہ اور اُمّتِ مسلمہ

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ
وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ
لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ
وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ج اِنَّكَ اَنْتَ
التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ○ (۲- البقرة ۱۲۷- ۱۲۸)

" اور یاد کرو اس وقت کو جب اُٹھا رہے تھے ابراہیم دیواریں خانۂ کعبہ کی اور اسماعیلؑ بھی تو یہ دعا کرتے جاتے تھے کہ اے ہمارے رب! ہماری اس کوشش کو قبول فرما۔ بلاشبہ تو ہی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔ اے ہمارے رب ہم دونوں کو تیرا مسلم بنا دے۔ اور ہماری اولاد میں بھی ایک امّتِ مسلمہ تیرے کام کے لیے کھڑی کر دے، اور تیری بندگی ہم کس طرح انجام دیں اس کا بھی طریقہ ہمیں بتلا دے۔ اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہمارے حال پر توجہ فرما۔ بے شک تو ہی توجہ فرمانے والا
اور مہربانی فرمانے والا ہے"۔

خدا پرستوں کا قبلہ اور توحید کا مظہر اعظم اللہ کا وہ گھر ہے جسے طوفانِ نوحؑ کے بعد پہلی بار حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ساتھ لے کر دورِ آدم سے رکھی رکھائی بنیادوں پر تعمیر کیا۔

کام میں تسلسل کسی ذہنی اور جسمانی تھکاوٹ کا دیر تک سبب نہ بن سکے۔ اس لیے مزدور جب کام کرتے ہیں تو اکثر زبان سے کچھ نہ کچھ کلمات ادا کرتے رہتے ہیں، اللہ کے گھر کے معمار اپنی زبان مبارک سے ربِّ کعبہ سے دعا گو ہیں کہ ہم دونوں کو مسلم بنا دے۔ اور ہماری اولاد میں ایک جماعت کو کھڑی کر جو امّتِ مسلمہ ہو۔

جب توحید کا دائرہ شخصی اور انفرادی سے جماعتی ہونے کا وقت آجائے تو ہماری اولاد کو اس کے لیے پسند فرما اور ہماری اس مسلمانی کو امّتِ مسلمہ کی غیر متزلزل بنیادوں پر تیرے لیے اور محض تیرے لیے کھڑی کر دے۔

دعاءِ ابراہیمؑ میں لفظ "مسلمین" اور امّتِ مسلمہ کی تکرار سے واضح ہو گیا کہ حضرت ابراہیم کا مشن یہودیت اور نصرانیت نہیں تھا بلکہ اسلام اور خالص اسلام تھا۔

مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

المُسلِمِین ۵

(۲۲- الحج ۷۸)

"تم اپنے باپ ابراہیمؑ کی ملت پر قائم رہو اور اسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے"

مسلم نام ہے ہر اس شخص کا جو رب العالمین کے سامنے گردن ڈال دے اور طائع فرمانی کا رویّہ اختیار کرے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے لیے بھی دعا کی کہ مجھے مسلم بنا دے اور تمام اہلِ توحید کے لیے اس نام کو دُنیا میں جاری اور ساری کر دیا۔

یاد رہے کہ کسی بھی نبی کے ابتدائی پیروکار ہمیشہ سے کتب سماویہ میں مسلم ہی کہلائے۔ مگر آگے جب ان کی اسلامیت میں بگاڑ آیا تو پھر ہر ایک نے اپنے باپ کا رکھا ہوا نام بدل کر الگ الگ نام سے جماعت سازی شروع کر دی اور ملّت اسلامی سے اپنا رشتہ کاٹ کر کوئی یہودی ہوا کوئی نصرانی۔ کوئی مجوسی ہوا کوئی صابی۔ اور کچھ نہ ہو سکا تو پھر احمقانہ مذہبی چکر میں مشرک ضرور ہو گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دعائے خلیلؑ کا ظہور اور بعثتِ محمدیؐ

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ
آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ
وَيُزَكِّيهِمْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

(۲۔ البقرۃ ۱۲۹)

"اے ہمارے پروردگار اُٹھا کھڑا کر (بھیج) ان میں سے ایک رسول ایسا جو انھیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب و دانائی کی تعلیم دے اور انھیں صاف ستھرا کر دیوے۔ یقیناً تو بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔"

اس آیتِ کریمہ میں حضرت ابراہیمؑ کی ایک خاص الخاص دعا کا تذکرہ ہے۔ الفاظ کو سرسری طور پر پڑھنے والا بھی سمجھ لے گا ایک عظیم اور صاحبِ کتاب و حکمت نبی کی بعثت میری اولاد میں ہو" یہ تمنا لے کر خدا کا خلیل بارگاہِ ربّ العزّت میں ہاتھ پھیلا کر دعا گو ہے۔ اس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دُعا کو آنجنابؑ کی دوسری دُعاؤں کی طرح ربِّ اکبر نے شرفِ قبولیت بخشا۔ البتہ ہر شئے کا ایک وقت مقرر ہے اللہ کے خلیلؑ کی یہ دعا ظاہری شکل میں اُس وقت سو فی صد ظہور میں آئی جب سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا میں تشریف آوری ہوئی۔ آپؑ ہی کی یہ دُعا تھی کہ نبی آخر الزماں میری اولاد میں ہوں، اور دُعائے خلیلؑ مستجاب ہو کر ظہورِ محمدیؐ میں متشکل ہوئی۔

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے صاحبزادوں میں حضرت اسماعیلؑ اور اسحاق علیہم السلام کو منصبِ نبوّت پر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تھا۔ دعوتِ توحید کا سلسلہ منتظم طور پر اپنی زندگی میں جاری فرما گئے۔ لیکن پھر بھی سلسلۂ انبیاء تو کبھی نہ کبھی موقوف ہونا ہی تھا اسی لیے دعا میں آخری نبیؐ کے ظہور اور بعثت کی درخواست کر دی کہ جب تمام نبیوں کا نبیؐ بھیجنا ہو تو یہ شرف بھی میری اولاد کو عطا کیا جائے۔

حدیثِ صحیح میں ارشادِ نبویؐ ہے کہ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دُعا کا ظہور ہوں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

کیا یہود کیا نصاریٰ سب ہی حضرت ابراہیمؑ کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور مسلمان بھی اپنا پیغمبر اور روحانی باپ و نیز خدا کا خلیل اور مسلم حنیف مانتے ہیں۔ آپ ہی کی دُعا کا جب ظہور ہوا تو تمام اہلِ کتاب پر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لازم تھا کہ وہ حضورؐ پر ایمان لے آتے۔ مگر جس کے نصیب میں لکھا تھا وہی ایمان کی بیش بہا دولت سے مالا مال ہوئے۔

کسی کو یہ اشکال ہو کہ ہم اس دعا کا ظہور حضرت محمدؐ کو ہی کیوں مانیں؟ تو ہم عرض کریں گے کہ خدا کے نبی تسلیم کرنے اور جانچنے کے جتنے بھی اصول اور طریقے ہو سکتے ہیں، تمام استعمال میں لانے کے بعد اور کتب سابقہ نیز عقل و فہم کی روشنی میں خوب اچھی طرح دیکھ بھال کر اگر کسی شخصیت کو خدا کا آخری نبی مانا جا سکتا ہے تو وہ صرف صاحب قرآن محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ہے یہود یا کسی اور بد نصیب کو ضد اور تعصب کی بنا پر حق بات گلے سے نہ اترتی ہو تو اس کا علاج ہمارے پاس نہیں۔ نصاریٰ کو بہت کچھ توفیق ملی اور آج بھی آپ سنتے پڑھتے آ رہے ہوں گے کہ فلاں عیسائی مسلمان ہو گیا۔ فلاں پادری یا انگریز نے اسلام قبول کر لیا۔ مگر شاید بہت کم سن پائے ہوں گے کہ فلاں یہودی نے اسلام قبول کر لیا۔ اور حضورؐ پر ایمان لے آیا۔

فَقَلِيلًا مَّا يُؤْمِنُونَ

"بہت ہی تھوڑے ہیں جو ایمان لائیں گے"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وصیتِ ابراہیمیؑ اور اسلام

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ
نَفْسَهٗ ؕ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ
فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ
لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰهٖمُ بَنِيْهِ
وَيَعْقُوْبُ ؕ يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ
فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ؕ

(۲-البقرة ۱۳۰ - ۱۳۱ - ۱۳۲)

"اور ابراہیمؑ کی ملت سے تو وہی پھر جائے گا جس نے اپنے آپ کو احمق بنا لیا ہو، بلاشبہ ہم نے ابراہیمؑ کو دنیا میں بھی منتخب فرمایا تھا اور آخرت میں تو نیک لوگوں میں ان کا بڑا اہم مقام ہوگا۔ یاد کرو وہ وقت جب ان

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے رب نے فرمایا کہ ابراہیمؑ تم مسلم ہو جاؤ (گردن ڈال دو) تو ابراہیمؑ سر جھکا کر عرض کرنے لگے کہ میں رب العالمین کے لیے مسلم ہو گیا اور یہی وصیّت کر گئے ابراہیمؑ اپنے بیٹوں کو۔ اور یعقوبؑ نے بھی اپنی اولاد سے یہی کہا کہ اے میرے بیٹو بے شک اللہ نے تمہارے لیے دینِ اسلام پسند فرمایا ہے۔ سو تم مسلمانی کے سوا کسی اور موت نہ مرنا!"

یہ تین آیات ملّتِ ابراہیمؑ کی حقیقت کو بے نقاب کر دینے میں ایک اہم ترین تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ دینِ اسلام کے معنی ہیں اللہ کے حکم پر سر جھکا دینا طاعت اختیار کرنا۔ کامل سپردگی اور فرماں برداری کے ساتھ گردن ڈال دینا۔ اسلام کی یہ تعریف اگر کسی کے گلے اتر جائے تو اسے یہ ماننا پڑے گا۔ کہ اصل دین صرف دینِ اسلام ہی ہے۔

ایک باپ اپنی اولاد سے، ایک آقا اپنے خادم سے یہی کچھ تو چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اور اس کے خادم اس کی فرماں برداری کریں۔ پھر خدا سے یہ بدگمانی کیسے کی جا سکتی ہے کہ وہ ایسے دین بھی پسند کر سکتا ہے جو اس کی نافرمانی اور بغاوت کی بنیاد پر قائم ہوں۔

اسلام کے معنی گوشت کھا لینے اور لنگی باندھ لینے یا کچھ خاص خاص

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

باتیں اپنا لینے سے واضح نہیں ہوسکتے۔ اسلام کی حقیقت تو اس وقت منظر عام پر آتی ہے جب اس کے ماننے والے خدا کے ہر حکم پر اپنا سر جھکا دیں۔ اور یہی کچھ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے رب کے حکم پر کر دکھایا۔ اب اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ کیا صرف ایک ہی دین دینِ حق ہو سکتا ہے اور دوسرے ادیان میں سچّائی کا عنصر موجود نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آج روئے زمین پر جتنے مذاہب و ادیان ہیں وہ سب ملّتِ ابراہیمی سے روگردانی کرنے کے بعد وجود میں آئے ہیں۔

یہی حال یہود کا بھی ہے۔ اسلام اور دینِ حنیف سے اجتماعی طور پر مرتد ہونے کے بعد انہیں جو دلچسپی اپنی یہودیت سے رہی وہ ملّتِ ابراہیمی سے ہرگز نہیں رہی۔ اس ارتداد کے باوجود دین کی بعض باتیں باقی رہتی ہی ہیں یہی وجہ ہے کہ سچائی اور حق کی بعض باتیں تمام مذاہب میں آپ کو مل جائیں گی۔ اور سچائی کی باتیں کسی مذہب میں پائے جانے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ وہ خود ایک دین ہے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ جڑ سے یہ شاخیں جب الگ ہو گئیں تو جڑ کے اثرات شاخوں میں کسی حد تک باقی رہے اور یہ جوہر ان کا اپنا نہیں تھا بلکہ اصل دینِ حق کا تھا جس سے یہ طویل مدّت ہوئی جدا ہو چکے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وصیّتِ یعقوبؑ اور اسلام

أَمْ كُنتُمْ شُهَدَآءَ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ
الْمَوْتُ ۙ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ
مِنۢ بَعْدِى ۖ قَالُوا۟ نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ
ءَابَآئِكَ إِبْرَٰهِـۧمَ وَإِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ
إِلَٰهًا وَٰحِدًا وَنَحْنُ لَهُۥ مُسْلِمُونَ ○

(۲- البقرہ ۱۳۳)

"بھلا کیا تم اُس وقت موجود تھے ۔جب یعقوبؑ کو موت آئی اور انھوں نے اپنے بیٹوں سے پوچھا کہ تم میرے بعد کس کی بندگی کروگے ۔وہ بولے ہم عبادت کریں گے آپ کے معبود کی جو آپ کے باپ ابراہیم، اسمٰعیل اور اسحاق سب کا معبود ہے ۔بس اسی ایک واحد معبود کی، اور ہم سب اس کے مسلم بنے رہیں گے ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت ابراہیمؑ اور یعقوبؑ کی مشترکہ وصیت کا بیان ابھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ یہاں خاص طور سے حضرت یعقوبؑ کی اس وصیت کا تذکرہ ہے۔ جو آپ نے بستر مرگ پر اپنے تمام بیٹوں کو اکٹھا پاکر ارشاد فرمائی۔ اسلاف پرستی کے مرض میں گرفتار لوگوں سے خطاب کا نہایت ہی بہترین اور موثر اسلوب اختیار فرماکر ان آیات میں یہود سے دریافت کیا گیا۔ کہ تم اس وقت موجود تھے؟ جب حضرت یعقوبؑ کو موت آئی، ظاہر ہے کہ یہ انداز بیان بزرگ زادوں کو چوکنا کرنے کے لیے ایک زبردست کان پھاڑ دینے والے دھماکے سے کم نہ تھا۔ نزول قرآن کے وقت کھری کھری بات ان کے سامنے رکھ دی گئی کہ تم اس وقت ہرگز موجود نہ تھے جب یعقوبؑ دنیا چھوڑ رہے تھے۔ اور اپنے بیٹوں سے تجدید معاہدہ کے طور پر سوال کر رہے تھے۔ کہ میرے بعد تم کس کی عبادت کروگے۔ اس وقت حضرت یعقوبؑ کے تمام بیٹوں میں چوتھے بیٹے یہودہ بھی موجود تھے۔ اور سب کے سب ایک خدائے واحد کی عبادت اور اسلام پر قائم رہنے کا وعدہ اپنے باپ سے کر چکے تھے۔ سچے بزرگ زادے اور اسلاف کے پیرو کار ہو تو اسلام پر قائم رہو۔ غیر اسلام کو چھوڑو۔ یہودیت کی وصیت تمہارے باپ نے ہرگز نہ کی بلکہ تمہارے بزرگ نے اسلام پر قائم رہنے کا وعدہ تمہارے اسلاف سے لیا تھا۔ وصیت کرتے وقت حضرت یعقوب کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بارہ بیٹے اُن کے پاس موجود تھے۔ توریت میں حضرت یعقوب کے بیٹوں کے نام اس طرح بتلائے گئے ہیں۔

"روبن۱۔ شمعون۲۔ لاوی۳۔ یہودہ۴۔ اشکار۵۔ زبلون۶
یوسف۷۔ بن یامین۸۔ دان۹۔ نفتالی۱۰۔ جد۱۱۔ آشر۱۲"

(پیدائش باب ۳۵۔ آیت ۲۴-۲۶)

یہاں ایک بات کا خلاصہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا ایک اور نام اسرائیل ہے۔ آنجناب کی شہرت اسی نام سے زیادہ ہوئی۔ قرآن پاک میں دونوں نام استعمال کیے گئے ہیں۔ توریت میں بھی اس کا خلاصہ یوں بیان ہوا ہے۔

"اور خدا نے اس سے کہا۔ تیرا نام یعقوب ہے۔ تیرا نام آگے کو یعقوبؑ نہ کہلائے گا بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا۔"

(پیدائش باب ۳۵۔ آیت ۱۰-۱۱)

مسیحؑ سے دو ہزار سال قبل کے اس واقعہ کا تذکرہ صاحبِ قرآن کی زبانِ مبارک سے دُنیا کے لوگ جوں کا توں سُن رہے ہیں۔ یہ ایک بڑا اعجازِ محمدیؐ تو ہے ہی۔ ساتھ ہی ساتھ تاریخِ انسانی میں مذاہب کی اصل کا پتہ بھی لگ گیا کہ ہر مذہب اوّل تو اسلام ہی تھا بعد میں پھر اس کے ماننے والوں نے چاہے جو نام دے کر اس کی شکل میں پھیر بدل

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کر دیا ہو۔ اس کی جواب دہی خدا کے نبیوں پر نہیں۔ ان کا کام حق پیش کر دینا تھا۔ یہ وہ لوگ جو حق کی شکل کو بگاڑتے رہے۔ وہ خود بنی آدم میں ایک اسلام کو پھاڑ کر کئی کئی مذاہب کے موجد بنے وہی اصل مجرم ہیں کہ بنی آدم کو مختلف مذاہب میں تقسیم کر کے لڑا دیا۔

قرآن کی تعلیم میں تمام انبیاء پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کی اصل بھی یہی ہے کہ تمام انبیاء کا دین۔ دینِ اسلام تھا۔ بات ادھوری رہے گی اگر یہود کی کتب سے وصیتِ یعقوبی کو ثابت نہ کیا جائے۔ چنانچہ جیوش انسائیکلو پیڈیا جلد ۷ صفحہ ۲۴ پر یہ مضمون درج ہے۔

"یعقوبؑ نے اپنی موت سے قبل اپنے بیٹوں کو تین احکام دیئے۔ (۱) بت پرستی نہ کرنا۔ (۲) خدائے تعالیٰ کی بے حرمتی نہ کرنا۔ (۳) میرے جنازے کو کوئی نافرمان ہاتھ نہ لگائے"

اسی طرح قصصِ یہود جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ میں لکھا ہے۔

"یعقوب نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے اندیشہ ہے کہ تم بت پرستی کی طرف جھکو گے۔ جواب میں سب بیٹوں نے عرض کیا کہ سُن اے اسرائیل ہمارے باپ! ہمارا خدا وہی خدائے لم یزل ہے جس طرح تیرا ایمان ایک خدا پر ہے اسی طرح ہم سب کا ایمان ایک خدا پر ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ردِّ شرک اور ملّتِ ابراہیمیؑ

وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى تَهْتَدُوْا ۭ قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرٰهٖمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (۲۔ البقرہ ۱۳۵)

"اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم یہودی ہو جاؤ یا نصرانی ہو جاؤ تب تم کو ہدایت نصیب ہوگی۔ آپ کہہ دیجیے کہ بلکہ صرف ملّتِ ابراہیمؑ پر چل کر ہدایت مل سکتی ہے اور ابراہیم مشرک نہیں تھے۔"

یہاں اہلِ کتاب کی بیہودہ بکواس کا منہ توڑ جواب دیا گیا ہے کہ کہاں چلے ہو یہودیت اور نصرانیت کی دعوت دینے۔ اصل تو ملتِ ابراہیمیؑ ہے جس کی دعوت کے تم ایک زمانے میں علمبردار بھی رہے ہو۔ پھر اس وقت تم تم باوجود اہلِ کتاب ہونے کے کئی مشرکانہ عقائد میں الجھ چکے ہو۔ جبکہ ابراہیم علیہ السلام خالص توحید کے داعی تھے۔ اور آپ نے شرک سے ہمیشہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بیزاری کا اعلان کیا تھا۔

کیا یہودی اور کیا نصرانی۔ شرکیہ عقائد اور اعمال میں اپنے دین کو خلط ملط کر چکے ہیں۔ یوں کہنے کو اہلِ کتاب ہیں۔ باقی مشرکین کے عقائدِ باطلہ اور اہلِ کتاب کی روش میں زیادہ فرق نہ پہلے تھا اور نہ اب ہے۔ ان ظالموں نے اللہ کے بعض نبیوں کا انکار کیا تو یہاں تک کہ ان کو قتل بھی کر ڈالا۔ اور اگر بعض کو مانا بھی تو اس طرح غلو کیا کہ خدا کی ذات اور صفات میں انہیں شریک کر ڈالا۔ جیسے عزیر علیہ السلام کو یہود نے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نصاریٰ نے۔

مشرکینِ مکہ بھی ختنہ اور حج کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کو اپنا بزرگ مانتے تھے۔ لیکن اللہ کی ذات و صفات میں اپنے خیالی معبودوں کی صورتیں بنا کر انہیں شریک بنایا۔ اسی لیے یہ تینوں فریق ملتِ ابراہیمیؑ سے قانونی طور پر خارج کر دیے گئے۔ اوّل تا آخر صرف وہی لوگ ملتِ ابراہیمیؑ کے پیروکار تسلیم کیے گئے جو مشرک نہ ہوں۔ ملتِ ابراہیمی کی تعمیرِ نو میں شرک کے بندھنوں سے جکڑی ہوئی تمام مذہبی اکائیوں کو آواز دی گئی کہ معمورۂ عالم میں پھر سے دینِ ابراہیمیؑ کی روشنی کا مینار کھڑا کریں اور اس کام میں سب مل جل کر تعاون کریں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

صرف اسلام کے حق ہونے کی بنیادی وجہ

قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ
اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى
وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ
لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۖ وَنَحْنُ لَهٗ
مُسْلِمُوْنَ ۝ فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ
بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا
هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ
السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

(۲- البقرہ - ۱۳۶ - ۱۳۷)

"مسلمانوں! تم کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو نازل
کیا گیا ہم پر اور جو نازل کیا گیا۔ ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ اور
اسحاقؑ اور یعقوبؑ پر اور یعقوبؑ کے پوتے۔ نواسے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جو بھی حق بات لے کر آئے اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ کو جو کتابیں عطا ہوئیں۔ ان پر بھی ہم ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ تمام نبیوں کو ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا اسے بھی ہم مانتے ہیں۔ اور ہم کسی نبی میں فرق نہیں مانتے اور ہم سب اللہ کے فرمان کو ماننے والے ہیں۔ اور مسلم ہیں۔ پھر اے مسلمانوں اگر یہ بھی اسی طرح ایمان لائیں جیسا کہ تم ایمان رکھتے ہو تب ہی یہ ہدایت یافتہ ہوں گے اور اگر یہ لوگ اس سیدھی بات سے پھر جائیں تو سمجھ لو کہ یہ صرف مخالفت پر آمادہ ہیں تو اے نبیؐ آپ کو ان سب کے مقابلے میں صرف اللہ کافی ہے۔ اور وہی خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔"

ظاہر میں اس آیۃ کریمہ پر لکھا جانے والا مضمون شاید کسی کو مشتعل کر دے۔ لیکن اس عنوان کو ٹھنڈی قوتِ فیصلہ کے ساتھ پڑھا جائے تو ہر کسی پر یہ بات واضح ہوگی کہ اسلام کا دعویٰ برحق دین ہونے کا اپنے اندر کتنا وزن رکھتا ہے۔ اسلام نامی مذہب کوئی ایسا مذہب نہیں جس کی ابتدا کا کوئی سال، سن یا زمانہ بتایا جا سکتا ہو، بلکہ یہ وہ مذہب ہے۔ جس کی عمر ٹھیک اتنی ہی ہے، جتنی آدم علیہ السلام سے اب تک بنی آدم کی بنتی ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو جو تعلیم دی۔ وہ آفاقی اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عالمگیر ہونے کے ساتھ تمام بنی آدم کی ہدایت کے لیے بھیجے جانے والے خدا کے برگزیدہ اور پسندیدہ بندوں پر اور اُن کی تعلیم پر ایمان لانے سے شروع ہوتی ہے۔ تمام انبیاء کے نام گِنا دینے سے قرآن کی ضخامت اور پڑھنے والے کی مشکلات کا خیال رکھا گیا ہے۔ ورنہ خدا کے لیے کیا مشکل تھا کہ تمام انبیاء کے نام ہی قرآن میں نازل فرما دیتا لیکن ایک نہایت ہی مختصر اور جامع طریقہ بیان اختیار فرمایا گیا کہ اپنے ایمان کا اعلان کرتے وقت عالمِ انسانیت میں اس بات کا اقرار کرو کہ ہم ان تمام انبیاء علیہم السلام اور اُن کی تعلیمات کو مانتے ہیں جن کی نسبت کسی مشہور مذہب سے بحیثیت نبی ہونے کے کی گئی ہو۔ نزولِ قرآن کے وقت اور آج بھی مذاہبِ عالم میں یہود و نصاریٰ کا جو مقام ہے وہ ظاہر ہے، اسی لیے بیان اس طرح شروع ہوا کہ ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، اسحاقؑ، و یعقوبؑ ہی نہیں بلکہ یعقوبؑ کے نواسے، پوتے اور موسیٰؑ و عیسیٰؑ پھر تمام انبیاء جو خدا کی طرف سے بھیجے گئے سب پر ایمان لانے کا اقرار ہم کرتے ہیں۔ کسی کو اگر اسلام اور مسلمانوں کے اس دعوے سے ناراضی ہو تو وہ بھی اپنے ایمان کو اسی وسیع اور عالمگیر بنیاد میں بتا دے اور اللہ کے تمام ان بندوں پر جو اللہ نے عالم انسانیت کی ہدایت کے لیے بھیجے۔ ان پر اور ان کی تعلیمات پر ایمان کا مدعی ہو کر دکھا دے تو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہمیں خوشی ہوگی کہ ایسے منصف اور عادل شخص کے ہاتھ ہم بیعت کرلیں اسلام اور غیر اسلام کا پھر سوال بھی باقی نہیں رہتا۔

دین اسلام اگر کسی ایک شخصیت کو تسلیم کرتا اور باقی کو رد کر دیتا تب تو تعصب کی ایک وجہ بتائی جا سکتی تھی لیکن یہاں تو معاملہ ہی اور ہے۔ کہ نہ صرف اِس نبیؐ اور اِس قرآن پر ایمان لانے کی بات ہے۔ بلکہ تمام نبیوں اور تمام کتابوں کو تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ یہاں تو مسلمان ہو کر موسیٰؑ اور توریت کو نہ مانیں تو مسلمانی باقی نہیں رہتی اور عیسیٰؑ اور انجیل کا انکار کریں تو کفر و الحاد کا حکم لگ جاتا ہے۔ بلکہ دو قدم آگے ایمان کے اقرار میں تمام انبیاء میں کسی ایک کو بھی دوسرے کے مقابل فریق نہیں بنایا جا سکتا اور نہ خدا کے نبیوں میں تفریق کی جا سکتی ہے۔

کوئی ہمیں بتائے کہ آخر اِس دعوے میں کمزوری کہاں ہے۔ پھر یہ بھی سمجھ لو کہ ایمان کا نمونہ ان مسلمانوں کو بتایا گیا جو حضور سید المرسلین کے دور کے مسلمان تھے، قرآن کے اوّلین مخاطب اور سب سے پہلے ایمان لانے والے لوگ تھے۔ ان کا ایمان مثال کے طور پر پیش کیا گیا۔ کہ ایسا ایمان اور اس نمونہ کا ایمان سامنے رکھ کر ایمان لائیے تب قبول ہو اور شخص متعلق ہدایت یافتہ ہو۔ کسی عیسائی کو یا کسی موسائی کو غصّہ اس وقت آنا چاہیے تھا جب موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کا انکار کیا گیا ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہاں تو ان پر بھی اور ان کی تعلیم پر بھی ایمان لانے کا حکم ہے پھر کوئی ناک بھوں چڑھائے تو کیوں۔

اسی طرح جو لوگ شرک کی بھول بھلیوں میں بھٹک کر یہ تک نہیں بتا سکتے کہ کس دور میں ان کا کونسا نبی اور کونسی کتاب تھی جس پر ایمان لاتے کس بنیاد پر ان کا مذہب کھڑا ہے۔ ایسے لوگوں سے بھی اتفاق و اتحاد میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تمام نبیوں پر ہمارا ایمان ہے۔ چاہے ہم انہیں نام اور کتاب کے لحاظ سے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں۔ تب ایسے راہ بھولے لوگوں کو بھی ناراض ہونے کی وجہ نہیں رہی کہ ہم تو اُن کے بھی بھولے بسرے نبیوں، رسولوں اور کتابوں کو مانتے ہیں۔

قرآن میں ایک جگہ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ فرمایا گیا ہے، یعنی اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔ اس فرمانِ الٰہی کی روشنی میں اگر کوئی سوچ بچار کرے تو اسے ماننا پڑے گا کہ قومی، وطنی، نسلی و مذہبی تعصب کے مقابلے میں قرآن نے تمام بنی آدم کو ایک ہی امت میں سمو دینے والا دین، دینِ اسلام کو بتایا ہے، اب اگر اسلام بھی علاقائی اور نسلی حق کو مانتا ہو اور زمان و مکان کی قیود کی پابندی میں جکڑا ہوا ہو تو یہ دعویٰ کرنے کا بے شک اسے حق نہیں رہے گا کہ وہی صرف دینِ حق ہو سکتا ہے، لیکن سچائی کی تمام قدروں کو تسلیم کرنا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور تمام انبیاء و تمام کتبِ آسمانی پر ایمان لانا، حتیٰ کہ اللہ کے جس دین کے بنیادی عقائد میں کچھ رسولوں کو نہ ماننا پکے کافروں کی علامت قرار دی گئی ہے اگر وہ دین بھی پوری عالمِ انسانیت کا دین نہ ہوا تو کیا آدم کے گھرانے کو منتشر کرنے والے کسی طریقۂ زندگی کو پوری آدمیت کا دین قرار دیا جاسکتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لاجواب دلیل

اَمْ تَقُوْلُوْنَ اِنَّ اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ
وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطَ كَانُوْا هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى ط
قُلْ ءَاَنْتُمْ اَعْلَمُ اَمِ اللّٰهُ ط وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ
كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ ط وَمَا اللّٰهُ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ○ (۲ - البقرہ ۱۴۰)

"گیا تم یہ بات کہنے کی جرأت کر سکتے ہو کہ ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ
اسحاقؑ، و یعقوب اور ان کی اولاد یہودی یا نصرانی تھے؟
اے نبیؐ! آپ فرما دیجیے کہ بھلا تم کو زیادہ علم ہے یا اللہ
کو اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو خدا واسطے کی
گواہی کو جو اس کے پاس امانت ہو اسے چھپا ڈالے
اور جو کچھ تم کر رہے ہو اللہ اس سے بے خبر نہیں۔"

یہودی اور نصرانی علمائے دین اپنے مذہب کا تعلق و نسبت ان

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بزرگوں سے بتا کر عوام میں اپنی جعلی درویشی قائم کیے ہوئے تھے۔ قرآن نے ایک "لاجواب" دلیل سے یہ ثابت کر دیا کہ ابراہیم، اسماعیلؑ، اسحاقؑ و یعقوب اور ان کی اولاد میں سے کوئی ایک بھی یہودی یا نصرانی مذہب رکھتا ہو تو دعویٰ پیش کیا جائے۔ ظاہر ہے کہ احمقانہ مذہبی تصورات کے حامل بھی ہٹ دھرمی سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حضرات یہودی یا نصرانی تھے۔ پھر عقل کے معمولی تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر وقت کے علمائے یہود و نصاریٰ یہ دعوے کر بیٹھتے تو حجازی عوام توان کے منہ پر تھوک ہی دیتے اور تاریخ کے صفحات میں آج ان علماء کی تصویر سرکس کے جوکروں جیسی ہو جاتی۔ شاید اسی لیے یہ بے چارے اتنی ہمت نہ دکھا سکے اور خاموش رہے۔ ورنہ جھوٹ موٹ دعویٰ کرنے میں لگتا ہی کیا تھا۔ خوش قسمت ہیں آج کے یہود و نصاریٰ کہ ان کے سلف نے کم از کم یہاں تو سمجھ داری کا ثبوت دیا۔ ورنہ تاریخ کا ہر طالب علم اس حرکت پر ان کی عقل کا ناپ تول کر کے اچھی طرح خبر لیتا۔

أَأَنتُمْ أَعْلَمُ أَمِ اللَّهُ ۔ تم کو زیادہ علم ہے یا اللہ کو ؟

اِس غضبناک لہجے کا جواب آج تک کوئی نہ دے سکا اور نہ قیامت تک اِس قولِ فیصل کو جھٹلانے کی کوئی جرأت کر سکتا ہے کہ کہ مذکورہ انبیاء علیہم السلام صرف اسلام کے داعی تھے۔ یہودیت اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نصرانیت سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ اچھا ہو ہم مسلمان بھی اس آیتہ کریمہ سے کچھ سبق لیں۔ ہم میں بھی فرقوں اور ٹولیوں کی کمی نہیں۔ ہمارے بعض ناپختہ رہنما اپنے مکتبۂ فکر (SCHOOL OF THOUGLT) کو مسائل کے اختلافی حدود سے آگے بڑھا کر مذہبی جتھا بندی کی شکل دیتے ہیں پھر سلف صالحین میں سے بعض مقدس ہستیوں کو اپنی جتھہ بندی کا امام اوّل بتا کر صرف اپنے جتھے کو ناجی اور ہدایت یافتہ ثابت کرتے ہیں۔ بے چارے عوام کو اتنی عقل کہاں کہ بغیر بتلائے وہ کچھ فیصلہ کر سکیں۔ البتہ جہاں جہاں عوام کو یہ معلوم ہوا ہے کہ خدا کے پاکباز بندوں کا نام لے کر ہمیں بیوقوف بنایا گیا ہے۔ وہاں اِن ناپختہ رہنماؤں کے چہروں سے نقاب اٹھ گیا ہے

آج ہم میں بھی وہابی، دیوبندی، بریلوی، سنّی، شیعہ، اہلِ حدیث وغیرہ گروہ یہ دعویٰ تو ہرگز نہیں کرتے کہ ایسے ہی نام دھاری ہمارے اسلاف تھے۔ بلکہ ہر ایک کو یہ ماننا ہی پڑے گا کہ یہ نام بس نام ہیں۔ نام کی حد تک تو اِن جماعتوں سے اختلاف کرنا مشکل ہے۔ البتہ جڑ بنیاد کے لحاظ سے کوئی بھی یہ جرأت نہیں کر سکتا۔ کہ صاحب قرآن سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی اور تمام سلف صالحین اسلام اور ایمان کے سوا کسی اور نام کو پوری امت کے لیے پسند کر سکتے تھے۔

بس ہم بھی تعارف اور مکتبۂ فکر کی حد تک تو اِن جماعتوں اور جتھوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ لیکن مستقل مذاہب کی حیثیت سے اِن ناموں کو دین کی اصل ہرگز نہیں قرار دیا جا سکتا جس کے تسلیم کرنے کے بعد دوسرے مکتبۂ فکر کو دین سے خارج قرار دینا لازم آتا ہو۔

اختلاف آرا کی کالی گھٹاؤں کو بارانِ رحمت کے نزول کا سبب ہونا چاہیے نہ کہ ظہورِ ظلمت کا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اگلا گرا پچھلا ہوشیار

سَلْ بَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ کَمْ اٰتَیْنٰھُمْ مِّنْ اٰیَۃٍ بَیِّنَۃٍ ؕ وَمَنْ یُّبَدِّلْ نِعْمَۃَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْہُ فَاِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝

(۲- البقرہ ۲۱۱)

"آپ بنی اسرائیل سے پوچھ لیجیے کہ انھیں ہم کتنے کھلے کھلے نشانات دکھا چکے ہیں، پھر یہ بھی اُن سے پوچھو کہ اللہ تعالیٰ کی نعمت پانے کے بعد جو قوم اسے بدل ڈالتی ہے۔ اسے اللہ نے سزا بھی کتنی سخت دی ہے۔"

دُنیا میں سب سے زیادہ طویل مدت تک قومی لحاظ سے اگر کسی کو نوازا گیا تو وہ بنی اسرائیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے مسلسل انعامات اس قوم کو حاصل رہے لیکن جب اس قوم نے خدا کی نعمت کی ناشکری کی تو تمام بنی آدم کے لیے نمونۂ عبرت بھی اسی قوم کو بنا دیا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اُمّتِ وسط حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں دُنیا کی امامت کے لیے تیار ہو رہی تھی اسے روزِ اول سے ہی بتا دیا گیا کہ اس نعمتِ عظمیٰ کی ناقدری کرنے سے بچے رہنا اور اللہ کی طرف سے راہِ ہدایت ملنے کے بعد یہود کی طرح تم بھی اپنے اصل دین کو مسخ نہ کرنا ورنہ یاد رکھنا تمہارے ساتھ، کیا سلوک ہوگا۔ اپنے بگاڑ کا تجربہ یہود سے زیادہ کسی کو نہیں اور خدا کی مار کا ذائقہ بھی سب سے زیادہ انھوں نے چکھا ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ اُن اندھیری وادیوں میں نہ بھٹکنا جہاں یہود بے چراغ ہو چکے تھے۔ ورنہ انجام بھی کچھ اسی طرح کا ہوگا جو یہود کا ہو چکا ہے۔ اس تنبیہ کو پڑھ لیجیے اور اپنی سابقہ دینی و دُنیوی عروج و عزّت پر نگاہ ڈالیے۔

مسلمانوں کے چھوڑے ہوئے آثارِ قدیمہ کے نقوش یہی کچھ ہمیں بتائیں گے کہ پہلے ہم کیا تھے اور اب کیا ہیں۔ اُممِ سابقہ کے واقعات قرآن مجید میں اسی لیے بیان کیے گئے ہیں کہ ہم اپنی حالت پر غور کریں۔ اگلے گرے ہیں تو پچھلوں کو ان کی غلطیاں دیکھ کر اور ان کے واقعات سے سبق لے کر ہوشیار ہو جانا چاہیے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کا ایک تاریخی واقعہ

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ
بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ
لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ
هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ
اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ
وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا
كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝

(۲- البقرہ ۲۴۶)

"کیا تم نے موسیٰؑ کے بعد سرداران بنی اسرائیل کے حال پر غور نہیں کیا جب انھوں نے اپنے نبی سے درخواست کی کہ ہمارے لیے بادشاہ کا تقرر کر دیجیے۔ تاکہ ہم فی سبیل اللہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جنگ کریں۔ نبی نے فرمایا کہ ایسا تو نہیں ہوگا کہ تم کو جنگ کا حکم دیا جائے۔ اور تم مکر جاؤ۔ سرداران بنی اسرائیل کہنے لگے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ جبکہ ہم کو گھر سے نکال دیا گیا۔ اور ہم اپنی اولاد سے جدا کر دیئے گئے۔ پھر جب انہیں جنگ کا حکم ہوا تو تھوڑے سے لوگوں کے سوا باقی سب اس دعوے سے پھر گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ان میں سے ایک ایک ظالم کو خوب جانتا ہے۔"

اس واقعہ کی بائبل میں جو تفصیل بیان کی گئی ہے۔ وہ اس قدر طویل ہے کہ کئی صفحات بھی ناکافی ہوں اس لیے اہلِ علم کے لیے اشارتاً عرض کرینگے کہ مزید تحقیق کے لیے بائبل کی کتاب سموئیل حصہ اوّل باب ۸۔ تا ۱۲ دیکھ لیں البتہ بیان شدہ واقعہ قرآن و بائبل کی روشنی میں کچھ اس طرح معلوم ہوتا ہے۔

سیدنا مسیح علیہ السلام سے گیارہ سو سال قبل کا یہ واقعہ ہے حضرت موسیٰؑ کے بعد کچھ عرصے تک تو بنی اسرائیل کا دینی اور دنیوی بندوبست اچھا رہا۔ لیکن جب ان کی نیت میں فساد آیا۔ تو جالوت نام کا بادشاہ ان پر چڑھ آیا۔ اور قومی و ملی طور پر انہیں منتشر کر دیا۔ نہ صرف ان سے فلسطین کے بہت سے مقامات چھین لیے، بلکہ بنی اسرائیل کو گھر سے بے گھر کر دیا اور ان کے بال بچوں کو بے عزتی کے ساتھ اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیا اور عہد کا صندوق بھی چھین کر لے گیا۔ بنی اسرائیل کو اس وقت دینِ اسلام پر پھر سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قائم کرنے اور انھیں ایک صالح جماعت بنا ڈالنے کی ذمّہ داری اللہ تعالیٰ نے حضرت سموئیل علیہ السلام کو عطا کی۔

یوں تو بہت پہلے سے حضرت سموئیل علیہ السلام بنی اسرائیل کو ان کی بے راہ روی پر روک ٹوک کرتے چلے آ رہے تھے لیکن حضرت سموئیلؑ کی تنبیہ سے ایک عرصے تک یہ خبردار نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے زبردست عمالقہ ہی کو ان پر مسلّط کر دیا۔ اور زبردست قوم جب حاکموں پر چڑھ دوڑتی ہے تو بڑا تکلیف دہ انقلاب ہر زمانہ میں آ جاتا ہے۔ یہی حال بنی اسرائیل کا اس دور میں ہوا۔ اور اب وہ جالوت بادشاہ کے مضبوط حصار میں آزادی کے لیے تڑپ رہے تھے اسی جالوت کے دورِ اقتدار میں بنی اسرائیل کے اہل الرائے شام کے کوہستانی علاقوں میں جمع ہو کر وقت کے نبی سے درخواست کرتے ہیں کہ انہیں متحد کر کے دشمنوں سے جنگ کرنے کے لیے ایک بادشاہ کا تقرر کر دیجیے۔ اس وقت کے اسرائیلی گروہ کی بداعمالی و بزدلی نیز ان کے دینی انحطاط کا حضرت سموئیلؑ کو طویل تجربہ پہلے سے تھا۔ اس لیے اسرائیلی سرداروں سے آپ نے فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ تم لڑائی جاری نہ رکھ سکو گے اور یہ جوش بس کچھ دنوں میں سرد پڑ جائے گا۔ قوم یہود کے چودھریوں کو حکم شرعی اور احکاماتِ نبوی کی خاطر لڑنا ہی نہیں تھا وہ تو صرف اپنے گھر بار اور عزت و

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آبرو کی حفاظت اور سابقہ رنجش کا بدلہ اپنے دشمنوں سے لینا چاہتے تھے اسی لئے دلیل میں کہہ گئے کہ گھر سے بے گھر ہوئے ،بیوی بچوں سے جدا ہوئے، پھر بھی ہم ایک امام کی قیادت ملنے کے بعد بزدلی کیسے دکھا سکتے ہیں؟ پھر ہمارے جینے کا مقصد ہی کیا رہے گا۔ حضرت سموئیل علیہ السلام نے ان کی اس دلیل کو تسلیم فرمایا۔ اور ان پر بحکمِ الٰہی انھیں میں سے ایک کو بادشاہ مقرر کر دیا (جس کا تذکرہ آگے آئے گا) لیکن سموئیل علیہ السلام کا اندیشہ صحیح ثابت ہوا۔ اور دشمنوں کے مقابلے میں یہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ کمزوروں پر ظلم کرنا آسان ہے۔ ظالموں سے پنجہ آزمائی کرنا مشکل ہی ہوتا ہے۔ اس میں قومی لحاظ سے بڑا کلیجہ درکار ہے بلکہ زیادہ صحیح تو یہ ہے۔ کہ آدمی کو بے کلیجہ ہونا چاہیے تب ہی جا کر ظالم کا ظلم ٹوٹتا ہے۔ تعداد چاہے کم ہو یا زیادہ مگر دلیری اور عالی ہمتی چاہیے۔ مگر یہ کیسی بدنصیبی ہے ہماری کہ ہم مسلمان اس وقت شکست کھا گئے ایک ایسی قوم سے جو حیاتِ دنیا کی حریص اور دنیا کی سب سے زیادہ بزدل قوم ہے۔ اُن کی تاریخ خود ان کی بزدلی کے افسانے سناتی ہے اور ان کا منہ چڑاتی ہے اور ہماری تاریخ اپنی بہادری اور عالی ہمتی میں اپنی مثال آپ ہے۔ مگر یہود نے ہمارے منہ پر طمانچہ مار کر یہ ثابت کر دیا کہ بزدل بھی تمہیں شکست دے سکتا ہے، برسوں ہو گئے تمہیں بھی تمہارے علمائے دین یہی کہتے چلے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آرہے ہیں کہ دینی لحاظ سے تمہارا مقام بہت نیچا ہو رہا ہے سنبھل جاؤ ورنہ کچھ ایسی بات بھی ہو سکتی ہے جس کی تاریخ اسلامی میں مثال بھی نہ مل سکے۔

مولانا علی میاں مدظلہ العالی کی تقریریں آج سے برسوں قبل دیارِ عرب میں سنی اور پڑھی گئیں وہ اس بات پر گواہ ہیں کہ اس عالمِ دین نے اپنے نیم الہامی خطبوں میں عربوں کو بھی کچھ کہا تھا۔ جو حضرت اسمٰعیلؑ آج سے تین ہزار سال قبل اپنی قوم سے ارشاد فرما چکے تھے۔ سچ ہے حضورؐ کا قول کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَآءِیْلَ (میری امت کے علماء ایسے ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تابوت سکینہ

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ
طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا أَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ
عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ
سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ
عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ
وَاللّٰهُ يُؤْتِيْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ
عَلِيْمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ
أَنْ يَّأْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ
رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ
هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ إِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً
لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ع (۲۔البقرہ ۲۴۷/۲۴۸)

" اور ان کے نبی (سموئیلؑ) نے فرمایا کہ اللہ نے تمہارے لیے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

طالوت کو بادشاہ مقرر کیا ہے۔ تب یہودی سردار کہنے لگے کہ طالوت ہم پر حاکم کیسے ہو سکتا ہے۔ اس سے زیادہ مستحق تو ہم ہیں جبکہ طالوت کی مالی حالت بھی ٹھیک نہیں۔ نبی نے ارشاد فرمایا۔ بس اللہ نے تم پر اسی کا انتخاب کر دیا ہے علم و جسم میں اللہ نے اُسے کشادگی عطا کی ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اقتدار عطا فرماتا ہے۔ اللہ ہی بڑی وسعت والا اور خوب علم رکھتا ہے۔ اور ان کے نبی نے یہ بھی فرمایا کہ طالوت کی سلطنت قائم ہونے کا غیبی نشان یہ ہوگا کہ تمہارا وہ صندوق تمہیں پھر واپس ملے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسلی ہوگی اور آلِ موسیٰؑ اور آلِ ہارونؑ کے چھوڑے ہوئے تبرکات اس صندوق میں ہوں گے فرشتے اس صندوق کو اٹھا لائیں گے۔ اگر تم ایمان والے ہو تو یہ نشان تمہارے لیے کافی ہے۔"

اسرائیلی قومی سرداروں نے جالوت سے جنگ کرنے کے لیے ایک بادشاہ کے تقرر کی درخواست حضرت سموئیل علیہ السلام کی خدمت میں پیش کی وہ یہ سمجھے کہ ہم میں سے کسی کو اگر یہ منصب مل جائے تو مفت میں دولتِ اسرائیل کے بادشاہ بننے کا موقع ہاتھ آئے، لیکن ہوا کچھ اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یعنی حضرت سموئیل نے اس مہاجر گروہ پر سردار ہونے کا اعلانِ خداوندی ایسے شخص کے لیے کر دیا جو پہلی صف کے لوگوں میں نہیں بلکہ یہود کے سب سے چھوٹے قبیلے بن یامین کا ایک غریب آدمی طالوت نامی تھا۔ یہودی سردار بھنک گئے اور نبی کے فیصلے پر نکتہ چینی کرنے لگے۔ گویا اُن کے نزدیک سرداری کے لیے علم و لیاقت۔ جسمانی ڈیل ڈول کے مقابل مہاجنی اور ساہوکاری صفت زیادہ اہم تھی۔ اس بیان سے ہمارا یہ اندازہ صحیح ثابت ہوا کہ یہود کی قیادت ہمیشہ ظالم ساہوکار اور سود خور مہاجن کرتے رہے ہیں۔ دنیا کو یاد رکھنا چاہیے کہ موجودہ حکومتِ اسرائیل کے تمام اعلیٰ حکام یورپ کے سرمایہ دار اور کمینہ صفت یورپی سیاست کے مہرے ہیں دین و مذہب کے ماننے والے ان کے قائد پہلے بھی بہت کم تھے اور آج بھی علم و لیاقت کے مقابلے میں مالی وسعت ہی کو قیادت کے لیے وجہِ فضیلت بنا دینے والی یہ قوم اپنی نظیر آپ ہے بہر حال قیادت کے اختلاف کا حل وقت کے نبی نے ایک غیبی نشان کی دستیابی کی پیش خبری سے کر دیا۔ یہ قصہ یوں ہے کہ بنی اسرائیل اپنے زمانہ عروج میں ایک صندوق سے بڑی عقیدت رکھتے تھے جس میں توریت کی تختیاں، من کا نمونہ، توریت کا اصل نسخہ، جو حضرت موسیٰؑ نے اپنے دورِ نبوت میں لکھوا کر بنی اسرائیل کو دیا تھا حضرت موسیٰؑ کا عصا اور آپ کا عمامہ اور اسی طرح کی دیگر متبرک چیزیں اس صندوق

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں تھیں۔ اس صندوق کے متعلق ان کا یہ عقیدہ ہو چکا تھا کہ جب تک یہ صندوق انکے پاس ہے عروج و اقتدار قائم رہے گا لیکن شرکیہ عقائد اور فاسد اعمال میں جب کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے، تو بزرگوں کے تبرکات سے ان کا بچاؤ کبھی نہیں ہوا۔ ہاں البتہ جو صالح لوگ ہیں ان کی نیکی اور ایمان میں اور دین و دُنیا کی کامیابی میں یہ تبرکات ضرور سبب رحمت بنے رہتے ہیں۔ مگر کسی بھی زمانہ کی داعیٔ توحید قوم جب مشرک ہو جاتی ہے تو بذاتِ خود بزرگوں کی موجودگی بھی اُنھیں نفع نہیں دیتی۔ تو بزرگوں کے تبرکات انھیں کب بچا سکتے تھے، بلکہ قانونِ الٰہی تو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے بد کاروں سے خدا کے صالح بندوں کے مقدس نشانات چھین لیے جائیں تاکہ خیر و برکت کی ان کی ساری آس ٹوٹ کر رہے۔

حضرت سموئیلؑ کے فیصلے پر سرداران بنی اسرائیل کے اعتراض کے بعد حالات کچھ ایسے بگڑ گئے کہ شاید حضرت سموئیلؑ کی وقعت بھی اسرائیلی سرداروں اور عوام کی نظروں میں کم ہو جاتی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بر وقت ایک ایسا غیبی نشان مقرر کر دیا جس کی وجہ سے تین کام ایک ساتھ درست ہو گئے۔ ایک تو طالوت کی قیادت کا اختلاف دور ہو گیا اور تمام لوگ ان کو بادشاہ ماننے پر قدرتی طور پر رضامند ہو گئے دوسرے تابوتِ سکینہ بنی اسرائیل کو واپس ملا، جو ان کی توبہ قبول ہونے کی علامت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تھا۔ تیسری بات یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل کے سردار اور قوم کے چودھری وقت کے پیغمبر کی نافرمانی سے بچ گئے۔ ورنہ ان کے حکم کو نہ ماننے پر اُنہیں اور بھی آفاتِ سماوی و ارضی سے دوچار ہو کر برباد ہونا پڑتا۔ اب رہا یہ معاملہ کہ تابوت سکینہ کو بنی اسرائیل کے دشمن جب لے گئے تھے تو واپس کیونکر ہو گیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اِدھر اللہ کے نبی کے فرمان پر بنی اسرائیل مجتمع ہوئے۔ اور اُدھر اللہ تعالیٰ نے تابوتِ سکینہ کے غاصبوں پر وبا بھیجی۔ یہ لوگ اس قدر پریشان ہوئے کہ بیل گاڑی پر لاد کر اس صندوق کو بنی اسرائیل کی پناہ گیر چھاؤنیوں کی طرف ہانک دیا خدا نے اِس صندوق کو فرشتوں کی نگرانی میں حضرت طالوت کے خیمہ کے عین سامنے لا کھڑا کیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اطاعت وایمان باللہ کی طاقت

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ ۙ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي ۚ وَمَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّيٓ إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِيَدِهٖ ۚ فَشَرِبُوا مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا مِّنْهُمْ ۗ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهٗ ۙ قَالُوا لَا طَاقَةَ لَنَا الْيَوْمَ بِجَالُوتَ وَجُنُودِهٖ ۚ قَالَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةًۢ بِإِذْنِ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِينَ ۝

(٢۔ البقرہ ٢٤٩)

"پھر جب طالوت فوجوں کو لے کر آگے بڑھے۔ تو فرمایا اللہ تمہارا امتحان ایک نہر کے ذریعے لینا چاہتا ہے۔ جو کوئی بھی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اس میں سے پانی پئے گا وہ میرا ساتھی نہیں۔ جو کوئی بھی اسے نہ چکھے گا۔ بس وہی میرا ساتھی رہے گا۔ ہاں مگر کوئی اگر چاہے تو صرف اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر لے۔ لیکن تھوڑے سے لوگوں کے سوا سب نے سیراب ہو کر اس نہر کا پانی پی لیا۔ پھر جب طالوت اور ان کے ایمان والے ساتھی نہر کے پار ہوئے تو کچھ لوگ بولے کہ آج تو ہم میں طاقت نہیں کہ جالوت اور اُس کے لشکر کا مقابلہ کر سکیں مگر جن لوگوں کو یقین تھا کہ وہ اللہ کے حضور پیش ہوں گے۔ کہنے لگے کہ کتنی چھوٹی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی بڑی فوجوں پر غالب آچکی ہیں اور اللہ تو صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

طالوت کے بادشاہ مقرر ہوتے ہی جالوت کے مقابلے میں بنی اسرائیل کا قافلہ فوجی شکل میں روانہ ہوا۔ گھر بار کی خلاصی اور حبِّ وطن کے جوش میں کثیر آبادی طالوت کے ساتھ اس فوجی مہم پر روانہ ہوئی۔ لیکن وقت پر یہ لوگ اپنے قائد کی اطاعت میں منضبط اور مربوط رہیں گے یا نہیں اس کی ظاہری دلیل کچھ بھی نہیں تھی۔ حضرت طالوت نے ایک ندی کو پار کرتے وقت انہیں تولنا چاہا کہ سالارِ قافلہ کے ساتھ تھوڑی دیر کی پیاس کو برداشت کرنے کے لیے اطاعتِ امیر پر قائم رہتے ہیں یا نہیں اس لئے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فرمایا کہ میرے ساتھ صرف وہی چلے گا جو اس نہر کا پانی نہ پیئے۔ مگر بہت ہی زیادہ مجبوری ہو تو صرف اتنی اجازت ہے کہ چلّو بھر پی لے۔ مگر اطاعتِ امیر میں سوا چند لوگوں کے باقی سب کے سب ناکام ثابت ہوئے ناکارہ قیادت عوام کی کثرت پر گلا پھاڑ کر دشمن کے مقابلہ میں خوب شور مچاتی ہے۔ لیکن بیدار مغز قیادت اپنے ساتھیوں کا ڈسپلن اور اطاعت خوب اچھی طرح سے ناپ تول کر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھتی ہے تعداد چاہے بہت ہو اور اطاعت امیر نہ ہو تو کثیر التعداد گروہ کا جنگ میں ناکام ہونا یقینی ہے۔ اس کے بالمقابل تعداد چاہے قلیل ہی کیوں نہ ہو اطاعتِ امیر اس عددی قلت کو فتح کی منزل تک پہنچا دیتی ہے۔ مگر ایمان باللہ تو یہاں بھی ایک بنیادی شرط ہوگا۔ یہ شرط اگر کوئی گروہ پوری کرے تو اللہ کی نصرت اس کے ساتھ ہوگی ورنہ نہیں۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں عربوں کی شکست کے اسباب پر قرآن کی روشنی میں غور کرنے سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ عربوں کی قیادت ایک طرف ناکارہ تھی تو دوسری طرف فوج و عوام اطاعت و ڈسپلن میں منضبط نہیں تھی۔ رہا ایمان باللہ تو سرے سے میدانِ جنگ میں اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی معرکہ آرائی سے قبل صحیح الدماغ قائد کا یہ کام ہے کہ اپنی صفوں میں اطاعت کا خوب اچھی طرح صحیح صحیح اندازہ کرلے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت طالوت نے وقتی طور پر ایک نہایت ہی لطیف تدبیر سے اپنی فوج کا امتحان لے کر حقیقت کو معلوم کر لیا کہ نعرے بازی اور وقتی ہنگامہ آرائی میں دم خم کتنا ہے۔ کسی کو اگر یہ وسوسہ ہو کہ پانی پی لینے پر پابندی لگانا شرعی اعتبار سے کیسا ہے۔ خدا کی حلال کی ہوئی چیز کو منع کرنے پر بھی کیا اطاعت امیر لازم آتی ہے۔ جبکہ شریعتِ اسلامی میں کسی جائز چیز کو حرام کرنا بھی ایک جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت طالوت نے ہمیشہ کے لیے پانی کی پابندی نہیں لگائی تھی۔ بلکہ صرف وقتی طور پر جو نہر پار کرنے کے بعد ختم ہو جاتی صرف یہ دیکھنا تھا۔ کہ اطاعتِ امیر کا میری فوج میں جذبہ کتنا ہے باقی بنی اسرائیل پیاس سے چند گھنٹوں میں مرنے والے نہیں تھے۔ جبکہ سالارِ قافلہ حضرت طالوت نے خود بھی اس پانی کا مطلق استعمال اس وقت نہیں کیا تھا۔ پھر قائد و سپہ سالار جب پیاس کی برداشت کر رہا ہو تو جماعت کو یہ حق کہاں سے ہوگا کہ خود سیراب ہو جائے۔

امتحان کے بعد جو لوگ کامیاب ہوئے۔ ان کی تعداد توریت کی کتاب سموئیل حصہ اول باب ۱۳ آیت ۶ اکے مطابق صرف چھ سو تھی جبکہ اپنی جگہ سے دشمن پر ہلا بولنے کے لیے چل پڑنے والوں کی تعداد ہزاروں تھی مگر کیا شانِ خداوندی ہے کہ تعداد بھلے چھ سو کی ہو مگر ڈسپلن ایمان اور لقاء اللہ کی تڑپ نے جالوت کے آہن پوش لشکر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا کس بل نکال دیا۔ اور کامیاب وہی ہوئے جو تعداد میں بہت تھوڑے ہی تھے۔

ہمارے عرب بھائی اگر غور کریں تو ان کو طالوت کے اس واقعہ سے بڑی عبرت حاصل ہوگی کہ ایمان و یقین اعتمادِ علی اللہ اور ضبط نفس اگر حاصل ہو تو تھوڑے سے آدمی بھی کَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً کَثِیْرَةً کے مصداق بن جاتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسلامی آدابِ جنگ

وَلَمَّا بَرَزُوا لِجَالُوتَ وَجُنُودِهٖ قَالُوا رَبَّنَآ
اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا
عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ
اللّٰهِ قف وَقَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ
الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ ط وَ
لَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ
الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝

(۲ - البقرۃ ۲۵۰ - ۲۵۱)

"یہ لوگ جب جالوت اور اُس کے لشکر کے مقابل صف آرا
ہوئے تو دعا کرنے لگے کہ ہمارے رب ہم پر صبر ڈال دے
اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور منکروں کے مقابلے میں ہماری بس
تو ہی مدد فرما دے۔ پھر انھوں نے اللہ کے حکم سے اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دشمنوں کو مار بھگایا۔ اور داؤد نے جالوت کو قتل کر ڈالا۔ اللہ نے داؤد کو سلطنت اور دانائی عطا کی اور جو کچھ چاہا انھیں سکھا دیا، اگر اس طرح اللہ تعالیٰ انسانوں میں بعض کو بعض کے ذریعہ ہٹاتا نہ رہتا تو زمین فساد سے بھر جاتی۔ لیکن دفع فساد میں اللہ کا یہ انتظام اہلِ عالم کے لیے ایک بہت بڑا فضل ہے"

لڑائی کے میدان میں اہلِ ایمان بنی اسرائیل جب اترے ہیں تو انھیں دشمن کی کثرتِ تعداد کا خوب اندازہ تھا مگر دوسری طرف اپنے رب کے آگے ہاتھ پھیلا کر اپنی کمزوری کا رونا ناصرِ حقیقی کے حضور رونے لگے کہ ثابت قدم رکھیو ہمارے پاؤں نہ اکھڑ جائیں۔ تیری مدد اور نصرت آج ہمیں درکار ہے۔ ورنہ ہماری شکست میں اب دیر ہی کتنی ہے۔ مگر جب تو ہمارا حامی و ناصر ہے تو ہمیں فتح حاصل کرنے میں بھی کچھ دیر نہیں لگے گی یہ دعا تھی بنی اسرائیل کے اہلِ ایمان کی جب وہ مومن اور مسلم تھے، سبحان اللہ! خدا کا دین بھی کیا خوب ہے آج وہی یہود ہمارے سخت دشمن ہیں مگر ہم ان کے سلف کو اپنا سلف مان کر ان کے صبر و ایمان اور تعلقِ باللہ، نیز اسلامی آدابِ جنگ کو اپنے لیے ایک نمونہ پا رہے ہیں۔

آج مسلمانانِ عرب جنگ میں یہود سے ہار گئے۔ اس کی وجہ آج کے یہود

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا ایمان نہیں بلکہ ہماری بداعمالی اور ایمان و تعلق باللہ سے غفلت رہی ہے، یہود کے مقابلے میں ۱۹۶۷ء کی جنگ میں ایمان صبر ڈسپلن اور تعلق باللہ نہیں اتارا گیا تھا، کھوکھلی نعرے بازی لے کر خدا کی نصرت سے غافل قیادت، اسلامی آدابِ جنگ سے ناواقف فوجیں، محض اُدھار لیے ہتھیاروں پر بھروسہ کر کے میدان جنگ میں پٹا بانس پیٹ رہی تھیں فتح و نصرت کے حاصل کرنے کے اسلام کے اپنے طور طریقے میں دورِ سموئیل اور طالوت کے زمانے میں جب ان طریقوں پر اہلِ ایمان چلے ہیں تو باوجود جھ سو کی قلیل تعداد ہونے کے بعد بھی کامیاب ہوئے۔

اسلام کا اپنا فنِ حرب ہے جسے میدان میں اتارنے کے بعد ہماری صفوں میں بہت سے طالوت اور داؤد سامنے آئے اور وقت کی بڑی بڑی طاقتوں کا گھمنڈ چور چور کر دیا، دفع فساد کے لیے اہل ایمان اگر اٹھیں گے تو نصرتِ الٰہی کا غیبی ہاتھ ان کی ضرور دست گیری کرے گا۔ اہلِ عرب تو طوافِ کعبہ میں پکاری جانے والی اس نبوی دعا سے خوب واقف ہوں گے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ۔

"ساری تعریف اس اللہ اکیلے کے لیے جس نے اپنا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وعدہ پورا کیا۔ اور اپنے بندے کی نصرت کی اور تمام
لشکروں کو شکست دینے میں خود اکیلا ہی کافی ہو گیا۔"
کوئی اور ناصر نہیں بن سکتا، خَیرُالنّاصِرِین کو مدد کے لیے آواز دو،
تمہاری بگڑی بن کر رہے گی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بنی اسرائیل کا اپنا پیغمبر

وَ يُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِيْلَ ۚ وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ

(۳ - آلِ عمران ۴۸ - ۴۹)

"اور اللہ نے عیسٰی کو تعلیم فرمائی کتاب اور حکمت کی اور علم دیا توریت اور انجیل کا اور بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ اور جب عیسٰی بحیثیت رسول کے بنی اسرائیل کی طرف

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آئے تو فرمایا، کہ میں تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں تمہارے لیے مٹی سے پرندوں کی مانند صورت بنائے دیتا ہوں۔ اور اس میں پھونک مار دیتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑتا پرندہ بن جاتا ہے۔ اور میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کر دیتا ہوں۔ اور خدا کے حکم سے مُردے بھی زندہ کر دیتا ہوں اور میں تمہیں یہ بھی بتا دیتا ہوں کہ کیا کھا کر آئے ہو۔ اور گھر پر کیا چھوڑ آئے ہو اس میں تمہارے لیے بڑی نشانی ہے اگر تمہیں ایمان لانا ہے۔"

سلسلۂ انبیاء بنی اسرائیل میں سب سے آخر حضرت مسیح ابن مریم کی بعثت یہود میں ہوئی اور نسلی اعتبار سے حضرت مسیحؑ قوم یہود کے فرد تھے۔ دعوت الی اللہ میں توریت کی تصدیق فرماتے تھے اپنی نبوت کے لیے وقت کے یہودی علماء و احبار کے مقابل تمام تر دلیل ہی کی روشنی میں دعوت پیش کی جاتی تو شاید وقت زیادہ درکار تھا۔ اس لیے آپ کی نبوّت کی تصدیق میں دلائل کے علاوہ معجزات کا عنصر زیادہ رہا کہ ہر کس و ناکس چار و ناچار آپ کی نبوّت کو فوراً تسلیم کر لے۔ مگر خود یہود ہی حضرت مسیحؑ کے مخالف ہو گئے، اور آنجناب کو معجزات کی بنا پر جادوگر اور شعبدہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

باز قرار دیا۔ اور اتنے پر ہی بس نہیں کیا بلکہ قتلِ مسیحؑ کی سازش اور حضرت مریمؑ پر بہتانِ عظیم لگانے میں بھی یہود نے قومی طور پر نمایاں حصّہ لیا، جبکہ مسیحؑ کی دعوتِ ایمانی یہود کے حق میں ایمان پر پھر سے قائم ہونے اور دینِ اسلام کے نشاۃ ثانیہ اور تجدید کی حیثیت رکھتی تھی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کے لیے سببِ ایمان

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَلِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ
وَجِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِیْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ
هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ۝

(۳۔ آلِ عمران ۔۔ ۵۰ ۔۔ ۵۱)

"اور عیسیٰؑ نے کہا کہ تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پیشتر آئی ہوئی توریت کی اور اس لیے آیا ہوں کہ جو کچھ تم پر حرام کیا گیا ہے اس میں سے کچھ حلال کر دوں اور تمہارے رب کی طرف سے کھلے نشانات لے کر آیا ہوں ۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت اختیار کرو ۔ یہی سیدھی راہ ہے۔"

معلّمِ دینِ اسلام حضرت مسیحؑ کی دعوت میں یہود پر دین و شریعت کے بہت سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بندھن کھولنے کا اعلان کیا گیا۔ جس میں یہود نے اپنے دورِ گمراہی میں از خود اپنے آپ کو باندھ لیا تھا اور اپنے اِرد گرد فاسد تمدّن اور مذہبی خبطی پن کا ایسا جال تیار کر لیا تھا، جس کی ڈور وقت کا کوئی عظیم پیغمبر ہی کاٹ سکتا تھا کیونکہ حقیقی دین داری کے مقابل رسمی دین داری کی پوری فقہ تیار کر رکھی تھی۔ جس میں ناروا رسومات کی پابندیاں اور بہت سے حلال کو حرام بنا کر نیز حرام کو حلال بھی بنا دیا گیا تھا۔ حضرت مسیحؑ کی آمد پر یہود کے لیے ایک نادر موقع تھا کہ دین میں احمقانہ مذہبیت کا جتنا حصّہ بعد میں داخل کر لیا تھا اُسے نکال کر امامتِ عیسوی میں اپنی صفوں کو درست کر لیتے اور صراطِ مستقیم پر از سرِ نو قائم ہو جاتے۔ لیکن یہود کو ایمان و اسلام۔ کتاب اور نبی سے زیادہ پیارا اپنے موروثی طور طریقوں سے رہا اور بعثتِ عیسیٰؑ ان کے لیے ایمان کے بجائے کفر کا سبب بن گئی۔

۲۷/۱

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسلام کا دورِ عیسوی
اور
یہود کی کافرانہ روش

فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیْسٰی مِنْھُمُ الْکُفْرَ قَالَ مَنْ
اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ
اَنْصَارُ اللّٰہِ ج اٰمَنَّا بِاللّٰہِ ج وَاشْھَدْ بِاَنَّا
مُسْلِمُوْنَ ○ رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا
الرَّسُوْلَ فَاکْتُبْنَا مَعَ الشّٰھِدِیْنَ ○

(۳-آلِ عمران ۵۲-۵۳)

"پھر جب عیسیٰؑ کو احساس ہو گیا کہ بنی اسرائیل کفر پر آمادہ ہیں تو آپ نے اعلانِ عام کر دیا کہ راہِ خدا میں کون ہے جو میرا مددگار ہوتا ہے، تب صرف حواریوں نے اقرار کیا کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار اور اللہ پر ایمان لا چکے ہیں اور آپ گواہ رہو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ ہم مسلمان ہیں۔ اے ہمارے رب ہم اس پر ایمان لائے جو کچھ
تو نے نازل فرمایا اور ہم رسولؑ کی راہ پر چل پڑے ہیں۔ پس
تو ہم کو سچ کی گواہی دینے والوں میں لکھ دے۔"

سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بالمقابل یہود نے کفر کی روش اختیار کی جبکہ ان پر فرض تھا کہ حضرت مسیح کی دعوت کو قبول کریں اور اُن کا ساتھ دیں۔ مگر قوم یہود کا اجتماعی فیصلہ دعوتِ مسیح کو رد کرنے کا ہو گیا اور کھل کر کفر پر آمادہ ہو گئے۔ تب حضرت مسیحؑ نے منادی کر دی۔ بنی اسرائیل اور بھی بھٹک گئے۔ جونہی زادے تھے وہی جب دعوتِ حق کو رد کرنے لگے تو اللہ نے حواریوں کے دل میں حق بات ڈال دی اور انھوں نے اٹھ کر اعلان کر دیا کہ ہم اللہ کے مددگار ہیں (حواری اصل میں دھوبی کو کہتے ہیں) دریا کنارے آبادی کے بہت سے حواری حضرت مسیحؑ کے ساتھ صفِ اوّل میں کھڑے ہو گئے۔ تب آگے بھی پیروانِ مسیحؑ اسی نام سے متعارف ہوئے۔ یہ ٹھیک اسی طرح کی بات ہے۔ جیسے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحبِ قرآن پر مدینۂ طیبہ کے جو لوگ اوّل اوّل ایمان لائے، اسلامی تاریخ میں انصار کے نام سے مشہور ہوئے۔ مگر چاہے زمانۂ عیسوی ہو یا اِس کے قبل کا دورِ موسیٰؑ یا پھر دورِ محمدیؐ ہو۔ صفِ اوّل کے لوگ جب دین میں داخل ہوئے وہ اسلام ہی رہا۔ بعد کے لوگوں نے بھلے ہی اِس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسلام کا نام محدود معنوں میں اپنے اعمال کے نمونے پر رکھ لیا ہو اور کوئی یہودی کوئی عیسائی اور کوئی اور کچھ بن گیا ہو مگر دین تو صرف ایک اسلام اور فقط اسلام تھا، اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَام۔

ایک اشکال یہاں یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیحؑ کو یہود کے کفر کا احساس ہوا تب آپ نے دعوتِ اسلامی کو حصارِ یہود سے باہر نکالا۔ ورنہ پہلے تو آپ نے خطاب خاص طور پر یہود ہی سے شروع کیا۔ اور غیر یہود تب تک دعوتِ عیسوی کے مخاطب سرے سے تھے ہی نہیں جبکہ دینِ اسلام کی دعوت تو عام ہوتی ہے اور بلا تخصیص خطاب عام کو روز اوّل سے جاری رہنا چاہیے تھا۔ بظاہر یہ وسوسہ گو مدلل معلوم ہوتا ہو۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے۔ کہ دعوتِ اسلامی کا کوئی بھی داعی چاہے وہ نبی ہو یا نبی کا پیرو کار ہو یا پہلی صف کا مبلغ عام ہو خطاب کے موقع پر اوّل تو انہیں لوگوں کی برائیاں دور کرنے کی فکر کرے گا جو دین و مذہب کے دعوے دار ہوتے ہیں ان کے بگاڑ کو درست کر کے انھیں اپنی صفوں میں کھڑا کر کے باطل کو چیلنج کرے گا۔ لیکن جب یہ حضرات خدا کے دین پر مجتمع نہ ہوں اور داعی کو یہ احساس ہو جائے کہ سابقہ جماعتِ حقہ کے نام دھاری میری مخالفت پر اتر آئے ہیں۔ تب ہی وہ دعوت کو اپنے پہلے دائرے سے نکال کر عام کرے گا۔ اسے تو کارکن چاہیے اگر اپنے دائرہ میں ملیں تو پھر باہر تلاش کرنا پڑے گا اِن سطور سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہ بھی واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آج ہم مسلمانوں میں بعض نادان یہ کہتے ہیں کہ دین کی تبلیغ مسلمانوں میں کیسی ؟ ۔۔۔ تو انہیں حضرت مسیح کی دعوت کا ابتدائی دور خود ہی جواب دے رہا ہے کہ اوّل خطاب تو انھیں سے ہوگا جو بگڑے ہوئے مسلمان ہیں۔ بعد میں عام لوگوں کو انھیں حضرات کے سدھار کا نمونہ بتا کر اسلام کی طرف بلایا جاسکے گا۔ باقی جب تک نام کے مسلمان کھلا ہوا انکار نہ کر دیں تب تک تو ساری طاقت انہیں کی اصلاح پر خرچ ہوگی۔ گھر میں اندھیرا ہو تو باہر چراغ کیسے جلائے جاسکتے ہیں۔ یہود نے کھلا ہوا انکار کیا بلکہ قرآن کے الفاظ تو یہ ہیں کہ کفر کیا ؛ مذہب کے نام پر آپسی مارا ماری میں لوگ ایک دوسرے کو کافر بناتے ہیں۔ مگر یہاں تو خدا کے نبی عیسیٰ علیہ السلام جو خاص الخاص بنی اسرائیل کے لیے بھیجے گئے تھے۔ انہیں کی زبان سے یہود کو کافر بنا دیا گیا۔ پس جس نے بھی مان لیا وہی مسلمان سمجھا گیا چاہے وہ دھوبی ہی کیوں نہ رہا ہو اور جس نے انکار کیا وہ باوجود نبیوں کی اولاد ہونے کے بھی مسلمانی سے خارج کر دیا گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسلام کی حقیقت

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝

(۳۔ آل عمران ۶۴)

"آپ فرما دیجئے کہ اے اہلِ کتاب آؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے وہ یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی نہ کریں اور اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم آپس میں ایک دوسرے کو رب قرار دیں لیکن اگر یہ لوگ اس بات سے پھر جائیں تو اعلان کردو کہ اب تم بھی اس بات کے گواہ رہو کہ ہم صرف مسلم ہیں۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسلام کی حقیقت کا جہاں تک تعلق ہے اسے پورے طور پر اِس اعلانِ خداوندی میں واضح اور صاف طور پر بیان کر دیا گیا اور یہی حقیقت تمام کتبِ آسمانی میں پہلے سے خدا کی طرف سے بتا دی گئی تھی۔ جس کے تسلیم کرنے میں کوئی یہودی یا نصرانی یا پھر کوئی ایسا گروہ جو کسی آسمانی کتاب کو اپنے دین کی اساس اور بنیاد مانتا ہو انکار نہیں کر سکتا کہ دین اور مذہب نام ہی ایک خدا کی بندگی کرنے کا ہے اور شرک سے کلی طور پر اجتناب ایسا ہو کہ کسی بھی انسان کو اپنا رب و حاجت روا اور مشکل کشا ہرگز تسلیم نہ کیا جائے، اس مختصر سی آیۃ میں تمام اہلِ کتاب کو ایک کلمۂ جامعہ کی طرف دعوت دی گئی جو تمام اہلِ کتاب کے نزدیک قدرِ مشترک ہے۔ اب اگر کوئی یہودی یا نصرانی اِس حقیقت سے روگردانی کرتا ہے تو اسے بھی ہمارے اِس عقیدے پر گواہ رہنا چاہیے کہ کوئی نیا دین ہم نے ایجاد نہیں کیا بلکہ قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق ٹھیک اسی ایک دینِ حق کو تسلیم کیا ہے جو تمام کتبِ آسمانی میں باوجود تحریف کے بھی بہت سے مقامات پر اپنی اصل کے اعتبار سے صاف صاف دکھائی دیتا ہے۔ یہ نکتہ بھی خوب ذہن نشین رہے کہ اسلام میں جب بھی شرک کی آمیزش ہوئی اور بندوں کو بندوں نے رب بنا لیا۔ اور مخلوق آپس ہی میں عابد و معبود بن گئی تب اسلام بجائے اسلام کے بہت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے ناموں سے مشہور ہوا اور اس طرح بہت سے مذاہب عالمِ وجود میں آئے جنہیں اسلام کی بگڑی ہوئی شکل کہا جائے تو بیجا نہیں بجا ہے۔ کوئی بھی عادل شخص اگر آج قرآن۔ توریت و انجیل کا مطالعہ کرے گا تو وہ اس حقیقت کو بآسانی معلوم کرلے گا کہ کہیں بت پرستی ہوئی کہیں بچھڑا پوجا گیا تو کسی نے انبیاء، اولیا کو ارباباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہ بنا دیا۔۔۔ کوئی عُزیر پرستی، مریم پرستی، مسیح پرستی و روح القدس پرستی میں مبتلا ہوا ہر طرح کے جلی و خفی شرک کی ممانعت رہی۔ پھر صاحبِ قرآن کی یہ دعوت بھی کیا خوب روشن ہے کہ اَرْبَاباً مِّنْ دُوْنِ اللّٰہ میں ہمارا شمار کیے جانے سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں، جبکہ آپ تو تمام نبیوں کے سردار تھے پھر دوسرے کو یہ حق کیسے پہنچ گیا کہ وہ رب ہونے کا دعوی کر بیٹھے یا اس کے غالی معتقد اپنی کفریہ بکواس میں خدا کو چھوڑ کر اُسے رب کا مدمقابل ٹھہرائیں۔ یہود و نصرانی بھی کچھ کر کے دین کی اساس میں تحریف کر چکے ہیں پھر اسلام جیسا مقدس نام ان کے اپنے ایجاد کیے ہوئے مذاہب سے وابستہ بھی رہتا تو کب تک۔

بالآخر سیاہ و سفید کو الگ الگ ہونا پڑا اور محدود معنوں میں اپنے دلفریب مقاصد کے حاصل کرنے کے لیے اسلام جیسے عطیہ ربانی کا نام ترک کر کے متفرق مذہبی ناموں سے جنون کی حد تک جب محبت کی گئی تو خدا کی دھرتی کے لوگ اسی کئی کئی زنجیروں میں جکڑ دیئے گئے اور جب اس پر مدت دراز گزر گئی تو اسلام بے چارہ اپنے ہی لوگوں میں اجنبی ہو کر رہ گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کیا ابراہیمؑ یہودی یا نصرانی تھے؟

یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ وَمَآ
اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِیْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○ ھٰٓاَنْتُمْ ھٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ
فِیْمَا لَکُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِیْمَا لَیْسَ
لَکُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○
مَا کَانَ اِبْرٰھِیْمُ یَھُوْدِیًّا وَّلَا نَصْرَانِیًّا
وَّلٰکِنْ کَانَ حَنِیْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا کَانَ
مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ○ (۳۔ آل عمران ۶۵-۶۶-۶۷)

"اے اہلِ کتاب تم ابراہیم کے بارے میں ہم سے کیوں جھگڑتے ہو توریت اور انجیل تو ابراہیم کے بعد نازل کی گئی ہے۔ تو کیا تم کو عقل نہیں بعض باتوں میں تمہیں علم تھا اس میں جھگڑ چکے ہو مگر جس بات کا تمہیں علم نہیں اس میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بحث وحجت کیوں کرتے ہو اصل علم تو اللہ کو ہے تم کو نہیں۔
سن لو کہ ابراہیم یہودی بھی نہیں تھے اور نصرانی بھی نہیں تھے
وہ تو یکسر مسلم تھے۔ اور مشرک تو وہ ہرگز نہیں تھے"

حضرت ابراہیم کی تعظیم و تکریم احترام و عقیدت میں یہود و نصاریٰ تو آگے آگے رہتے ہی تھے۔ لیکن مسلمان بھی اس معاملے میں پیچھے نہیں رہے بلکہ وہ تو اپنی نمازوں تک میں حضرت ابراہیم پر درود و سلام بھیجتے ہیں حضرت ابراہیمؑ کی شخصیت نزول قرآن کے زمانے میں بحث و تکرار کا موضوع بنی ہوئی تھی اور ہر گروہ انہیں اپنا بتائے جا رہا تھا ہر فرقہ یہ دعویٰ کر ڈالتا کہ ابراہیم ہمارے دین پر تھے۔ یہود کہتے کہ ابراہیم ہمارے دین پر تھے۔ نصاریٰ کہتے کہ وہ ہمارے دین پر تھے اس معاملے مشرکین کو بھی یارائے ضبط نہیں رہا اور نہلے پہ دہلا مار ہی دیا کہ کہاں کے یہودی کہاں کے نصرانی وہ تو خالص ہمارے مذہبی پیشوا تھے۔ جو مذہب ہمارا ہے وہی ان کا تھا، قرآن نے پہلے تو اہل کتاب کی خبر لی کہ بحث و تکرار کے بہت سے موضوع پر تم کچھ نہ کچھ ہلکا پتلا علم لے کر مسلمانوں سے جھگڑتے رہے ہو مگر یہ کیا بیوقوفی کر رہے ہو کہ حضرت ابراہیم کو یہودی اور نصرانی بتا رہے ہو جبکہ توریت اور انجیل کا نزول تو ابراہیم کے بعد ہی ہوا۔ ان دونوں مقدس کتابوں میں مذہبی چار سو بیس ۴۲۰ کرنے کے بعد تو یہودیت اور نصرانیت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کاتا نا بانا تیار رہوا عقل اور ہوش سے کام لو۔ یہ کیسی باتیں کر رہے ہو۔

ڈانٹ پھٹکار سے بھرپور اس تنبیہہ جلیل سے یہود و نصاریٰ کے مذہبی چودھریوں کی علمی قابلیت عین وقت پر جواب دے گئی اور معمولی عقل و فہم رکھنے والے ہر حجازی فرد پر یہ بات عیاں ہو گئی کہ یہودیت اور نصرانیت نامی مذاہب کا تعلق ابراہیم سے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ دلیل کی اس قوتِ قاہرہ سے قرآنِ پاک نے اوّل تو اہلِ کتاب کے با اثر علماء کو سکوت کی وادیوں میں لا چھوڑا اور بعد میں مشرکینِ حجاز کی طرف توجہ کی مگر ہلکی سی کیونکہ یہ لوگ اپنے مذہب کے متعلق کسی آسمانی نوشتہ کا تصور ہی نہیں رکھتے تھے۔ اس لیے انہیں زیادہ توجہ کا مستحق نہیں سمجھا گیا، بلکہ اتنا کہ علمی مجلس سے اٹھوا دیا گیا، کہ تم تو مشرک ہو ابراہیم علیہ السلام تو یکسر اور خالص مسلم تھے، وہ مشرک ہرگز نہیں تھے۔ یہود و نصاریٰ تو خیر کچھ نہ کچھ بنیادی اصول دین کے قائل ہیں ان سے بحث و مذاکرے میں بات کی جا سکتی ہے، لیکن کتبِ سابقہ و دینِ انبیاء کی تذکیر جس مجلس میں ہو رہی ہو وہاں مشرکین کا بھلا کیا کام ہے پہلے شرک کو چھوڑو پھر بات کرو کہ ابراہیم کیا تھے اور کیا نہیں تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خلیل کا خلیل کون؟

اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ (۳-آلِ عمران ۶۸)

"تمام انسانوں میں ابراہیم سے تعلق و نسبت کے دعوے کا حق تو اُنہیں کو پہنچتا ہے جو ابراہیم کا اتباع کر چکے ہوں اور یہ نبی اور وہ تمام لوگ جو ایمان لے آئیں؛ اور اللہ تو بس ان ہی لوگوں کا دوست اور ولی ہے جو ایمان لے آئیں۔"

حضرت ابراہیم کی تعظیم میں اہلِ کتاب کا ہمیشہ اتفاق رہا اور رہے پھر عرب کے مشرکین تو عقیدت کے غلو میں معمارِ کعبہ کو خود ربّ کعبہ کا ہم پلہ بنا کر بیت اللہ میں حضرت ابراہیم کا بُت بھی بنا کر رکھے ہوئے تھے اس لیے عقیدت و احترام میں ان کا مقابلہ تو کوئی بھی نہ کر سکتا تھا۔ رہے مسلمان، تو ہم پہلے ہی لکھ آئے ہیں کہ اپنی زمانوں میں اس وقت تک سلام

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نہیں پھیرتے جب تک حضرت ابراہیمؑ پر درود و سلام نہ بھیج لیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور دین ہی رب کی خالص بندگی کا دین ہے۔ اب دعویٰ تو ہر ایک کا یہ ہے کہ ہمارا تعلق اور نسبت ابراہیمؑ سے جسقدر ہے وہ کسی کا نہیں مگر قرآن نے بڑے دل چسپ انداز بیان میں تمام گروہ کے دعووں کا تجزیہ کرکے اصل حقداروں کی نشان دہی کردی پہلے تو یہ بتایا کہ تمام انسانوں کا یہ حق ہے کہ وہ ابراہیم کے طریقے پر چلیں۔ مگر جہاں تک اس دعویٰ کا تعلق ہے کہ ابراہیم صرف ہمارے ہیں تو پہلے اتباع کی بات کرو جنہوں نے ابراہیم کی اتباع کی وہی سچے دعویدار اور ہمارے یہ نبی جو قرآن لے کر آئے ہیں اور واقعی وہ تمام لوگ جو ایمان لائے ہیں یا لائیں گے تعلق و نسبت دوستی اور ولایت کا دعویٰ کرنے میں حق بجانب یہی لوگ ہیں خدا کے دوست سے تعلقات کی درستگی خدا پر ایمان لانے سے ہوگی ابراہیم تو دنیا چھوڑ کر ہمارے پاس آگئے ہم ان کے ولی تھے اور ہیں۔ اور تمہارے بھی ولی اور دوست ہم بن جائیں گے مگر پہلے ایمان لاؤ اور خدا کی ولایت سے اپنی جھولیاں بھر لو پھر دعویٰ تم کرو یا نہ کرو ہم خود تمہیں قبول کیے لیتے ہیں کہ تم ہمارے خلیل کے خلیل ہو، یہاں آج کا مسلمان بھی کچھ دیر کے لیے کھڑا ہو کر سوچے کہ ہم میں بہت سے فرقے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ کے صحابہ اور اولیاء کرام کی عقیدت کا دعویٰ تو گلا پھاڑ کر کرتے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہیں مگر اتباع اور پیروی میں ان کی زندگیاں خود گواہی دیتی ہے کہ اُن میں سچے لوگ کتنے ہیں۔ بزرگوں کا نام لے لینا اور کچھ رسمیں اور یادگاریں منا لینا ہی مقصود ہوتا تو اہلِ کتاب تو کیا خود مشرکین کی تعریف کرنی چاہیے کہ وہ بیت اللہ میں تصویروں میں منقش تصویرِ ابراہیم لگا کر طوافِ کعبہ کیا کرتے تھے جو اُن کے مشرکیہ عقائد کا کُھلا نشانِ عقیدت تھا مگر قرآن نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ اتباع کے بغیر تعلقِ ولایت کی بات کرنا محض جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

ادب و احترام کا غلو یہاں قابلِ تسلیم تو کیا اُلٹا ایک سنگین جرم ہے جس کی پوچھ گچھ قیامت میں ہر غالی معتقد سے ہونی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہودی سازش کا ایک مخصوص باب

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا
بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ
وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ۚ‌ۖ

(۳- آلِ عمران ۷۲)

"اور کہا بعض اہلِ کتاب نے ایمان لاؤ دن چڑھے
اس پر جو مسلمانوں پر اتاری گئی اور شام کو اس کا انکار کر دو
اس ترکیب سے یہ ایمان سے پھر جائیں گے۔"

یہودِ مدینہ کی اس سازش کا یہاں پردہ فاش کیا گیا کہ وہ بعض لوگوں کو خفیہ طور پر تیار کر کے بھیجتے کہ خوب شور و غوغا کے ساتھ مسلمانی قبول کریں اور اہلِ ایمان کے ساتھ ہو جائیں، اِدھر مدینہ طیبہ میں جو شخص ایمان لے آتا پورے شہر میں اس کی تشہیر ہونا قدرتی بات تھی اور روزانہ کچھ اصحاب کاشانۂ نبوّت پر حاضری دے کر اپنے ایمان کا اعلان کرتے۔ اس دور میں یہودی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سازش کے مطابق ان کا کوئی خاص آدمی صبح کو اعلان کرتا کہ میں بھی مسلمان ہوگیا ہوں اور شام کو اس اقرار سے پھر جاتا تاکہ عوام میں یہ چرچا ہو کہ دیکھیے فلاں یہودی لیڈر اور عالم نے اسلام قبول کیا تھا شام تک اسے اسلام کی حقانیت پر یقین باقی نہیں رہا اگر واقعی یہ قرآن صحیح ہوتا تو آخر یہود جو کتاب و نبوت سے خاص دل چسپی رکھتے ہیں وہ کیسے منکر ہو سکتے ہیں دو ایک واقعات اس طرح ہونے کے بعد ان آیات کا نزول ہوا۔ اور ان کی سازش بے نقاب کر دی گئی وہ زمانہ گذر گیا، جبکہ یہ واقعات پیش آتے تھے۔ مگر آج تک یہود کی یہ ترکیب برابر جاری ہے۔ اور بعض مقامات پر انھیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے، یہودی تاریخ میں اس منافقت کی بہت سی مثالیں مل جاتی ہیں۔

اسپین میں اسلامی حکومت کے زمانے میں یہودی علماء کی سازش کے مطابق یہود قبولِ اسلام کا اعلان کرتے رہے اور بارھویں صدی میں اسپین کے مسلمانوں کے اندر اور باہر پچاسوں انقلابات اور الٹ پھیر میں کامیاب رہے اور یہ بات تفصیل کے ساتھ جیوش انسائیکلوپیڈیا، جلد اول صفحہ ۳۲۴ پر آج بھی دیکھی جا سکتی ہے۔ ہمارے یہاں بھی علمِ حدیث و روایات نیز اسلامی تاریخ میں جو کچھ تھوڑا بہت اختلاف کبھی کبھی سامنے آجاتا ہے وہ اسی سازش کا پتہ دیتا ہے باقی موجودہ زمانے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہیں عرب اسرائیل جنگ میں خود عربوں کی صفوں میں بعض یہودی پہلے سے موجود ہوں عجب نہیں کہ بڑے بڑے عہدوں پر فائز بھی ہوں۔ ہم ہندوستانی بس قیاس اور گمان کی حد تک ہی کوئی بات کہہ سکتے ہیں۔ لیکن ہمارے عرب بھائی اگر تھوڑی سی توجہ اس طرف بھی کریں کہ یہودی لڑکیاں ہمارے اونچی سطح کے عرب ذمہ داروں سے رشتۂ نکاح میں کہاں کہاں بندھی ہوئی ہیں اور کیا کیا خدمات انجام دے رہی ہیں۔ تحقیق کی حد تک کوئی حرج نہیں اگر یہ بھی معلوم کر لیا جائے کہ فوجی حکام و اعلیٰ سربراہ کار کے گھروں میں یہودی عورتوں کا تناسب کتنا ہے اور خود ان عہدوں پر یہود اپنا نام بدل کر کہاں کہاں چھپے ہوئے ہیں جنہیں اب تک مسلمان سمجھا جاتا رہا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کاروباری معاملات اور یہود

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ
بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ
اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ
اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ
قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ
وَيَقُوْلُوْنَ عَلَي اللّٰهِ الْكَذِبَ وَھُمْ
يَعْلَمُوْنَ ○ (۳۔ آل عمران ۷۵)

"اور ان میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ اگر تم مال کا ڈھیر بھی دے ڈالو گے تو وہ تمہیں یہ امانت واپس کر دے گا اور کوئی ایسا بھی ہے کہ اگر ایک دینار بھی تم نے دیا ہو گا تو واپس نہ کرے گا یہاں تک کہ تم اس کے سر پر سوار ہو جاؤ یہ بد معاملگی پیدا ہونے کا سبب ان کا یہ قول ہے کہ غیر یہودی لوگوں کا حق مار لینے میں ہم پر کوئی گناہ نہیں یہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لوگ جان بوجھ کر اللہ پر جھوٹا بہتان لگاتے ہیں۔"

کاروباری معاملات میں یہود کا رویہ اپنے اور غیر یہود (GENTILES) کے درمیان الگ الگ ہے۔ نسلی مفاخرت اور قومی نخوت کی پوجا ان ظالموں نے یہاں تک کر ڈالی کہ لین دین کے معاملات میں امانت کا قاعدہ اپنے قومی دائرہ میں ہو تو ہو باقی غیر یہودی کا مال اگر کوئی یہودی کھا ڈالے تو اس پر مذہبی اعتبار سے بھی کوئی چارہ جوئی نہیں کی جا سکتی۔ دین و شریعت کے ضابطوں کے قطع نظر آج بھی دنیا کی تمام کاروباری منڈیوں میں رونق کا سبب بھی امانت رہی ہے۔ کاروباری معاملات میں امانت و دیانت پاسِ عہد ایمانداری یہ سب الفاظ اگر اپنے اور غیروں کے لیے الگ مفہوم لے کر کسی قوم نے انسانی معاشرے میں قدم رکھا تو وہ یہود اور فقط یہود ہیں، شرکتِ مضاربت، ملازمت۔ صنعت و حرفت وغیرہ جتنے بھی معاش کے شعبہائے حیات ہیں ان میں اپنوں اور غیروں کے لیے امانت کے ضابطے اگر الگ الگ ہوں تو ایک طبقہ یہود ہی پورے انسانی سماج میں پھاڑ کھانے والے بھیڑیئے کی تعریف میں آتا ہے۔ اگر دُنیا کے بازار اور منڈیوں میں دوکانوں اور کھیت کھلیانوں میں یہ تفریق رواج پا جائے تو بنی آدم کی معاشی و کاروباری حالت کا اندازہ ہر کوئی لگا سکتا ہے کہ کیا ہوگا۔ معاملات میں بے ایمانی رزق کی برکت کا خاتمہ کر دیتی ہے، یہ بات پہلی صدی ہجری کے مسلمانوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کو بھا بہ بادِ گئی اور قرآن کے اس حکم سے انھیں خوب واقفیت تھی کہ تجارت معاملات و لین دین وغیرہ میں امانت اور ایمان ہی بڑی چیز ہے ایک دینار ہو چاہے مال کا ڈھیر ہو آج ہم مسلمانوں کی حالت یہود جیسی ہر گز نہیں کہ ہم اپنوں اور دوسروں میں معاملات کے الگ الگ ضابطے رکھتے ہوں۔ یہ گناہ بحمد اللہ اب تک ہم میں سے کسی نے نہیں کیا البتہ بہت کم لوگوں کو اس کا علم ہے کہ موجودہ معاشی بدحالی میں یہود کا ہاتھ کہاں تک اور کتنا ہے۔ کہنے کے لیے یوروپی لوگوں کے ادارے ایشیائی ممالک میں کاروبار چلاتے ہیں، لیکن ستر فیصد یہود کا تناسب اتنا مخفی رہا کہ اب جا کر اس پر نگاہ پڑی وہ بھی عرب اسرائیل جنگ کے بعد یہود جب عالمی سیاست میں گفتگو کا موضوع بنے ورنہ پتہ نہیں کب تک یہ پردہ اور بھی پڑا رہتا۔ دنیا کو جان لینا چاہیے کہ آگے معیشت کو اگر سو فیصد یوروپی یہود کے ہاتھ میں آنا ہے تو غیر یہودی لوگوں کو بھوکے مرے بغیر چارہ بھی نہیں۔ بعض بعض ہمارے اپنے بھی ایسے ضرور ہیں کہ پاسِ امانت کا خیال غیر تو کیا خود اپنوں کے ساتھ بھی نہیں رکھ پاتے۔

اب تک جو کچھ آپ نے پڑھا ہے اس میں جگہ جگہ یہود پر زیادہ تر لعنت کی بوچھار ہے۔ مگر قرآن کی حقانیت بھی دھیان میں رکھیے کہ عیب گنواتے وقت ہنر اور سعادت کا تذکرہ پہلے کر دیا کہ بعض یہود تو ایسے امانتدار ہیں کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ مال کا ڈھیر بھی اُن کی امانت کو مجروح نہیں کر سکتا مگر باقی سب ایک دینار بھی بغیر سر پر سوار ہوئے واپس نہ دیں گے۔ پھر غیر یہود کا مال حلال کر لیا گیا تھا تو اصطلاحات بھی گڑھنی پڑیں یوں اب تک غیر یہود کے لیے شارحینِ توریت کی زبانوں سے پردیسی کی اصطلاح چل پڑی تھی لیکن نزولِ قرآن کے وقت غیر اہلِ کتاب اور ناخواندہ لوگوں کے لیے اُمیین کا لفظ استعمال ہوتا تھا یہود نے اس لفظ کو ہاتھوں ہاتھ لے لیا اور دوسروں کا مال ہضم کر جانے کے لیے اس نام کا خوب خوب استعمال کیا اور آج کالوں اور گوروں کی تمیز کے قضیے افریقہ اور امریکہ میں ان ہی کے دم سے جاری ہوئے ہوں تو تعجب نہیں۔ یہ چھوت کی بیماری یہود جہاں بھی لے گئے وہاں خود دوسرے بھی کب تک ان کی صحبت میں رہ کر اس بھیانک روگ سے محفوظ رہ سکتے تھے لین دین میں یہود وغیرہ کے فرق سے انسانی معیشت میں جو دھماکہ ہونے والا ہے۔ وہی شاید دجّال کے ظہور کا سبب بنے فی الحال تو دجال کی جگہ سود خور یہودی سرمایہ داروں کی تھیلیاں ہر جگہ پنجۂ دجال کی طرح انسانی ضروریات کو اپنے شکنجہ میں لیتی آ رہی ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خفیف سا نقصان اور اس کا علاج

لَنْ یَّضُرُّوْکُمْ اِلَّآ اَذًی ؕ وَاِنْ یُّقَاتِلُوْکُمْ
یُوَلُّوْکُمُ الْاَدْبَارَ قف ثُمَّ لَا یُنْصَرُوْنَ

(۳۔ آل عمران ۱۱۱)

"مسلمانو! تم کو یہ لوگ خفیف سے نقصان کے سوا کچھ ضرر نہ پہنچا سکیں گے، اور تمہارا مقابلہ کریں گے تو پیٹھ دکھا کر بھاگ کھڑے ہوں گے اور ان کی مدد بھی کوئی نہیں کر سکے گا۔"

یہود مدینہ زیرِ تذکرہ ہیں اور نزولِ قرآن کے وقت صف اوّل کے مسلمانوں کو خطاب ہو رہا ہے کہ یہود اگر تمہارے مقابلے میں آئے بھی تو بھاگ کھڑے ہوں گے۔ اب اسی آیت کو موجودہ زمانے میں عرب اسرائیل جنگ کی چوکھٹ میں لگا کر دیکھیے تو معلوم ہوگا کہ آج کا مسلمان وہ مسلمان نہیں رہا، جس کو یہاں خطاب کیا گیا ہے۔ مگر یہودی پہلے سے بھی زیادہ چالاک اور سازوسامان کے ساتھ لیس ہو کر سامنے آیا۔ مقابلہ میں مسلمان نہیں تھا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلمان کا مردہ جسم تھا، اسلامی روح سے خالی عربوں کی ایک بھیڑ تھی جس پر یہودی بربریت ٹوٹ پڑی، یہ وہ مسلم نہیں تھا جسے اُس کے رب نے بڑے پیار سے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کہا تھا بلکہ وہ تھا جو اپنے ایمان کی طاقت کو بھول گیا اور دینِ توحید کا واضح اعتقاد چھوڑ کر غیروں کی نقالی میں زیادہ نہیں تو پچھلے سو سال سے مصروف تھا۔ مگر دنیا بھلا اس بات کو کیوں ماننے لگی۔ مردم شماری کے لحاظ سے ہم اب بھی مسلمان ہیں اس کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے۔ کیسا کلنک لگایا ہم نے اپنے دین پر کہ ہارے خود مگر مشہور عالم یوں ہوئے کہ مسلمان ہار گئے اسلام ہار گیا۔ اب تو سیدھے سیدھے اس اسلام کی طرف بڑھو جو تمہاری کامیابی کا ضامن ہے۔ ورنہ یاد رکھو کہ آج تمہیں پیچھے ہٹنا پڑا اور نصرتِ الٰہی تمہارا ساتھ چھوڑ گئی۔ بھاگتے کو سہارا اگر مخلوق دیتی بھی ہے تو کسی غرض سے جیسے کسی مصیبت زدہ پریشان حال مقروض کو کسی مہاجن نے قرض دیا ہو تو بالآخر وہ اُس کے گھر کے ہانڈی، برتن بکوا دیتا ہے تاکہ اپنے دیئے ہوئے قرض کا پورا نفع اسے حاصل ہو جائے۔ مگر یاد رہے کہ بھاگنے والے کی نُصرت اللہ نہیں کرے گا۔ وہ تو اُن ہی کی مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کے لیے تیار رہوں گے۔

اپنے ایمان میں کمزوری نہ آنے دو۔ آخر یہود ہم پر کیسے بیسے پڑ گئے جبکہ وہ تو سرے سے اسلام ہی کو نہیں مانتے۔ آخر اِن میں اسلام کا مقابلہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کرنے کی طاقت کہاں سے آگئی؟ بھائیو! ایمان اور اسلام کو اس جنگ میں کسی نے اتارا نہیں تھا۔ اُسے تو مسجد میں رکھ آئے تھے۔ رہی مادّی طاقت تو وہ بھی تمہاری اپنی نہیں تھی اور تھی بھی تو یہود کے مقابلے میں تکنیکی لحاظ سے اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی پھر اب میدان میں دو بیمار اگر اتریں تو جسمانی تندرستی جس کی جس درجہ میں ہوگی وہی بیمار پڑے گا۔ ایسے مواقع پر نصرتِ الٰہی قطعی طور پر غیر جانبدار ہو کر الگ تھلگ ہی رہے گی۔ جب دونوں میں سے کوئی بھی اللہ کی پارٹی کا نہیں تو پھر اسے کیا پڑی ہے کہ کسی ایک کی مدد کرے، بلکہ میدان میں اپنی اپنی طاقت کے سہارے دونوں کو کھلا چھوڑ دینا ہی سنّتِ الٰہی کا دستور ہوتا ہے۔ یہود کی حالت آپ پر عیاں ہو چکی ہے کہ دین و مذہب کو ان بے چاروں نے مدت ہوئی سلام کر لیا ہے آپ کے مقابلے میں یہود کچھ دین کو لے کر آئے نہیں تھے۔ بلکہ اسباب و وسائل، مال و دولت، جدید آلاتِ حرب اور سیاسی جوڑ توڑ کے ساتھ صف آرا تھے صنعت و حرفت کے علاوہ پریس اخبارات ریڈیو ٹیلی ویژن اور خبر رساں ایجنسیوں پر یہود کی اجارہ داری، تعلیمی، اقتصادی اور سیاسی محاذ پر ان کی موجودگی۔ عالمی سیاست میں ان کا اثر و رسوخ، امریکی حکام میں اپنا ایک خاصہ حلقہ، یہ سب عربوں کے مقابل مادّی وسائل تھے۔ ان سب کڑیوں کو جوڑ کر دیکھیے کہ ایک زنجیر مسلسل ہے جو ہمارے عرب بھائیوں کے پاؤں کی بیڑی بن گئی، پھر اگر اس بیڑی سے جکڑا ہوا عرب بے بس ہو کر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھی فتحیاب ہو جاتا تب کہہ سکتے تھے کہ مسلمان کے حق میں نصرتِ خداوندی ہوئی۔ باقی اتنے پاپڑ بیلنے کے بعد یہود کی کیا قیمت رہ جاتی۔ جو ساری قوت کے فقدان اور تعداد میں قلت کے باوجود بھی اہلِ ایمان کے حق میں فتح دی جاتی۔ ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ باوجود بڑے بڑے خزانوں آلاتِ حرب اور مستحکم حویلیاں اور قلعوں کی بہتات ہونے کے بعد بھی بنی قریظہ، بنی نضیر، بنی قینقاع۔ اور تمام یہود خیبر بے سرو سامان اور نہتے اہلِ ایمان کی للکار پر بھاگ کھڑے ہوئے ایمان ہو تب خدا کی مدد نصیب ہوگی۔ سنہ ۱۹۴۰ء سے عرب و یہود کے تذکرے سنتے سنتے کان پک گئے۔ یہود نے میدان میں پوری مادی طاقت رکھ دی، یہاں مادیت تو اتنی نہیں تھی ورنہ پھر بھی کچھ نہ کچھ بچاؤ ہو جاتا۔ مگر ایمان اور اسلام کی ایک طاقت تھی جو ہر مادی طاقت پر غلبہ پا جانے کی خدائی طاقت کا مظہر ہے۔ تجربے سے بہت سے ثبوت مل جاتے ہیں اس طرح تمام تجربے کر کے دیکھ لیے گئے اور سنہ ۱۹۶۹ء آج ختم ہو رہا ہے۔ مگر سب تدابیر بیکار ثابت ہوئیں۔ کیا حرج ہے اگر اسلام کو ایک بار پھر تجربہ کر کے دیکھ لیا جائے کہ مادی وسائل ہیں وہ کتنا ٹک سکتا ہے۔

خدا کرے اب اسلام کو ہمارے عرب بھائی میدان میں لا اتاریں پس مسلمان اب مسلمان ہو جائیں۔ ایمان والے اب ایمان لائیں، یہود کی موجودہ فتح کی ہمارے پاس ایک معمولی سے ضرب سے زیادہ حیثیت نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رہے گی اور میدان میں ہمارے بجائے انھیں بھاگنا ہے۔ ہم دین سے بھاگے تھے۔ مادّیت کی وادی میں آکر مگر نئے نئے تھے۔ یہاں یہود کو ہم سے تجربہ زیادہ تھا۔ ہمارا موجودہ اثاثہ جو کچھ بھی ہے۔ جدید آلاتِ حرب کا جتنا کچھ تجربہ ہے، بس وہی کافی ہے، ایمان واسلام ہی اب ہمیں چاہیے، اس کے بغیر کوئی کسر پوری نہیں کی جاسکتی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کی حکومت!

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا
بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ
بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ط
ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ط ذٰلِكَ
بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝

(۳-آل عمران ۱۱۲)

"یہ جہاں بھی پائے گئے ذلّت انھیں ماری گئی یہ اور بات ہے کہ اللہ کے تعلق سے انھیں پناہ مل گئی۔ لوگوں کے تعلقات سے بچ گئے۔ مگر اللہ کے غضب میں گھرے رہے اور بیچارگی ان پر مسلّط کر دی گئی۔ یہ اس لیے ہوا کہ انھوں نے اللہ کی آیات کا انکار کیا، نبیوں کو ناحق قتل کیا اور خوب نافرمانیاں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کیں۔ اور حدِّ اعتدال سے نکل نکل جاتے رہے"

اس مفہوم کی کچھ اور آیات میں ہمارے یہاں یہ بات مدتوں سے چلی ہوئی ہے کہ یہود کی حکومت اس دھرتی پر قائم نہیں ہوگی۔ اب دنیا نے دیکھ لیا کہ آج اسرائیل کی حکومت قائم ہے۔ اس لیے بعض لوگوں کو ذہنی الجھاؤ بھی ہوتا ہے۔ کچھ ناعقلوں کو ریب و تشکیک سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے ادھر کئی دنوں سے اِس عنوان پر ہمارے ملک کے مسلم اخبارات نے بہت کچھ لکھا علمار کرام کے تسلی بخش جوابات بھی سامنے آئے۔ اس لیے مذاکرہ میں جو کچھ آچکا ہے۔ اس کا بیان نہ کرتے ہوئے کچھ سیدھی اور صاف بات ہم یہاں عرض کریں گے۔

شیطان ایک بہت بڑا فرشتہ تھا اور معلم الملکوت تھا یہ بات آپ نے کئی بار سنی ہوگی مگر قرآن پاک کی سورۂ کہف میں كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ بتایا گیا۔ یعنی وہ جنّات میں سے تھا اور اپنے رب کے حکم کی اُس نے نافرمانی کی۔ اب آپ بتایئے کہ آج تک جو سنتے آرہے تھے۔ اس کے خلاف کیسی بیّن شہادت مل گئی۔ مگر بہت سے ایسے لوگ جو نانی اماں کی کہانیوں سے دین کا علم سیکھ کر آئے ہیں اُن کے گلے میں یہ بات اترنا بڑا مشکل ہوگا۔ شیطان تو خیر جن تھا مگر وہ فرشتہ بھی رہتا تو واقعہ میں کیا فرق پڑجاتا۔ مگر ایسا کیوں کہا جائے۔ جبکہ قرآنِ پاک میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

صاف صاف بیان کسی بات کا ہے تو اسے ٹھیک ویسا ہی کہنا بھی چاہیے اور ماننا بھی چاہیے۔ لیکن صدیاں ہوگئیں قرآن اس امت کے مطالعے کے باہر کی چیز ہوگیا۔ اور سنی سُنائی باتوں یا نیم پختہ عالموں کے قول یا پھر کسی کی علمی غلطی کو دین کا حصہ مان لیا گیا۔ تب وقتی طور پر تو کچھ زیادہ نقصان کا احساس نہیں ہوتا۔ مگر بعد میں اس غلط بیانی سے خود اللہ کے بارے میں بعض لوگوں کو شکوک و شبہات ہونے لگتے ہیں۔

شیطان بڑا معلم الملکوت تھا، اسی طرح یہ بھی ہم مسلمانوں میں تذکرہ رہا کہ یہود کی حکومت کبھی قائم نہیں ہوگی۔ حالانکہ قرآن پاک میں کوئی ایک آیت بھی نہیں بتائی جا سکتی جس میں واضح طور پر یہ بات بتائی گئی ہو کہ یہود کی حکومت قائم نہیں ہوگی۔ ہاں البتہ ان کی ذلت و بے چارگی مسکنت و غلامی کے تذکرے خوب خوب ہیں مگر اس سے یہ بات کہاں سے ٹپک پڑی کہ تا قیامت ان کی حکومت قائم نہ ہوگی۔ ان کے اعمال بد واقعی ایسے ہیں کہ حجاز سے بھاگنے کے بعد انہیں چین نصیب بھی نہیں ہوا۔ خدائی شعلۂ انتقام ان پر بار بار بھڑکا ہے۔ بار بار یہ لوگ اُجڑے ہیں۔ جرمنی، ہنگری، زیکوسلواکیہ اور اٹلی میں تو یہ لوگ باوجود خوش حال ہونے کے بھی ذلیل و خوار ہی رہے۔ بہت سے ملکوں میں جمع بھی ہوئے اور منتشر بھی ہوئے مگر اس ذلت آمیز زندگی کا نصیب میں لکھا جانا اسی لیے تو ہوا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہ یہ لوگ خدا کے بڑے نافرمان ثابت ہوئے۔ لیکن کیا ہم فرماں بردار تھے؟ آخر اللہ تعالیٰ ہم جیسے بگڑے مسلمانوں کی اچھی طرح مزاج پرسی کے لیے جلاّدوں کا تقرر اولیاء اور صلحاء کی جماعت میں سے کرنے سے رہا، لامحالہ جلاّدوں کا انتخاب تو کچھ ایسا ہی ہونا تھا کہ نہ صرف ہماری روح اور جسم بلکہ قلب و ضمیر بھی خوب خوب محسوس کریں کہ حاکم اعلیٰ رب العالمین کو ہم سے بڑی ناراضگی ہے۔

بادشاہ جب اپنی اولاد پر بگڑ جاتے ہیں تو وزیر کے ہاتھوں نہیں پٹواتے، بلکہ چماروں اور بھنگیوں سے جوتے لگواتے ہیں، تبھی شہزادوں کا دماغ ٹھکانے لگتا ہے۔

یہود کی حکومت کی بات[1] چل رہی تھی۔ پچھلے بیس[2] برس سے قرآن پاک کا مطالعہ میرا وظیفہ رہا ہے۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے، ہر مسلمان کو اس کے

---

[1] احادیثِ نبویہ میں یہ مضمون متواتر آیا ہے کہ اخیر زمانے میں یہود کا قبضہ ارض فلسطین پر ہو جائے گا اور تمام تر یہود ایک جگہ جمع ہو جائیں گے تب ان میں دجال پیدا ہو گا جو اس وقت کے یہودی اقتدار کا اعلیٰ افسر ہو گا اور مسلمانوں کو اس زمانے میں یہود کا مقابلہ کرنے میں بڑی دشواریاں پیش آئیں گی اس طرح کی پیش خبریوں پر مشتمل روایات کا سلسلہ ذخیرہ احادیث میں موجود ہے ہمارے علماء کرام ان احادیث پر برابر غور و فکر کرتے رہے اور

(باقی اگلے صفحہ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ساتھ یہی تعلق ہونا چاہیے۔ مگر میں دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہود کی

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور ملتِ اسلامی کو اس خطرے سے خبردار کرنے کے لیے نبوی پیشین گوئیوں کو عوام کے ذہن نشین کرانے کی برابر کوششیں کرتے رہے مگر ہمارے سلاطین اور سیاسی رہنما ان روایات کو ملاؤں کے دل چسپ مشغلہ سے زیادہ اہمیت دینے کو کبھی تیار نہ ہوئے عوام بھی اس معاملہ میں علمار کرام کی باتوں کو صرف وعظ کی حد تک سنتے رہے کسی نے بھی اب تک اس خطرے کا نوٹس تک قبول نہ کیا اس کی وجہ یہ رہی کہ منتشر اور پراگندہ یہود کو مسلمانوں نے جو کس نگاہوں سے دیکھتے رہنا ایک بے کار سی بات سمجھا کہ یہود جیسے بے مکان اور بے ٹھکانہ لوگ ہمارا بھلا کیا بگاڑ سکتے ہیں۔ رہے سلاطین، اور سیاسی رہنما تو یہ لوگ ہمیشہ قرآن وحدیث کی بات کو اسی وقت مانتے ہیں جب یا تو خود ہی اقتدار کی کرسیوں سے بے دخل کر دیئے جائیں، یا ملک الموت کا ہاتھ ان کی گردنوں تک پہنچ جائے۔

قرآن وحدیث کی تمام باتیں اپنے اپنے وقت پر برابر ظاہر ہو کر رہتی ہیں کسی معاملہ میں حالاتِ حاضرہ سے ان باتوں کا وزن بظاہر کم تر دکھائی دے تب بھی مسلمان کو بے یقین نہ ہونا چاہیے۔ ورنہ جب یہ پیش خبریاں پوری ہونے کا وقت آتا ہے تب اس بے یقینی پر آدمی کو

(باقی اگلے صفحہ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حکومت قائم نہ ہوگی۔ یہ بات کہیں بھی کلام پاک میں نہیں کہی گئی۔ ہاں انہیں بچ بچا کر رہنے میں کبھی کبھی الٰہی اور غیر الٰہی سہارا کام دے جاتا ہے کہ آخر ہیں تو وہی لوگ جو توریت کے حامل مانے جاتے ہیں۔ نام کی نسبت کبھی کبھی کام دے بھی جاتی ہے۔ اور عام کاروباری لوگوں سے نیز ہمسایہ حکومتوں سے جو کچھ معاہدے ان کے بڑے بڑے تاجروں اور سرمایہ داروں نے کر رکھے تھے اس پر انہیں کچھ وقت چین کی سانس لینے کا موقع میسر آ گیا۔ اب رہی آج کی اسرائیلی حکومت تو اسے صحیح معنوں میں اسرائیلی حکومت کہنا غلط ہی ہوگا۔ یہ تو دراصل استعماری طاقتوں میں یہود کے اثر و نفوذ کا نقد نفع ہے جس میں دوسری طاقتیں بھی برابر کی شریک ہیں۔ زیادہ دن تک ایک طبقہ یہود ہی اس حکومت کا مزہ لے نہیں سکے گا۔ حالات کچھ ایسے پلٹیں گے کہ دوسرے شرکا بھی اپنا حصہ وصول کریں گے۔ کون نہیں جانتا کہ یورپی سیاست کی بازاری بیسوا کے ساتھ یہودی سرمایہ دار اور استعماری ایجنٹوں کے مشترکہ ناجائز تعلقات سے یہ ایک بچہ پیدا ہو گیا۔ دیکھیں! اب اس

(باقی حاشیہ صفحہ گزشتہ) بڑا نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اسی طرح غلط قسم کی باتوں اور بے تحقیق معلومات پر بھروسہ کر کے بیٹھ رہنے والے بھی وقت آنے پر مبہوت ہو کر رہ جاتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ولدالزنا کی سرپرستی کا دعویٰ تنہا یہود کب تک کرتے رہیں گے اور دوسرے شرکار اسرائیل کے اس دعوے کو بے عزتی کے ساتھ کب تک برداشت کریں گے۔ ورنہ پھر مسلمان اس ولدالزنا کا قلع قمع کریں گے ہی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ پھر بھی کچھ نہ کچھ تو ہو کر ہی رہے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کے نیک لوگ

لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ
یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَهُمْ یَسْجُدُوْنَ ○
یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَیَاْمُرُوْنَ
بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُسَارِعُوْنَ
فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ○
وَمَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ ؕ
وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ ○

(۳ - آلِ عمران ۱۱۳ - ۱۱۴ - ۱۱۵)

"اہلِ کتاب سب برابر نہیں ہیں۔ ایک جماعت اِن میں اب بھی قائم ہے۔ تلاوت کرتے ہیں اللہ کی آیات۔ اوقاتِ شب میں سجدہ کرتے ہیں۔ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیکی کا حکم کرتے ہیں برائیوں سے روکتے بھی ہیں۔ اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھلے کاموں میں جلدی کرتے ہیں یہی صالح لوگ ہیں۔ اور جو بھی نیک کام یہ کریں گے۔ اُس کی ناقدری نہیں کی جائے گی۔ اللہ تو پرہیزگاروں کو خوب جانتا ہے۔"

قرآن خدا کا نازل کیا ہوا ہے۔ اس پر دلیل اگر کسی کو چاہیے تو اس طرح کی آیات کو وہ زیر بحث لاکر سوچے کسی انسان کا کلام اگر یہ قرآن مجید ہوتا تو آپ یہود کے صالح عنصر کی تعریف بھلا کہاں سُن سکتے تھے دشمن کی کسی خوبی کا اعتراف یوں بھی مشکل ہوتا ہے پھر دشمن بھی ایسا۔ جو ـــــ ہر محاذ پر ٹکرانے کو پوری سج دھج کے ساتھ موجود ہو۔

ایسے دشمنوں کی تعریف اور تعریف بھی کیسی کہ سنگریزوں میں ہیروں کا تعارف کرا دیا گیا۔ اور بتایا کہ دشمن کی صف کے تمام لوگ یکساں ہیں اسطرح کہنا یا سوچنا انصاف کی بات نہیں۔ ہم تو عالم الغیب ہیں۔ ہمیں تو ان کے شب و روز معلوم ہیں۔ یہود کا ایک طبقہ حق پر اب بھی قائم ہے اللہ کی آیات پڑھتا ہے۔ راتوں کو سر بسجود ہوتا ہے۔ اللہ پر ایمان اور آخرت کی فکر نیکی اور بھلائی کے کاموں میں لپک اور دلچسپی کے ساتھ دوڑ لگاتا ہے ایسے نیک کردار لوگ یہود میں نزولِ قرآن کے وقت موجود تھے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ اب بالکل نہ ہوں۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ فلسطین میں پہلے سے جو یہود بسے ہوئے تھے۔ اُن میں سے بہت سے لوگ اِن صفات کے حامل

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہوں۔ فلسطین میں عرب مسلمان تو داڑھی منڈوا کر سوٹ بوٹ، نکٹائی پہن کر بازاروں میں انگریزوں کی گنتی میں آجاتے۔ اور مقامی یہود بڑی بڑی داڑھیاں اور شرعی لباس سے ہندوستانی علماء دین معلوم ہوتے تھے۔ چاہے کوئی یہودی کاشتکار ہو یا دوکان دار مگر لباس و معاشرت میں باہر کے لوگوں کو مسلمان معلوم ہوتے۔ تبلیغی جماعت کے ایک صاحب بہت پہلے جب ان علاقوں میں تشریف لے گئے تھے۔ وہ بتا رہے تھے کہ ہم جب ان مقامات سے گذرے تو مقامی عرب مسلمانوں نے ہم کو یہودی خیال کیا، اور ہم نے وہاں کے مقامی یہودیوں کو مسلمان سمجھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ مدتوں سے عرب کے کلمہ گو مغربی ہو چکے ہیں اور یہ تک بھول چکے ہیں کہ داڑھی رکھنا بھی مسلمان کا ایک کام تھا۔ اور اب وہ خیال کرتے ہیں کہ داڑھی رکھنا یہود کا نشان ہے۔ ایک لطیفہ اگر اس طرح بنایا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ کہ نصرتِ الٰہی کے فرشتے نے عرب یہود جنگ میں بجائے مسلمانوں کی مدد و نصرت کے اپنا ساتھ یہود کے پلے کر دیا ہو کہ ظاہر میں مسلمان تو وہی معلوم ہوتے ہیں۔ کوئی رنگ ڈھنگ تو ہونا چاہیے۔ مسلمان کا باطنی بگاڑ تو انتہا کو تھا مگر اسلام کی ظاہری علامت اور نشان بھی یہود کے ہاتھوں میں دیدیا اور خود فرنگی تہذیب میں ایسے غرق ہوئے کہ شیطان بھی مارے شرم کے عرق عرق ہو گیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کے صالح افراد کا تذکرہ چل رہا تھا۔ آیات کے نزول کے وقت صالحین یہود کے بعض خاص خاص اصحاب میں عبداللہ بن سلامؓ، ثعلبہ بن سعیدؓ اسد بن عُبیدؓ کے نام نامی حدیث، فقہ اور تاریخ کی کتب اسلامی کے اوراق میں محفوظ ہیں، جس طرح دوسرے اکابرین کا ادب و احترام ہم کرتے ہیں، اسی طرح یہ حضرات بھی ہمارے دینی و روحانی پیشوا مانے گئے ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ نیکی کا کام جو بھی کرے گا ناقدری نہ کی جائے گی یہ اللہ کا اٹل قانون ہے۔ کہتے ہیں عرب یہود جنگ میں عربوں کا جو حال تھا وہ سب پر عیاں ہے مگر یہود کے مقامی فلسطینی قدیم باشندے ننگے سر اور ننگے پاؤں سڑکوں پر توریت لے کر دعا گو تھے۔ خدایا ہمیں بچا۔ یہ بات دوسری ہے کہ جس طرح ہمارے یہاں کے کسی روزے، نماز، قرآن و حدیث کی بات کرنے والے کو ملا کہہ کر چپ کر دیا جاتا ہے۔ مگر وقت پڑنے پر بے چارہ یہی ملا خدا کے دفتر میں دوڑ کر جاتا ہے اور آستانۂ عالیہ پر سر ٹیک کر یہی عرض کرتا ہے کہ میری قوم کی حفاظت فرما۔ یہ تو آپ سب جانتے ہیں کہ ملاؤں کو موت کے وقت بلایا جاتا ہے۔ کفن دفن نمازِ جنازہ سب ان ہی کی رہنمائی اور مشوروں سے انجام پاتا ہے۔ یہود نے یہ تو کیا کہ یورپین یہود تو تکنیکی سامان سے لڑیں گے۔ تم فلسطینی یہود رو پیٹ کر اپنے رب سے التجا کر لینا۔ مگر عربوں میں یہ بات بھی نہیں دکھائی دی اور نہ ہونے والی بات ہو گئی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلمانوں کی محبّت کا جواب

هَٰأَنتُمْ أُولَاءِ تُحِبُّونَهُمْ وَلَا يُحِبُّونَكُمْ
وَتُؤْمِنُونَ بِالْكِتَابِ كُلِّهِ وَإِذَا لَقُوكُمْ
قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا عَضُّوا عَلَيْكُمُ
الْأَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ قُلْ مُوتُوا بِغَيْظِكُمْ
إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

(۳- آلِ عمران ۱۱۹)

"تم تو ایسے ہو کہ ان سے محبت رکھتے ہو۔ اور انھیں تم سے ذرا بھی محبت نہیں۔ حالانکہ تم تمام آسمانی کتابوں پر ایمان رکھتے ہو۔ تم سے جب ملتے ہیں تو یہی کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی ایمان لا چکے ہیں۔ اور جب تم سے الگ ہوتے ہیں مارے غصّے کے انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں۔ کہہ دو ان سے کہ مر جاؤ اپنے غصہ میں، اللہ تو دلوں کی باتوں کو خوب

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خوب جانتا ہے۔"

یہود کے کینہ اور چھل کپٹ کا یہ کوئی نیا عنوان نہیں۔ مگر اب کی بار اس مضمون میں مسلمانوں کا رویہ واضح کیا گیا کہ اہل کتاب اور پہلے سے مسلمان ہونے پر یہود کا بڑا خیال مسلمانوں نے ہمیشہ رکھا ہے۔ بلکہ ان سے اور نصاریٰ سے دوسرے تمام کے مقابل بہت کیا ہے۔ قرآن نے کہا کہ مسلمان کا عمل کیا خوب ہے کہ ان سے محبت کرتا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ مسلمان کی سادہ دلی اور نیک خصلت کا انھوں نے استعمال سیاسی چال بازی سے کیا انھیں دھوکہ دیتے ہیں، کہ ہم بھی ایمان میں آپ کے ساتھ ہیں۔ مگر اپنی مجلسی زندگی میں انھیں محض دشمن خیال کرتے ہیں۔ اور مسلمان کی کسی کامیابی سے کوئی اہلِ کتاب کبھی خوش نہ ہوا۔ خوب جواب ہے مسلمانوں کی محبت کا۔

مگر مسلمان اپنی سابقہ عادت کے مطابق یہودی و مسیحی لوگوں کا بڑا خیال کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں نے اپنے دورِ حکومت میں اہلِ کتاب کو بڑے بڑے منصب دے کر اپنی پہلی صفوں میں انہیں جگہ دی اور اسی نادانی سے ہمارا بیڑا غرق ہوا، ورنہ قرآن نے تو کہہ دیا تھا دانت پیس لیں گے تمہاری بوٹیاں نوچ لیں گے۔ اور اگر اس پر بس نہ چلا تو مارے غصّے کے اپنا ہاتھ تو چبا ہی جائیں گے۔ مسلمان کو قرآن سے واقفیت اور یہود سے دھوکہ یہ دونوں باتیں ایک ساتھ نہیں ہو سکتیں۔ مگر اللہ کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فرمان سے ہم نے دل چسپی کب دکھائی ہے جس نشیب میں گرنا چاہا گر گئے حالانکہ قرآن پاک نے لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ[1] کا حکم جاری کر دیا تھا، مسلمانوں نے اس آیت پر عمل کرنے میں سستی اور کاہلی برتی۔ پانچویں صدی ہجری میں حکومت و سلطنت کے تمام کاروبار میں یہود اور مسیحی تک ہماری صفوں میں گھس آئے۔ ترکی سلطنت اور خلافت کے قضیہ میں یہود کی موجودگی کا انکار کون کر سکتا ہے۔ اور مغلیہ سلطنتوں کی قبر کھودنے میں عیسائیوں کا ہاتھ کسی سے پوشیدہ نہیں آج بھی مسلمان حکومتوں اور مسلم سربراہوں کے آپسی تنازعے میں یہود و نصاریٰ کا عنصر برابر کام کیے جا رہا ہے عوام تو بے چارے صرف اُن کے فاسد تمدن اور گندی معاشرت ہی سے دوچار رہے مگر اعلیٰ سطح کے ہمارے قائدوں نے یہود و نصاریٰ کی دورنگی پالیسی کو اس وقت تک نہیں سمجھا جب تک ان کی سازش کا شکار ہو کر خود زیر زمین نہیں ہو گئے۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ.

---

[1] اے ایمان والو! غیروں کو اپنا رازدار اور بھید جاننے والا نہ بناؤ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہودی مسخرہ پن

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ
وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ
الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا
عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ
اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝

۳۔ آلِ عمران ۱۸۱۔۱۸۲

"بے شک اللہ نے سُن لیا ہے۔ ان کا قول جب انھوں نے یہ کہا کہ اللہ مفلس ہے اور ہم مال دار ہیں، ان کی تمام بکواس کو ہم لکھے ہوئے ہیں اور ناحق قتلِ انبیاء کو بھی ہم نے لکھ رکھا ہے اور ہم فرمائیں گے کہ آگ کی تیز جلن کا عذاب چکھو یہ سزا تمہاری ان حرکتوں کی وجہ سے ہے، جو تم اپنے ہاتھوں بھیج چکے ہو۔ رہا اللہ تو وہ بندوں پہ ظلم کبھی نہیں کرتا۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہودی مسخرہ پن کا ایک نمونہ یہ بھی دیکھ لیجیے۔ اہلِ ایمان کو انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ترغیب دیتے وقت خدا نے جب یہ فرمان جاری کیا تو مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰہَ قَرْضًا حَسَنًا تو یہود کہنے لگے کہ خدا کو قرض لینے کی کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ انہیں خوب معلوم تھا کہ بندے کا حوصلہ بڑھانے کو یہ فرمایا گیا کہ آج دیدو کل ہزار، لاکھ گنا لے لینا۔ تمہاری ایک کوڑی بھی رائیگاں نہیں جائے گی جو اس کی راہ میں خرچ کرو گے، وہ سارا مال خدا کے یہاں موجود پاؤ گے۔ تَجِدُوْہُ عِنْدَ اللّٰہِ۔ یہود کا ایک قبیلہ بنی قینقاع نواحِ مدینہ میں آباد تھا۔ اس قبیلے میں سیٹھ، ساہوکاروں اور صرافوں کی بڑی بہتات تھی یہ لوگ ایسے موقع پر مسلمانوں کو پست ہمت کرنے کے لیے کہتے کہ خدا قرض مانگ رہا ہے اور ہم ہیں اصل مالدار جیسے سود پر روپیہ لینا ہو ہم سے لے جائے۔ اس موقع پر علماءِ یہود کا کام تھا کہ اُن شرپسندوں کا منہ بند کرتے اور ان کے خلاف فتوے جاری کرتے کہ تم نے حضرت حق جلّ مجدہٗ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ مگر یہ کیسے ہو سکتا تھا جبکہ دینی پیشوا خود ہی ساہوکاروں کا مال کھاتے تھے اپنی درویشی کے کھوٹے سکوں سے یہ خود بھی واقف تھے کہ ساہوکار ہاتھ سے نکل گئے تو دو وقت کی روٹی بھی نصیب نہ ہو گی۔ مسلمان کو بھی چاہیے کہ ظاہر اور باطن میں ہر طرح اپنے خدا کا ادب و احترام قائم رکھے،

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور زبان سے کوئی ایسی بات نہ کہے جو بارگاہِ رب العزت میں ناراضی کا سبب بن سکتی ہو۔ کج فہمی سے آدمی اگر کسی بات پر معترض ہو تو اسے حقیقت پر خاک ڈالنے کے بجائے اصل صورتِ حال پر غور کرنا چاہیے کہ کیا اللہ نے قرضِ حسنہ طلب فرما کر اپنی کوئی ضرورت پوری کرنی چاہی؟ نعوذ باللہ معاذ اللہ۔

ہمارے بے سہارا اور محتاج یتمیٰ و مساکین پر خرچ کر کے رفاہ عام اور انسانی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے بیواؤں، اپاہجوں، اور قرضداروں دُکھیوں، بھوکوں اور مصیبت زدہ لوگوں اور قیدیوں کی امداد کی طرف ہماری انسانی ہمدردی کو اپیل کی ہے۔ اور بڑے پیار سے اس راہ میں خرچ ہونے والی رقم کو اپنے ذمہ قرض بتایا۔ ایک مومن بندہ کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ایک طرف تو اسی کے کنبہ برادری، خاندان اور وطن کے لوگ اس کے اِنفاق فی سبیل اللہ سے اپنی ضرورتیں پوری کریں اور دنیا میں امن و امان رہے۔ طبقاتی کشمکش کا خاتمہ ہو۔ سخاوت کا رواج عام ہو، دوسری طرف یہ خرچ رائیگاں نہ کیا جائے، بلکہ اس کے اصل مالک نے اس کا نعم البدل دینے کا وعدہ کر لیا اور اضعافاً مضاعفۃً کر کے اسکی واپسی اپنے ذمّے لی۔ بتائیے! اب اس کارِ خیر میں خرچ ہونے والا مال خدا کے کس کام میں آیا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ چھٹانک بھر علم کے لیے من بھر کی عقل چاہیے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کتاب کا حصّہ گنوا بیٹھے

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ۝ (۴۴ سورہ النسار – ۴۴)

"کیا تم نے ان کے حال پر غور نہیں کیا۔ جنہیں کتاب کا ایک حصّہ دیا گیا تھا۔ گمراہی کے خریدار بنے ہوئے ہیں اور ان کے بڑے ارادے ہیں کہ تم بھی راہ سے بہک جاؤ۔"

یہود کو علمِ کتاب کا ایک حصّہ دیا گیا تھا، اور اس علمِ الٰہی کے مقابل یہ ظالم ہمیشہ گمراہی کے خریدار رہے ہیں۔ قرآن پاک نے چودہ سو سال قبل یہ بات کہی۔ کسی بھی یہودی نے اس آیۃ کو پڑھا ہوگا۔ دانت پیس کر رہ گیا ہوگا، مگر قرآن کی حقانیت کا ثبوت بھی دیکھتے جائیے کہ دورِ جدید کے محققینِ یہود میں ڈاکٹر ہنری الورخ کاگان ایک مشہور و معروف یہودی فاضل ہیں۔ دینِ یہود کے بڑے محقق اور علم نفسیات کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ماہرین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ ان صاحب کی ایک کتاب SIXMAN WHO CHANGED THE WORLD (وہ چھ بڑے آدمی جنہوں نے دنیا بدل دی) میں صاف صاف لکھتے ہیں اور بڑے فخر کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ کمیونزم اور طبقاتی کشمکش کے بانی کارل مارکس نیز مشہور سائنٹیسٹ آئین اسٹائن اور ماہر نفسیات فرایوڈ یہ سب یہودی تھے۔ کون نہیں جانتا کہ کارل مارکس نے خدا مذہب اور اخلاق کی مخالفت میں دُنیا کو الحاد و انارکی نیز طبقاتی جنگ کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے پھر یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ کارل مارکس جیسے ملحد کو بھی محقق صاحب حضرتِ موسیٰؑ کا ہم وزن قرار دیتے ہیں۔ اس محقق کو اس پر کوئی شرم و جھجک محسوس نہیں ہوئی کہ دُنیا کے چھ بڑوں کے نام اس نے اس طرح گنوا دیئے۔ حضرت موسیٰ[۱]، حضرت علیٰ[۲]، تثلیثی[۳] عقیدہ کا بانی پال (پولوس) کارل مارکس[۴]۔ آئین اسٹائن[۵]۔ فرایوڈ[۶]۔

کارل مارکس کے متعلق تو ہم لکھ چکے ہیں کہ وہ ملحد تھا۔ اب رہے آئین اسٹائن اور فرایوڈ۔ تو اس میں شک نہیں کہ آئین اسٹائن سائنسداں تھے اور فرایوڈ علمِ نفسیات کے ماہر، مگر کیا انھیں انبیاء کا ہم پلہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور کیا جہاں نبیوں کے مرتبے اور عظمت اور اُن کے کارناموں کا ذکر ہوتا ہو۔ وہاں ان کی صف میں کسی ملحد کا شمار کر کے اِسے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھی دُنیا کا بڑا آدمی قرار دیا جا سکتا ہے، پس یہ وہی صدیوں پہلے کا بے دینی کا مزاج ہے ورنہ یہود کو شرم آنی چاہیے تھی اور کسی کو بھلے ہی وہ ادب و احترام کے قابل نہ سمجھتے ہوں۔ مگر حضرت موسیٰ کو تو وہ اللہ کا نبی مانتے ہیں پھر یہ کیسی بے ادبی اور گمراہی کی بات ہوئی کہ کارل مارکس کو بھی اِس درجہ میں دنیا کا بڑا آدمی بنا دیا گیا۔ ہم مسلمان آج بہت کچھ بگڑ چکے ہیں۔ لیکن بحمد اللہ اب بھی ناموسِ رسالت کا پاس و ادب ہم میں موجود ہے، ہمارے یہاں تو نبیوں کی صف میں کسی غیر نبی کا گزر نہیں۔ نبی کے ساتھ کسی ملحد کا بکھان کر کے یہود نے خود ہی ثابت کر دیا کہ اب انہیں علم کتاب کا وہ بقیہ جو ان کے پاس ہے۔ اور موسیٰ جیسے نبی کی تعلیم ان کی نگاہ میں کارل مارکس کی تعلیم کے برابر ہے، قرآن نے یہ کہہ کر کہ ان کے ہمیشہ یہ ارادے رہے کہ کسی طرح تم بھی گمراہ ہو جاؤ واقعات یہود کی یہ صاف اور کھلی ہوئی تصویر ہے جسے دیکھنے کے بعد اِس یقین میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے۔ کہ قرآن واقعی اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور یہود اسی طرح کتاب الٰہی کا حصّہ گنوا بیٹھے ہیں جب ہی ہر طرح کی گمراہی و بے دینی کے امام انہی کی جماعت سے اولادِ آدم کو بھٹکانے کے لیے اُٹھتے رہے اور ان کا شمار بھی یہود کے یہاں انبیار کی صف میں ہوتا رہا

عجب نہیں کہ علم الاجتماع کا کوئی سر پھرا محقق اگر یہود کی کھوج

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لگانے بیٹھ جائے تو تاریخِ انسانی میں گمراہی ، بدی ، شر و فساد ، جنگ وجدال نیز ہر طرح کی انارکی میں اسے یہودی قوم کا ہاتھ ہر جگہ کام کرتا ہوا صاف صاف دکھائی دے جائے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہودی بن گئے

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَكَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ ۙ وَلٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ○

(۴ - النساء - ۴۶)

" اور جو لوگ یہودی بن گئے۔ ان میں کچھ ایسے بھی ہیں، جو بات کو اس کے ٹھکانے سے پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں سُنا ہم نے مگر مانیں گے نہیں۔ اور کہتے ہیں ہماری سنو۔ اور تمہیں نہ سنایا جائے، اور راعنا کہہ کر زبان توڑ مروڑ کر دین میں طعنہ کی راہ نکالتے ہیں اور اگر یہ لوگ کہتے کہ سُنا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہم نے اور قبول کیا اور سنو ہم پر نظر کرو۔ تو یہ طریقہ ان کے لیے درست اور بہتر تھا۔ لیکن ان پر تو اللہ کی طرف سے لعنت کی پھٹکار ہو چکی ہے۔ ان کے کفر کے سبب۔ پس تھوڑے سے ہی ایمان لائیں گے؛"

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا سے صاف واضح ہو گیا کہ یہ لوگ بعد میں یہودی بن گئے۔ یہودیت کوئی ایسا مذہب نہیں تھا جس کی سند خدا نے انہیں عطا کی ہو۔

قرآن میں یہود سے خطاب کرنے میں جہاں انھیں نصیحت کی جاتی ہے وہاں يَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کہا گیا ہے اور جہاں اظہارِ غیظ و غضب کا موقع آیا وہاں يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ هَادُوْا کہہ کر خطاب کیا گیا ہے۔ یعنی اے وہ لوگو! جو یہودی بن گئے ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

طاغوت کے مومن

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ
يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ وَيَقُوْلُوْنَ
لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰٓؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ○ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ
اللّٰهُ ؕ وَمَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ نَصِيْرًا ○

(۴- النساء ۵۱-۵۲)

"تم نے اِن لوگوں کو بھی دیکھا۔ جنہیں کتاب اللہ کا ایک حصّہ عطا کیا گیا ہے مگر وہ جبت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور ایمان والوں کے مقابلے میں منکروں کو زیادہ ہدایت یافتہ کہتے ہیں۔ ان لوگوں پر اللہ کی طرف سے لعنت کی پھٹکار ہے اور جس پر خدا نے لعنت کردی۔ اس کا کوئی مددگار تم نہ پاؤ گے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دین و توحید اور آئینِ انبیار کے حصہ دار جبت و طاغوت پر ایمان رکھنے لگے جبت کہتے ہیں ہر اس وہمی چیز (SUPERSTITIONS) کو مثلاً جادو ٹونہ، فالگیری جنتر منتر چھو چھا وغیرہ۔ ٹونے ٹوٹکے اور سفلی علوم جب یہود کی قومی خصلت ہو گئے تو انبیار اور کتب آسمانی کے علوم سے انھیں کوئی دل چسپی نہیں رہی ادھر یہ سفلی علوم شیطان کی رہنمائی اور قیادت ہی میں سیکھے جا سکتے تھے۔ جو خدا کا باغی اور سرکش ہونے کے ساتھ پوری نسل آدم کا بدترین دشمن ہے۔ طاغوت کا لفظ قرآن میں سرکشی طغیان اور بغاوت کا ہم معنی پایا جاتا ہے۔ اور یہ صفات تمام تر شیطانِ لعین کی ہیں۔ مختصر یہ کہ ہر وہ شخص جو خدا کا باغی ہو اُسے طاغوت کہا جائے گا شیطان چونکہ علوم سحر میں یہود کا استاد رہا۔ اس لیے جبت کے ساتھ طاغوت پر ایمان لانے والے بھی انہیں قرار دیا گیا۔ حجاز کے مشرکین اور کافرین کو اہلِ ایمان سے زیادہ ہدایت یافتہ بتا کر تو علمار یہود عُریاں ہو کر سامنے آگئے۔ اور آج تک مسلمانوں کے مقابلے میں یہی رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اور تا قیامت اس رویہ میں اِصلاح کی اُمید اُن سے نہیں کی جا سکتی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیں گے

اَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ
النَّاسَ نَقِيرًا ۝ اَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ
عَلٰى مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ج فَقَدْ اٰتَيْنَآ
اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاٰتَيْنٰهُمْ
مُّلْكًا عَظِيْمًا ۝

(۴- النساء ۵۳-۵۴-۵۵)

"اگر انھیں سلطنت میں کچھ حصّہ ملے تو لوگوں کو پھوٹی کوڑی بھی نہیں دیں گے۔ تو پھر کیا حسد کرتے ہیں ان پر جنہیں اللہ نے اپنے فضل سے نوازا ہے۔ سو ہم نے تو آلِ ابراہیم کو کتاب اور حکمت عطا کی اور انہیں بڑا اقتدار بخشا پھر کوئی تو ان میں ایمان پر قائم رہا۔ اور کوئی ہٹ گیا اور دوزخ کی بھڑکتی آگ کافی ہے"

حضور اکرم اور آپ کے ساتھیوں کو ملی ہوئی فضیلت پر یہود اسی وقت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے اب تک من حیث القوم حسد میں مبتلا ہیں انھیں بتایا گیا کہ خدائی عطا وبخشش اور اس کی دادو دہش میں تمہیں کب حصہ داری دی گئی تھی اگر ایسا ہوتا تو رتی برابر بھی دوسروں کو تم دینے والے نہیں تھے۔ پھر جب تمہارے دیئے سے کسی کو کچھ نہیں ملا، اور جو کچھ بھی کسی کو دیا ہم نے دیا۔ تو تمہیں جل مرنے کی کیا ضرورت ہے۔ یوں بھی آلِ ابراہیم کو ہم نے ہمیشہ دانش مندی اور علم کتاب سے سرفراز فرمایا ہے۔ اور انہیں اقتدار اور سلطنت بھی دیتے رہے۔ مگر کب تک؟ بس جب تک ایمان پر یہ لوگ قائم رہے۔ جب ایمان سے کوئی رُک کر کھڑا ہو گیا تو اب اسے کسی اور سے حسد و جلن کرنے کی بجائے تائب ہونا چاہیے یا پھر جہنم میں جلنے کو تیار رہنا چاہیے۔ موجودہ زمانے میں یہودی اقتدار گو خالص نہیں مگر دوسروں کے ساتھ سازباز سے قائم ہے۔ دیکھیے! اب ان کی یہ قومی خصلت بین الاقوامی دائرے میں کب ظاہر ہوتی ہے کہ اقتدار کا کچھ حصہ بھی اگر انہیں نصیب ہوا۔ تو پھوٹی کوڑی بھی دوسروں کو نہیں دیں گے یوں تو وطن الیہود کے قائم ہوتے ہی فلسطین کے عربوں کو کوڑی کوڑی کا محتاج بنا کر اپنی حیران کن تنگ نظری کا ثبوت یہودی قوم دے چکی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بُرائی کی سزا ہر ایک کو ملنی ہے

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ
مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝

(۴۔ النساء ۱۲۳)

"مسلمانوں! تمہاری تمناؤں سے بھی کچھ حاصل نہیں اور اہلِ کتاب کی آرزوؤں پر بھی نجات موقوف نہیں۔ بس جو بھی بُرا عمل کرے گا اس کی سزا بھگتے گا اور خدا کے مقابلہ میں اپنا کوئی ولی و ناصر نہ پا سکے گا۔"

قرآن کے اِس حکم کے مخاطب مسلمان ہیں انھیں بتا دیا گیا کہ یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہے کہ ہم خاص بندے ہیں جن گناہوں پر مخلوق کو سزا ہوگی ہمیں نہیں ہوگی کیوں کہ خدا کے خاص الخاص بندوں کے دامن کو ہم نے تھام رکھا ہے۔ ان کی تربت پر چادریں چڑھا کر انہیں خوش کر رکھا ہے وہ ہماری حمایت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کریں گے اور ہماری پکڑ نہیں ہوگی۔ اس عقیدے نے انہیں اتنا مریل کر دیا کہ کردار کی بڑائی اور معراجِ سرفرازی سے جان چُرا کر فقط امیدوں کے سہارے دل رُبا انداز سے دعویٰ ہی کرتے ہیں۔ کہیں تم یہ حرکت نہ کر بیٹھنا۔ اس طرح کی تمناؤں سے تمہارا کچھ بھی بھلا نہ ہوگا۔ اُلٹا نیکی سے جی اچاٹ ہو جائے گا اور بدیوں کا بوجھ لیے ہمارے پاس آجاؤ گے۔ کچھ سزا بھگتے بغیر کوئی چارہ نہیں رہے گا۔ اور سن رکھو کہ وہاں اللہ کے سوا تمہارا یا کسی اور کا کوئی ولی و ناصر نہیں ہے جو خدا کے عذاب سے تمہیں خلاصی دلا سکے، اللہ جس کو پکڑے اُسے اللہ ہی چھوڑے تو چھوٹے گا۔ ورنہ کسی کے چھڑانے سے وہ چھوٹے گا نہیں۔ اللہ کے سوا کسی کو ولی و ناصر مان کر زندگی بسر کرنا اور نجات کی آرزو رکھنا گونگے کے خواب سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ مگر پتہ نہیں ہم مسلمان کیوں اپنے دین کو اپنے ہاتھوں رسوا کرتے ہیں۔ یہود کی طرح ہر جگہ ہم نے بھی خدا کے پیاروں کے جھنڈے گاڑ رکھے ہیں اور ان کی تربت پر چادریں چڑھا کر آس لگا بیٹھے ہیں کہ ہماری نجات ہو جائے گی۔ مگر نہیں جانتے کہ صاحبِ تربت کو ہماری چادر کی حاجت نہیں بلکہ ہماری اطاعت اور خدا پرستی سے انھیں خوشی ہوگی اور اِدھر کئی صدیوں سے ہماری حالت بھی عجیب ہے کہ بزرگوں کے مزاروں پر حدود سے باہر ہو کر وہ سب کچھ کرنے لگے، جو شاید یہود بھی نہ کر سکیں۔ طوائفوں اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہجڑوں کا ناچ، ڈھول، تاشے اور بے پردہ خواتین کا میلہ لگا کر اسلام کی جگ ہنسائی کرلتے ہیں۔ بزرگوں کی اطاعت و پیروی ہی اصل ہے ورنہ یہود ایک طرف انبیاء کو قتل بھی کرتے رہے اور دوسری طرف انبیاء کی پرستش بھی کر ڈالی، مگر ان کا بھلا نہ ہوا۔ ہماری بھلائی اسی میں ہے کہ ہر طرح کے اعتقاد میں خدا کے حکم کا خیال رکھیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایمان والو ایمان لاؤ

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ
وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ
الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ
وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ (۴۔ النساء ۱۳۶)

"اے ایمان والو! ایمان لے آؤ اللہ پر اس کے رسولؐ پر اور اس کتاب پر جو رسول پر نازل کی گئی اور اُن کتابوں پر بھی ایمان لاؤ جو اس کے پہلے اتاری جا چکی ہیں اور دیکھو جو بھی منکر ہوا اللہ کا، اللہ کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روزِ آخرت کا تو وہ بہک کر دور جا گرا۔"

کلمۂ اسلام ادا کر کے جو بھی ایمان لے آیا وہ مُسلم ہے۔ اُسے تاکید کی جا رہی ہے کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہنا۔ اللہ، قرآن اور پیغمبرؐ پر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اگلی کتبِ آسمانی اور انبیاء سابقین و ملائکہ پر بھی ایمان لاؤ۔ یعنی خدا کے ہر ایک نبی اور اس کی ہر ایک کتاب پر ایمان رکھو۔ اس حکمِ خداوندی کی روشنی میں اسلام کی عالمگیر وسعتوں کا صحیح صحیح اندازہ کوئی بھی کر سکتا ہے۔ تمام بنی آدم میں جب جب انبیاءؑ تشریف لائے اور کتبِ سماویہ کا نزول ہوا۔ قرآن پاک نے اپنے ماننے والوں کو پابند کیا کہ وہ ان سب انبیاء و کتب پر ایمان لائیں اس لیے کہ اپنے اپنے وقت میں ان تمام کی تعلیمات اسلام ہی کی تعلیمات تھیں۔ اسلام کے شاخ و برگ تو ہمیشہ کاٹے جاتے رہے مگر جڑ ہمیشہ موجود رہی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کفر و ایمان کے بیچ کی راہ!

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَرُسُلِهِ وَيَقُولُونَ
نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَنَكْفُرُ بِبَعْضٍ وَيُرِيدُونَ
أَنْ يَتَّخِذُوا بَيْنَ ذَٰلِكَ سَبِيلًا ۝ أُولَٰئِكَ
هُمُ الْكَافِرُونَ حَقًّا ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ
عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ
وَلَمْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ أَحَدٍ مِنْهُمْ أُولَٰئِكَ سَوْفَ
يُؤْتِيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا
رَحِيمًا ۝

(۴۔ النساء ۱۵۰-۱۵۱-۱۵۲)

"بلاشبہ جو لوگ اللہ کا انکار کرتے ہیں اور اس کے رسولوں
کا اور ارادہ کرتے ہیں کہ تفریق ڈالیں اللہ اور اس کے
رسولوں میں اور کہتے ہیں ہم بعض پر تو ایمان لائیں گے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور بعض پر نہیں اور کفر و ایمان کے بیچ ایک نئی راہ نکالنا چاہتے ہیں۔ وہ سب پکے کافر ہیں اور ایسے کافروں کے لیے ہم نے رُسوا کر دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اللہ اور اُس کے رسولوں پر ایمان رکھنے والے تو وہ لوگ ہیں جو رسولوں میں فرق نہیں جانتے۔ بلکہ سب رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو اللہ اجر سے نواز دے گا اور وہ غفور اور رحیم ہے"

خدا اور نبیوں کو نہ ماننے والے تو دین و مذہب کی اصطلاح میں کافر ٹھہرتے ہی ہیں مگر جو لوگ اپنے طریقے پر صرف خدا کو مانیں اور اس کے رسولوں کا انکار کر دیں انھیں بھی خدا کی ذات و صفات کے متعلق صحیح رہنمائی ہرگز نہیں مل سکتی۔ اور دو قدم بھی ایمان باللہ کی صحیح سمت میں چلنا اُن کے لیے قطعًا ناممکن ہے۔ پھر خدا نے جب اپنا نبی بھیج کر صحیح طریقہ بتا دیا۔ تب جدّت دماغ کی یہ اختراع نہایت ہی نامعقول ہے۔ اور خواہ مخواہ اپنی روشن ضمیری کا جھوٹا دعویٰ کرنا ایک کفر یہ بکواس کے سوا کچھ نہیں۔ اس طرح ایک رسول کو مان لینا اور دوسرے کا انکار کرنا یہ تفریق بین الرسل بھی غلط راستہ ہے اس عقیدۂ باطلہ سے نہ صرف خدا کے نبیوں کی توہین ہوتی ہے۔ بلکہ نسلِ انسانی ایک ایسی بھیانک مذہبی جنگ میں مبتلا ہو کر رہتی ہے۔ جس میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شریک ہونے والے تمام فریقوں کے لیے فتح وشکست یکساں ہے۔ اس لیے ایسے تمام لوگوں کو "ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا" کہا گیا ہے یعنی پکے اور کٹر کافر تو یہی ہیں یہود کا حال آپ تو پڑھتے ہی آرہے ہیں کہ انھوں نے حضرت یحییٰ اور حضرت مسیح کا انکار کیا۔ خاتم النّبیّین کے انکاری تو وہ اب بھی ہیں اور عیسائی حضورؐ کی رسالت اور قرآن کو نہیں مانتے۔ رہا مسلمان تو اُس کا ایمان اور اسلام اب تار تار ہے۔ مگر پھر بھی آج ہر ایک مسلمان تمام نبیوں اور تمام رسولوں نیز تمام کتابوں پر ایمان رکھتا ہے، چاہے جانتا کچھ بھی نہ ہو، دُعا ہے کہ آج کے مسلمان کی سادگی اور بھولے پن پر اُس کے رب کو پیار آجائے اور وہ بھی ان کا سیدھا سادھا ایمان قبول فرمالے۔ مگر یہ صرف ہماری دُعا ہے قبول کرنا نہ کرنا اس کے اختیار میں ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خدائی تحریر کا مطالبہ

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا
مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰٓى اَكْبَرَ
مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْٓا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ
الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ
مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ
ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ۝

(۴ - النساء - ۱۵۳)

"آپ سے اہلِ کتاب یہ سوال کرتے ہیں کہ آسمان سے ان پر لکھا ہوا نوشتہ اتروا دیں۔ سو یہ فرمائش تو وہ موسیٰؑ سے بھی کر چکے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ تک کہہ چکے ہیں کہ اللہ کو ہمیں دکھلا دو۔ پس ان کے ظلم کے سبب بجلی کے کڑاکے نے انھیں فوراً دھر دبوچا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تب بھی وہ آگے چل کر بچھڑے کی پرستش میں جا گرے۔ جبکہ روشن دلائل کی تمام باتیں ان کے پاس آ چکی تھیں۔ پھر بھی ہم نے انہیں معاف کر دیا۔ اور موسیٰ کو ہم نے کھلا ہوا فرمان عطا کیا تھا۔"

یہودی قوم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کرنے لگی کہ آسمان سے ہم میں سے ہر ایک کے نام ایک ایک لکھا لکھایا خط منگوا دیا جائے تب مانیں گے۔ کہ یہ قرآن حق ہے۔ باقی ہم ایسی وحی کے قائل ہرگز نہیں ہو سکتے جو صرف تمہارے قلب پر نازل ہو رہی ہو۔ اللہ تعالےٰ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ ان ظالموں کے بڑکھوں نے اس سے بھی بڑھ چڑھ کر حضرت موسیٰ سے یہ مطالبہ تک کر دیا تھا کہ خدا کو علانیہ دکھا دو تب خدا کے ان باغیوں پر قہر خداوندی بجلی کی شکل میں ٹوٹ پڑا تھا۔ یہ گستاخ تو اسی وقت حرام موت مر گئے۔ مگر ان کے باقیات السیّئات اب تم سے خدائی تحریر کا مطالبہ کرنے لگیں تو اُن کی یہ مانگ پہلے سے کم ہی رہی مگر انہیں کیا پتہ کہ برکاتِ سماوی میں سے کوئی چیز بھی کسی بندے کے اختیار میں کب ہے کہ تم کہو اور خدا کی مرضی ہو یا نہ ہو وہ لا کر پیش کر دے۔

یہود کی اس طرح کی فرمائش میں ان کے علمار کا مستور ہاتھ کام کر رہا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تھا۔ان کی اس فرمائش کا مقصود احقاقِ حق نہیں تھا، بلکہ محض مجادلہ اور دماغی عیاشی کا مظاہرہ کر کے عوام کو قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے برگشتہ کرنا چاہتے تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بہتانِ عظیم اور قتلِ مسیحؑ

وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَىٰ مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا ۝
وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ
رَسُولَ اللَّهِ ج وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِن
شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي
شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ
الظَّنِّ ج وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ (۴ - النسآء - ۱۵۶ - ۱۵۷)

"پھر یہ لوگ کفر میں اتنے بڑھتے گئے کہ مریمؑ پر سخت بہتان
لگایا اور خود ہی کہنے لگے کہ ہم نے مسیح ابن مریم رسول اللہ تک
کو قتل کر ڈالا، حالانکہ یہود نہ تو مسیحؑ کو قتل کر سکے اور نہ صلیب
پر چڑھا سکے، لیکن مسیحؑ کی صورت بن گئی، اُن آگے اور جو
لوگ اس کے بارے میں اختلافی باتیں کرتے ہیں، وہ خود بھی
شک میں مبتلا ہیں انہیں کچھ بھی ٹھیک معلومات نہیں محض گمان

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے پیچھے چل پڑے ہیں، اور یقیناً وہ مسیحؑ کو قتل نہیں کر سکے"۔

دورِ مسیحؑ کے یہودی بزرگانِ دین نے حضرت مریم صدیقہ پر بہتان لگا کر لعنتِ خداوندی کو اپنے حق میں ہمیشہ کے لیے واجب کر لیا۔ اتنے ہی پر بس نہ ہوا بلکہ حضرت مسیحؑ کے لیے پروانۂ قتل رومی جج پیلاطس کی عدالت سے جھوٹی گواہیاں کھڑی کر کے لے آئے، وقت کا حاکم نہیں چاہتا تھا کہ حضرت مسیحؑ کا قاتل بنے۔ اس لیے اس نے پہلے تو انکار کر دیا، لیکن یہودی قوم نے بالاتفاق حضرت مسیحؑ کے لیے سزائے موت کا مطالبہ رومی حاکم سے کیا اور جب وہ اس پر راضی نہ ہوا تو بلوہ فساد اور خانہ جنگی کی دھمکی دے کر اُسے مجبور کیا۔ ہم پہلے یہ بتا چکے ہیں کہ حضرت مسیحؑ نسل کے اعتبار سے یہودی قوم کے ایک فرد تھے۔ جب اپنی قوم کے ایک خدا رسیدہ شخص کے دشمن قوم ہی کے لوگ ہو جائیں تو اس برادر کشی کے مقابلے میں غیروں کو زیادہ پرہیزگاری بتانے کی ضرورت نہیں ہوا کرتی۔ اور رومی عدالت نے یہ کہہ کر کہ تمہارے کہنے سے سزائے موت سنائی جا رہی ہے۔ ورنہ اِس بے گناہ انسان کے قتل سے ہم بَری ہیں۔ اور بھری عدالت میں پانی منگوا کر اپنے ہاتھ دھوئے اور یہود کو قتلِ مسیحؑ کی اجازت دیدی، یہود کی ڈھٹائی اور ظلم کی انتہا ہو گئی، جب وقت کی سلطنت کے کارپردازوں کو حرکت میں آنے کے قبل ہی مسیح علیہ السلام پر ہلہ بول دیا، قتلِ مسیحؑ میں انہیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اس قدر جلدی تھی کہ سانس لینے تک کو تیار نہ ہوئے اور اس افراتفری میں حضرت مسیحؑ کی عارضی قیامگاہ میں یہود اور کچھ رومی کارندوں کا ملا جلا گروہ داخل ہوگیا۔ مار دھاڑ کے شروع ہوتے ہی اللہ تعالیٰ نے انہیں میں سے ایک حملہ آور کو حضرت مسیحؑ کی شکل دیدی اور اسے قتل کر دیا گیا یہود تو اپنی دانست میں یہی سمجھے کہ قصہ تمام ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی غیبی طاقت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اُٹھا لیا۔ اِدھر جس شخص کو حضرت مسیحؑ کی شکل کا پا چکے تھے، اُسے صلیب پر یہود نے لٹکا دیا۔ اب نزولِ قرآن کے وقت تک اس واقعہ کے اختلافی پہلو اس قدر بے شمار تھے کہ پتہ ہی نہیں چل پایا کہ حقیقتِ واقعہ کیا تھی۔ اللہ نے ان آیات میں صاف صاف بتا دیا کہ مسیح ابن مریم کو یقیناً یہ ملعون یہود قتل نہیں کر سکے۔ بلکہ اپنے ہی ایک آدمی کو موت کے گھاٹ اتار کر خونِ مسیحؑ کے تاریخی مجرم بنے۔ اس واقعہ کا سب سے دردناک پہلو یہ ہے کہ اس ظالم قوم نے اپنے سینے ٹھونک کر اس بات کا بڑے گھمنڈ کے ساتھ اعلان کر دیا کہ اللہ کے ایک رسولؑ کو ہم قتل کر چکے ہیں۔ شقاوت اور بدبختی بھی ان کے کالے کرتوتوں سے شرما کر زیرِ زمین ہو چکی ہوگی۔

آج بھی کوئی غیر جانبدار شخص قرآن کے بیانات اور موجودہ اناجیل اربعہ میں مسیح ابن مریم کے واقعات کا بغور مطالعہ کرے تو اُسے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ماننا پڑے گا کہ قرآن پاک نے ان کے مختلف اقوال جو اناجیل کے مصنفین نے جمع کر کے لکھدیئے ہیں اُن میں باہم متضاد باتوں کی طرف لوگوں کو توجہ دلائی ہے اور جبکہ صاحب قرآن نے اناجیلِ اربعہ کا ایک ورق بھی نہ پڑھا تھا۔ اور نہ کسی اختلافی بات کی سماعت فرمائی تھی مگر ایک تاریخی واقعہ پر اس یقین کے ساتھ اعلان کرنا کہ یقینی طور پر مسیحؑ کو قتل نہیں کیا جا سکا۔ یہ بات صرف وہی کہہ سکتا ہے جسے یا تو خدا کی طرف سے "وحی آئی" ہو یا پھر اُس نے مسیح ابن مریم سے آسمان پر جا کر ملاقات کر لی ہو۔ اور یہ دونوں زبردست اعزازی فضیلتیں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لہو چاٹنے والے

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ وَّاَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَقَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَاَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

(سورۃ النساء ۱۶۰ — ۱۶۱)

"تو ان کے ظلم کے سبب جو یہودی بن گئے تھے۔ حرام کر دی ہم نے کچھ وہ چیزیں جو ان پر پہلے حلال تھیں۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ وہ اللہ کی راہ سے بہت روکا کرتے تھے۔ اور سود لیا کرتے تھے۔ حالانکہ سود کی انھیں ممانعت کی جا چکی تھی۔ اور لوگوں کا مال ناحق کھاتے رہے۔ ایسے کافروں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

راہ خدا کے مبلغ ہو کر اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکنا۔ سود خوری کرنا اور لوگوں کا مال ناحق ڈکار جانا۔ یہود میں کوئی گناہ نہیں رہا۔ تب اللہ نے اُن پر خود ان ہی میں سے جعلی شریعت سازوں اور کوڑھ مغز فقیہوں کو مسلط کر دیا۔ جنہوں نے شریعت کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتا کر انہیں مذہبی زندگی میں مضطرب کر دیا۔ سچ کو جھوٹ اور جھوٹ کو سچ بنا دینے کے بعد عوام میں مذہبی باتوں کا بے وزن ہو جانا یقینی بات ہے اور یہی کچھ یہود کے حق میں بھی ہوا۔ اب مذہب اور اس کے احکامات کی ضرورت یہود کو مطلق نہیں رہی۔ پوری دنیا میں سودی کاروبار کرنے والے سب سے زیادہ یہودی لوگ ہیں۔ جو قومی اعتبار سے اس پیشے کو اپنائے ہوئے ہیں۔ اُن کے پھیلائے ہوئے معاشی جال میں عالمِ انسانی کا مال ناحق طریقہ سے مقید ہوتا جا رہا ہے موجودہ بینکنگ اور کمرشیل لائن میں امریکی تاجر جو انجان لوگوں کے لیے امریکی ماہرینِ معیشت ہوا کرتے ہیں۔ مگر جاننے والے خوب جانتے ہیں کہ ان میں ستر فیصد یہود ہوتے ہیں جو پوری انسانیت کا لہو چاٹ کر انہیں معاشی اعتبار سے مفلوج کرنے میں کامیاب ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شاندار ماضی کی یاد!

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّاٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(۵۔ المائدہ ۲۰)

"یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اللہ کی اس نعمت کو جو ماضی میں تم پر ہو چکی ہے یاد کرو جب اللہ نے تمہارے اندر نبی پیدا کیے۔ اور تم کو صاحب ملک بنایا۔ اور تمہیں وہ کچھ دیا جو دنیا میں کسی کو نہیں دیا تھا۔"

بائبل کی کتاب استثنا رباب اول میں دریائے اردن پار کرتے وقت حضرت موسیٰ نے میدانی علاقوں میں جو تقریر فرمائی تھی۔ اس کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کو اِس کے شاندار ماضی کی یاد دلاتے ہیں حضرت موسیٰ کی تقریر میں قوم بنی اسرائیل میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

انبیاء۔ وسلاطین کا وجود خدا کی نعمت بتایا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دور یوسفؑ سے دورِ موسیٰؑ کے درمیان ان میں متعدد انبیاء کرام تشریف لائے اور ان کی قیادت میں بنی اسرائیل کو مدتِ دراز تک اقوامِ عالم پر اقتدار عطا کیا گیا تھا۔

گرتے پڑتے یہ قوم بعثتِ موسوی تک ہم مسلمانوں کی طرح اپنے مقصدِ زندگی سے قطعاً ناواقف ہو چکی تھی۔ بنی اسرائیل کے علم و اقتدار کی قبا اب تار تار ہو چکی تھی۔ اور کسی زندہ قوم کے دم خم اس میں باقی نہیں تھے۔ مری پٹی قوم کی تشکیل جدید کے لیے اس کا ماضی اگر کچھ اچھا رہا ہو تو غیرت دلا کر پھر سے کھڑا کرنا سنتِ موسوی کا ایک باب ہے۔ مسلمانوں کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔ کہ ان کا اپنا ماضی دنیا کی تمام قوموں کے مقابل کتنا شاندار تھا۔ ناموسِ کعبہ، گنبدِ خضریٰ۔ اور مسجدِ اقصیٰ کی خاطر اس ملتِ بیضا کو ان کا ماضی پھر انھیں آواز دے رہا ہے۔ کہ قبلۂ اوّل ہاتھ سے نکل جانے کے بعد تمھیں فوراً سنبھلنا ہے۔ ورنہ اپنی پچھلی جبروت و سلطنت کی داستانوں کا تعلق اس نسل سے نہیں رہے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بزدل قوم!

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ
كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ
فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِنَّ فِيْهَا
قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى
يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا
دٰخِلُوْنَ ○

(۵ ۔ المائدہ ۲۱-۲۲)

" موسیٰؑ نے کہا" اے میری قوم اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جسے اللہ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔ اور پیچھے نہ ہٹو ورنہ بہت نقصان اٹھاؤ گے" وہ کہنے لگے کہ اے موسیٰؑ اس ملک میں تو بڑے زبردست لوگ قابض ہیں ہم وہاں ہرگز نہیں جائیں گے جب تک اس ملک کی قوم وہ جگہ چھوڑ کر کہیں اور نہ چلی جائے۔ البتہ اگر وہ خود ہی نکل جائیں تب تو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہم بلاشبہ داخل ہونے کے لیے تیار ہیں"۔

حضرت موسیٰؑ عمالقہ پر چڑھائی کرنے سے پہلے اپنی قوم کو ان کی ماضی کے شاندار ایام یاد دلاتے ہیں اور پھر انھیں فلسطین پر فوج کشی کے لیے حکم دیتے ہیں۔ عمالقہ نہایت ہی جنگ جو اور ظالم قوم تھی۔ نیز بنی اسرائیل کی سب سے بڑی حریف طاقت تھی۔ اور اس وقت زبردستی فلسطین پر قبضہ بھی انہیں کا تھا۔ مصر کے معاملات سے خلاصی پانے کے بعد حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو جزیرہ نمائے سینا میں جمع کر کے انہیں دشمن کی طاقت سے بے خوف ہو کر ہلہ بول دینے کا حکم صادر فرمایا۔ حضرت موسیٰؑ اپنی قوم کے شب و روز سے اچھی طرح واقف تھے۔ اسی لیے یہ بھی بتا دیا کہ اس سرزمین کو خدا نے تمہارے نصیب میں لکھ دیا ہے۔ اس لیے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں، صرف ذریعہ بن کر مقابلے میں کھڑا ہونا ہے۔ فتح و کامیابی یقینی ہے۔

لیکن اس قوم نے اپنے نبیؑ اور قائد کو جواب بھی خوب دیا کہ ایسے طاقت ور لوگوں کے مقابل ہم نہیں جا سکتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے بقول آپ کے اگر ہماری قسمت میں اس ملک کو لکھ ہی دیا ہے تو عمالقہ ہی اپنا بوریہ بستر باندھ کر وہاں سے چلتے بنیں اور خالی مکانوں میں ہم سورماؤں کی قوم جا ٹھہرے تو بات بن سکتی ہے۔ ایک لطیفہ شاید آپ نے سنا ہو کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کسی فوج میں نامردوں کا جب دور دورہ ہوا تو دشمنوں کے مقابلے کے وقت کہنے لگے کہ تالیاں بجاؤ موئے بھاگ جائیں گے۔ مگر یہود تو شاید تالی بجانے پر بھی راضی نہ ہوئے۔

قوم یہود کے اسلاف کی نامردی کا یہ تذکرہ انہیں کی کتاب توریت میں صحیفہ "گنتی" باب ۱۳ اور ۱۴ میں موجود ہے کہ مصر میں غلامی کی موت مر جانا اس تن آسان قوم کو زیادہ پسند تھا، مگر اپنے نبی کی قیادت میں باوجود فتح کی بشارت کے بھی آگے بڑھنے کو تیار نہیں تھی۔ آج انہیں اسلاف کے کپوتوں سے عرب مسلمان شکست کھا گئے۔ یہ اس ملت بیضا کی رسوائی کے لیے کیا کم ہے۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہود صرف اپنے بل بوتے پر نہیں جیتے، بلکہ ان کے ساہوکاروں نے مغربی استعماریت کی خوب خوب نمک حلالی کر کے اپنے سیاسی داؤ پیچ سے فلسطین کو مرد مسلماں سے خالی کرا لیا۔ تاریخ اب اپنے آپ کو دہرائے تب معلوم ہو کہ بشارتِ موسوی کے صحیح مستحق مسلمانانِ عالم کب کمر باندھ کر یہود پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قوم یہود کے دو۲ تاریخی جانباز

قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللّٰهُ
عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ج فَإِذَا
دَخَلْتُمُوهُ فَإِنَّكُمْ غٰلِبُونَ ج وَعَلَى اللّٰهِ
فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ قَالُوا يٰمُوسٰى
إِنَّا لَنْ نَدْخُلَهَا أَبَدًا مَا دَامُوا فِيهَا
فَاذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا إِنَّا هٰهُنَا
قٰعِدُونَ ۝

(۵۔ المائدہ ۲۳۔۲۴)

"ان ڈرپوک لوگوں میں دو۲ جانباز ایسے تھے جو خدا کی انعام کے مستحق رہے۔ انھوں نے قوم یہود کو ابھار کر کہا کہ دشمنوں کے مقابلہ میں تم صرف دروازے تک چلو۔ جیسے وہاں داخل ہوگے غالب آجاؤ گے، اللہ پر بھروسہ رکھو اگر تم مومن ہو۔ تب پوری قوم کہنے لگی کہ اے موسیٰ ؑ جب تک وہ لوگ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

(عمالقہ) وہاں موجود ہیں ہم کبھی نہیں جائیں گے۔ بس اب تم اور تمہارا خدا دونوں جا کر لڑ دیکھو۔ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔"

پوری قوم میں صرف دو بہادر اور نڈر آدمی جو ایک طرف کامل مومن تھے اور دوسری طرف ان پر انعام خداوندی ہونے والا تھا۔ اس بزدلی پر اپنی قوم کو غیرت دلا کر کہا کہ صرف حریف کے شہر پناہ کے دروازے تک تو چلے چلو۔ بغیر لڑے بھڑے ملک فتح ہو جائے گا۔ قوم نے ان بزرگوں کو قابلِ خطاب تک نہ سمجھا اور حضرتِ موسیٰؑ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ہمیں اتنی بات سمجھانے کی ضرورت نہیں۔ جب خدا کو فتح دینی ہے تو ہم وہاں جائیں یا نہ جائیں کیا فرق پڑتا ہے۔ آپ اور آپ کا خدا دونوں جا کر عمالقہ سے لڑو۔ لیکن یہ فوجِ یہود تو یہیں بیٹھ کر تماشہ دیکھتی رہے گی۔

بائبل کے بیان کے مطابق پوری قوم نے ان دو جانبازوں پر پتھراؤ کیا جن کے نام یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا تھے اور حضرت موسیٰؑ پر بھی ہاتھ ڈالنے کو تیار ہو گئے۔ یہود کے اسلاف کا خدا پر یقین کس درجہ کا تھا اس پر بھی اسی مضمون میں روشنی پڑ گئی۔ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ حضرت موسیٰؑ کی شان میں اس قوم نے کن کن گستاخیوں کا ارتکاب کیا۔ توریت کی کتاب گنتی اور استثناء سے تو یہاں تک پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت تک کو یہ نامردے اُلٹ دینے کو تیار

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہو گئے۔ در پردہ یہ سازشیں بھی ہونے لگیں کہ موسیٰؑ ہمیں دشمنوں کی تلوار سے قتل کروا کر ہمارے بیوی بچوں کو بیوہ اور یتیم بنانا چاہتے ہیں، اس لیے کیوں نہ انھیں ہی ہٹا دیا جائے اور قوم کا سردار کوئی اور چُن لیا جائے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نبیوں کا حوصلہ

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَآ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ۚ یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ ۗ فَلَا تَاْسَ عَلَی الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ ع

(ر ۵ - المائدہ ۲۵-۲۶)

"تب موسیٰؑ کہنے لگے کہ اے میرے رب میرا بس ان پر نہیں چلتا مگر میری اور میرے بھائیؑ کی جان حاضر ہے۔ پس تو اس نافرمان قوم سے ہم کو الگ کیجیو۔ خدا کا جواب یہ تھا کہ اچھا اب یہ ملک ان پر چالیس برس تک حرام ہے یہ لوگ زمین میں مارے مارے پھریں گے۔ تم اس نافرمان قوم پر افسوس کرنا چھوڑ دو۔"

ارضِ فلسطین کو عمالقہ کے قبضہ سے چھڑانے کے لیے جب یہود نے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کھڑے ہونے تک سے انکار کر دیا اور فلسطین کی سرحدی چوکیوں تک جانے کو تیار نہ ہوئے بلکہ اُلٹا اپنے نبی موسیٰؑ اور ہارونؑ نیز ان کے دو جاں باز صحابہ یوشع اور کالب پر پتھراؤ کیا اور ان کے خلاف سازشیں کرنے لگے تب حضرت موسیٰؑ نے اُن کے حق میں بد دعا کی اور حکم خداوندی پر عمل کرنے کے لیے حضرت موسیٰؑ اور ہارون نے تن تنہا عمالقہ سے نبرد آزما ہونے کی خدا سے اجازت چاہی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جواباً فیصلہ صادر فرمایا کہ اس قوم یہود کو چالیس سال تک جنگل و بیابان کی خاک چھاننی ہوگی۔ جب موجودہ نسل فنا ہو جائے گی تب نئی پود کو ہم ارضِ موعود یعنی فلسطین کی سرزمین پر قابض ہونے کا موقع دیں گے۔

یاد رہے کہ اسی اثنار میں حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کا انتقال ہوا۔ اور پھر ٹھیک چالیس سال بعد یوشع اور کالب کی قیادت میں نئی نسل نے فلسطین سے عمالقہ کو بے دخل کیا۔

ان آیات میں حضرت موسیٰؑ نے یہود سے جدائی کی دعا فرمائی متن کے الفاظ ہیں فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ۔ جس کا ترجمہ ہم نے (اس نافرمان قوم سے ہمیں الگ شمار کیجیو) کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے معنی یہ بھی لیے جا سکتے ہیں کہ "ہم میں اور اس فاسق قوم میں جدائی ڈال دے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کا حوصلہ تاریخِ انسانی میں اہلِ ایمان کے لیے ایک زبردست اور بے پناہ قوتِ ایمانی کا نمونہ ہے۔ مگر یہ بھی یاد رہے کہ قوم کا حوصلہ اگر پست ہوا ور وہ بہادری کی موت کے مقابل زندگی کی ذلتوں سے پیار کرتی ہو تو تنہا قیادت کا حوصلہ اس کے دن نہیں پھیر سکتا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تخلیقی تطہیر سے محرومی

وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۛ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ
لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ
مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ
هٰذَا فَخُذُوْهُ وَاِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَمَنْ
يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ
لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ ۖۚ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ○

(۵ - المائدہ ۴۱)

"یہ جو لوگ یہودی بنے ہوئے ہیں جھوٹ کے سننے والے ہیں اور دوسرے لوگوں کی خاطر جو تمہارے پاس نہیں آتے بات کو اس کے صحیح موقع سے بدل کر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم ملے تو قبول کرنا اور اگر یہ نہ ملے تو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دور ہی رہنا اور جس کسی کے سبب خدا نے ارادہ کر لیا کہ اسے خراب کر دے تو اس کے لیے اللہ کے مقابلہ میں تمہارا کوئی زور نہیں چل سکتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو پاک صاف رہنے دینا خدا کو منظور نہیں ان کے لیے دنیا میں بھی ذلت ہے اور آخرت میں سزائے عظیم ہے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہود مدینہ کو ان کے معاملات میں آزادی دے رکھی تھی۔ ان کو مدینہ طیبہ کی اسلامی ریاست میں اپنے PERSONEL LAW کے مطابق ان کی اپنی عدالتوں کی طرف رجوع کا حق حاصل تھا۔

اس آیت کریمہ میں یہود کے متعلق پہلی بات یہ بتائی گئی کہ وہ جھوٹ اور کذب کے عادی ہیں اور دوسرے لوگوں کی خاطر جاسوسی کرنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں ان کی یہ صفت اگر وقتی ہوتی یا یہود مدینہ کی حد تک ہوتی تو قرآن میں اسے بیان نہ کیا جاتا کہ چند افراد کی خرابی کا تذکرہ تا قیامت اہل ایمان کو پڑھنے پڑھانے کے لیے دیدیا جاتا۔ مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ جاسوسی ان کی قومی خصلت ہے۔ اس فن میں تو اب انہیں مہارت حاصل ہو چکی ہے۔ دوسری طرف موجودہ زمانے میں اخبارات اور نیوز ایجنسیوں اور فلم انڈسٹریز پر ان کا قبضہ انہیں اپنے مقصد میں کامیاب

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہونے میں تیزی سے مددگار ثابت ہو رہا ہے۔

۱۸۸۵ء کے بعد امریکہ میں بڑے بڑے تھیٹر ان کے ہاتھ آ گئے ہالی وُڈ کے فلم ساز ان کے اپنے گُر گے ہیں۔ اسی لیے یورپ کی تمام نیوز ایجنسیاں یہود کی تھیلیوں میں محصور ہیں، آج کی دنیا میں تمام مسائل میں الجھاؤ کا بڑا سبب یہود کی یہی قومی خصلت ہے کہ بات کو اپنے ڈھب سے بدل کر آئے دن خدا کی دھرتی کو کذب و بہتان سے بھرنے جا رہے ہیں۔ دنیا بھر کے روزنامے اور خصوصاً یورپی نیوز ایجنسیاں اس یہودی مزاج کے مطابق برابر اپنا کام انجام دے رہی ہیں۔

دوسری بات اس آیت میں یہ بتائی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو ریاستِ اسلامی کے حدود میں اپنے پرسنل لاء کے مطابق فیصلے کرنے کی آزادی دے رکھی تھی۔ یہود کے قاضی اپنے فقہی قانون کے مطابق فیصلے صادر کیا کرتے تھے مگر حضورؐ کی اس فراخ دلی کا جواب بھی اس نمک حرام قوم نے سازش کی تھالی میں رکھ کر دیا۔ ایک مخصوص واقعہ اس زمانے میں ایسا ہوا کہ خیبر کے ایک ساہوکار کے ساتھ یہیں کے ایک رئیس کی بیٹی زنا کے جرم میں پکڑی گئی۔ یہودی قاضیوں نے اس معاملے میں حضورؐ کی عدالت عالیہ کی طرف رجوع کیا۔ مگر مقصد میں یہ پاکیزگی نہیں تھی کہ جو فیصلہ حضورؐ صادر فرمائیں گے، قبول کیا جائے گا بلکہ یہ نجاست تھی کہ اگر رجم کی سزا دیں گے تو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

انکار کر دیا جائے گا۔ اور پھر یہ شور برپا کیا جائے گا کہ یہ خوب نبوت و کتاب کی بات کہی جا رہی ہے جبکہ توریت میں تو یہ حکم ہے کہ ایسے مجرموں کو منہ کالا کر کے گدھے پر الٹا بٹھا کر کچھ کوڑے لگوا دیئے جائیں۔ لیکن اگر رجم کا حکم نہ دیا جائے تو پھر بھی اس موقع سے نفع اٹھانے میں دریغ نہ کیا جائے کہ قانونِ توریت تو ایسے مجرم کو رجم کرنے پر مصر ہے۔ گویا ہر طرف سے اس معاملہ میں عوام کو گمراہ کرنے کی سازش کارفرما تھی۔

حقیقتاً ایسے جرم پر توریت میں رجم کی سزا ہی مقرر تھی مگر اس کی شرح اور تفسیر میں ان کے بگاڑ عالموں نے سیٹھ ساہوکاروں کے لیے گنجائش نکال دی تھی کہ انہیں ہلکی پھلکی تعذیر دے کر پھر غریب عوام کی بہو بیٹیوں پر دست درازی کے لیے آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اس طرح یہود بیک وقت دو دو ناؤ پر سوار ہو جاتے اور شرح و تفاسیر یا علماء کی آراء نیز فقہی معاملات میں اونچ نیچ کا فرق بنائے رکھتے کہ جب جیسا موقع ہو، متضاد قوانین کو ہر سمت میں کتاب اللہ کا جز بتا کر کام نکالا جا سکے۔ اس ذلیل حرکت پر خدا کی ناراضگی کے اس قدر مستحق ہوئے کہ اللہ نے ان کے دلوں کو فطری اور تخلیقی تطہیر سے محروم کر دیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہودی پرسنل لا، اور نبوی سیاست

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِؕ فَاِنْ
جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْۚ
وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔاؕ
وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِؕ اِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ وَكَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ
وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ
يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَؕ وَمَآ اُولٰٓئِكَ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(۵ - المائدہ - ۴۲ - ۴۳)

"یہ جھوٹی بات کے کہنے والے اور مالِ حرام کے کھانے والے ہیں اگر یہ تمہارے پاس اپنے مقدمات لے کر آئیں تو چاہو ان کا فیصلہ کر دو یا انکار کر دو۔ اور اگر تم نے ان کے فیصلے لینے سے انکار کر دیا تب تو یہ تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکیں گے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور اگر تم فیصلہ ہی کرنا چاہو تو پھر انصاف کے مطابق ہی فیصلہ کرو۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔"

مدینہ طیبہ کی اسلامی عدالت نبوی میں یہود کے صرف وہی قضیے آتے جو ان کے لیے حضور کے مقابل پروپیگنڈہ کا ہتھیار بن سکتے ہوں۔ اس لیے حضور کو اختیار دے دیا کہ چاہو تو ان کا فیصلہ کردو یا انھیں ان کی اپنی شرعی کچہریوں میں واپس کردو۔ اس طرح اگر تم نے انھیں واپس کر دیا تو یہ تمھیں کسی طرح کا نقصان پہنچانے میں بے بس ہو جائیں گے اور جس جال میں دوسروں کو پھانسنا چاہتے تھے اسی میں الجھ کر رہ جائیں گے۔ انھیں ان کے جعلی اور ڈھونگی علماء کے حوالے کردو۔ بندر اگر مداری کے پاس جاکر ہی ناچے تو اچھا رہے گا۔ ان کے علماء و قاضی جبڑے ٹوٹنے تک مالِ حرام کھائیں گے اور اپنے بندروں کو رسیوں میں کچھ باندھیں گے اور کچھ چھوڑیں گے اس طرح دونوں کی ضرورتیں پوری ہوگئیں اور ان کا بھرم بھی کھل جائے گا۔ مگر ان کے لائے ہوئے کسی قضیہ کے متعلق کبھی آپ یہ ضرورت محسوس فرمائیں کہ فیصلہ کر دینا ہی مناسب ہے تو پھر اپنی عدالت میں ان کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے عدل و انصاف ہی کے مطابق ان کے قضیہ کا فیصلہ کر دینا۔

اسلام نے اپنی حدودِ سلطنت میں رہنے والی سازشی اقلیتوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کھلے ہوئے دشمنوں کو ان کے PERSONEL LAW میں جو آزادی دے رکھی ہے تاریخِ انسانی میں اس کی مثال کہیں سے بھی نہیں بتائی جا سکتی۔ آج کے سیاسی دغابازوں نے اسلام کو تاریکی سے تعبیر کیا ہے وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر قرآن کے اس بیان کو پھر ایک بار پڑھیں تو پتہ چلے گا کہ ان کی روشن ضمیری کے چراغ کا تیل ختم ہو چکا ہے۔ اندھیرے کو روشنی اور روشنی کو اندھیرا بتا کر ایسے لوگوں نے بہت سے ممالک میں امن پسند اقلیتوں کو ان کی اپنی روایات اور مذہبی قانون سے تقریباً محروم کر دیا ہے اور اپنے بجھے ہوئے چراغ کو خورشید کا مد مقابل بلکہ افضل بتا کر شرم تک محسوس نہیں کرتے، دورِ جدید میں شاید ہی ان سے زیادہ بے غیرتی کا ارتکاب کسی اور طبقے نے کیا ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حکم اللہ رجوع کی اصل ہے

وَكَيْفَ يُحَكِّمُونَكَ وَعِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ
فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ
وَمَآ أُولٰٓئِكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(۵۔ المائدہ ۴۳)

" اور آپ سے یہ فیصلہ کرانے آ کیسے سکتے ہیں جبکہ توریت ان کے پاس ہے اور اللہ کا حکم بھی اس میں موجود ہے پھر اس کے بعد بھی وہ ہٹ گئے۔ تب تو یہ لوگ ہرگز ایمان لانے والے نہیں رہے "

کسی قوم و ملت کے پاس خدا کی کتاب موجود ہو اور دوسروں سے کے پاس اپنی شرعی پابندیوں سے چھٹکارا پانے کے لیے ان کے قوانین سے مستفیض ہونا چاہے تو قرآن اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اگر سابقہ کتب آسمانی خدائی احکامات کو جوں کا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تیں بتا سکتی ہوں اور اس کے حامل اسے نہ مانتے ہوں تو انھیں بے غیرت قرار دیتا ہے اور ان صاف صاف احکامات پر عمل نہ کرنے والوں کو ایمان اور اسلام سے پھرے ہوئے ثابت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں توریت کے احکاماتِ توحید و رسالت اور عقیدۂ آخرت نیز انصاف و معاملات اور حقوق میں قرآن کے احکامات کے ساتھ قطعی طور پر مناسبت رکھتے ہیں اور عقل بھی اسی بات کو قبول کرتی ہے کہ تمام کتب آسمانی جب کہ وہ ایک ہی خدا کی طرف سے نازل شدہ ہیں تب تو ان معاملات میں تمام کتب الٰہیہ کا مزاج یکساں ہونا ہی چاہیے۔ یہاں تو مخاطب یہود ہیں مگر قرآن نے نصاریٰ کو بھی اسی طرح خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ (اہلِ انجیل کو چاہیے کہ وہ انجیل میں نازل شدہ احکامات کے مطابق ہی فیصلہ مانیں) اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خدائی احکامات جو نازل کیے گئے وہ بھی انجیل میں موجود ہیں اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں نے بعد میں جو کچھ اپنی طرف سے ڈال دیا ہے وہ بھی انجیل میں موجود ہے اور یہی حال یہود کا بہت پہلے سے ہو چکا تھا کہ توریت میں اپنی طرف سے بھی بہت کچھ ڈال نکال چکے تھے۔

دوسری وجہ اس حکم خداوندی کی یہ ہے کہ قرآنِ مجید دین پھاڑنا نہیں چاہتا بلکہ دین پسند طبقوں کو آپس میں جوڑتا ہے اور ایک دوسرے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا معاون بنا دینا چاہتا ہے جو وحدتِ ادیان کی جگہ وحدتِ دین کی طرف تمام انسانوں کی رہنمائی کرتا ہے۔ مذہبی طبقوں کی کشمکش کے خاتمہ کا اس سے بہتر علاج کوئی نہیں ہو سکتا۔ آج کی ہماری مسلم برادری کے ان لوگوں پر بھی اس آیت میں کوڑا برسا دیا گیا جو اعلیٰ انگریزی تعلیم کے بعد اپنی قوم سے نفرت کرنے لگے اور شادی بیاہ کے اسلامی قانون سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے (CIVIL MARRIAGE) کے ضابطوں میں جا کر رشتۂ نکاح کا تقدس کھو بیٹھتے ہیں۔

رشتۂ نکاح کے علاوہ ہمارے یہاں کے اسلامی قانون وراثت طلاق اور دیگر فصلِ خصومات و مقدمات میں طاغوتی کچہریوں کی طرف ہماری دوڑ بھاگ اس خدائی حکم کی صریح نافرمانی کا ثبوت دے رہی ہے۔

کسی قاری کو اگر یہ الجھن ہو کہ آنحضرت ﷺ نے بجائے حکم قرآن کے یہود کو توریت کی طرف کیوں متوجہ کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ توریت اور قرآن وانجیل تو کیا بلکہ تمام کتب آسمانی کا مزاج یکساں رہا ہے اور باوجود سابقہ کتب الہیہ میں تحریف کرنے کے اللہ کی کتابوں میں بہت کچھ سچائی اب بھی باقی ہے اور رہے گی۔ ان میں قرآن پاک خداوند قدوس کی وہ کتاب ہے جسے تا قیامت انسانوں کی رہنمائی کے لیے محفوظ رہنا ہے۔ اس کی عظمت کا نشان خود اسی کی آیاتِ بینات میں ہے۔ پھر بھی سابقہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلم جماعتوں کو حکم اللہ فی التوراۃ اور حکم اللہ فی القرآن کی یکسانیت دیکھنا ہو تو دیکھ لیں، انھیں یقین ہو جائے گا کہ قرآن کو حکم مان کر اور رسولِ کریم کا طریقہ قبول کر کے انھوں نے وہی کچھ خالص دینِ حق اور حکم اللہ پایا ہے جو ان کے سابقہ دستورِ زندگی میں بہت کچھ تحریف کے باوجود بھی حکم کی حد تک موجود ہے۔ اسی معنی میں خدا کا ہر نبی اپنے سے پہلے آنیوالے نبی کا مصدق ہوتا ہے اور ہر آنے والی کتاب پہلی کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔ رہی اختلاف سے پیدا ہونے والی تمام الجھنیں اور مشکلات تو ان کی وجہ کتاب اللہ نہیں بلکہ وہ تحریفات ہیں جو بعد کے لوگوں نے کر ڈالیں۔ بحمد اللہ قرآن اپنی جگہ پر محفوظ ہے، اس لیے وہ رجوع کی اصل کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ اصل تو حکم اللہ ہے اور سابقہ مسلم جماعت کو للکار کر آواز دیتا ہے کہ مسلم ہے تو اپنی آسمانی کتاب میں خدا کا اصل حکم معلوم کر اور اس کی طرف رجوع ہو تم تو میرا ہی مانا جائے گا اور اگر تجھے اصلی حکم اللہ وہاں معلوم کرنے میں دقت ہو تو میری کسوٹی کو استعمال کر، تجھے معلوم ہو گا کہ سچ کیا ہے اور جھوٹ کیا ہے۔

مُهَيۡمِنًا علیہ قرآن کی یہ وہی صفت ہے جو تمام آسمانی کتب کی کسوٹی کا کام دیتی ہے۔ باقی لفظی تنزیل کی دعوے دار قرآن کے سوائے اب کوئی کتاب ہے بھی نہیں اس لیے اس معاملہ میں عام آدمیوں کو ضرور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دِقّت ہوسکتی ہے مگر یہاں تو خطاب تمام تر علمائے کتاب اللہ اور ان لوگوں سے ہے جو دین کی اصل سے واقف ہیں تاکہ انھیں قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آنا آسان اور سہل ہوجائے کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں مان لی بلکہ اپنی گمشدہ چیز تھی جسے پالیا۔ اس صورت میں عیسائی کو عیسیٰ مل گئے۔ موسائی کو موسیٰؑ کا دستِ مبارک ہاتھ آگیا اس طرح ہر ایک کو اس کا اپنا رسول اور کتاب مل گئی جس نے قرآن اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا اقرار کیا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

توریت کا نور

إِنَّا أَنزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ○

(۵ - المائدہ ۴۴)

" توریت کو بھی ہم نے نازل کیا تھا، جس میں ہدایت اور نور تھا
تمام نبی جو مسلم تھے اسی حکم توریت کے مطابق یہودی بن جانے
والوں کے قضیے فیصل کرتے تھے اور تمام خدا پرست علماء دین
اور درویش لوگ بھی۔ کیونکہ ان سب کو خدا کی کتاب کی حفاظت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا ذمہ دار بنایا گیا تھا اور یہ لوگ اس کے گواہ تھے۔ پس
اے یہود! تم آدمیوں سے مت ڈرو، مجھ سے ڈرو اور میرے
احکامات کو ہلکے داموں بیچنا بند کرو۔ پس جو لوگ خدا کے
حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔"

ہے کوئی جواب، اس حق پرستی کا کہ قرآن نے توریت کو کتاب ہدایت اور نور قرار دیا۔ موسیٰؑ کے بعد آنے والے انبیاء، بنی اسرائیل یہودی بن جانے والوں کو اسی کتاب کی طرف رجوع کراتے اور اسی کے مطابق ان کے فیصلے کرتے تھے، علماء و فقہاء مشائخ و درویش مرشد و عوام سب کے سب اسی کتاب کی پابندی میں جکڑے ہوئے تھے جب تک مسلمان تھے مگر یہ مسلمانی جب یہودیت میں تبدیل ہوگئی تو یہود نے اس پابندی سے چھٹکارا حاصل کرنے کی ایک ترکیب تو یہ نکال لی کہ سطحی اور فقہی تاریخی اور ملّی و ملکی، تہذیبی و معاشرتی اور معاشی نیز اعتقادی و دینی بگاڑ میں ساہوکاروں اور علمائے یہود کی آپسی سازباز کو توریت کے احکامات کا جز بنا ڈالا اور ایک بے جان شریعت وجود میں لے آئے۔ دوسری ترکیب یہ رہی کہ اسی بے جان شریعت کا ڈھانچہ یہودی قوم کے آگے آگے رکھا جاتا۔ مردہ لاش یوں بھی بے چاری کوئی مطالبہ نہیں کر سکتی مگر ادب و احترام زندوں سے زیادہ مُردوں کا ہوتا آرہا ہے شریعتِ موسوی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی اسی بے جان لاش پر خوب نذرانے چڑھائے جاتے۔ لاش بھی کچھ کھانے سے رہی؟ تمام تر نذرانے اور چڑھاوے یہودی علما اور پیروں فقیروں کو شریعتِ موسوی کے بے جان کر دینے کے معاوضے کے بطور مل جاتے اور بڑے سستے داموں بھرے بازار میں ان یہودی علما کا نیلام ہوتا رہا۔ دین کی اس خرید و فروخت میں لوگوں کو یہ بھی یاد نہ رہا کہ ہمارے نبی تو مسلم تھے اور ہم کیا بن گئے۔ اب اگر ایسے موقع پر کچھ حق پرست آدمی اُن میں اُٹھیں تو قرآن نے انھیں ہمت دلائی کہ لوگوں کا ڈر نکال دو۔ ڈرنا تو خدا سے چاہیئے اور مردہ لاش کے پیچھے شریعتِ موسوی کی اصل روح اب بھی تمہیں مل جائے گی اسے منظرِ عام پر لے آؤ۔ اس آواز پر یہود کا صالح عنصر اُبھر کر سامنے آیا اور حضور سیّد عالمؐ کے کاشانۂ نبوی میں اپنا مقام حاصل کر لیا۔ ان کے سوا جو لوگ کتاب اللہ کے فیصلے کو ماننے پر راضی نہ ہوئے انھیں دین سے خارج قرار دیا گیا۔ جہنم میں جائیں یہود! مسلمانوں کو اس آیت میں اپنا منہ بھی دیکھ لینا چاہیے کہ یہاں حکمِ کتابِ الٰہی کو نہ ماننے والوں کو کافر بتایا گیا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دوستی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۵۔ المائدہ۔۵۱

"اے ایمان والو! تم یہود کو اور نصاریٰ کو دوست نہ بنا لینا۔ یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی ان کو اپنا رفیق بنائے گا اس کا شمار بھی انھیں میں ہوگا اور ایسے ظالموں کو یقیناً اللہ اپنی رہنمائی سے محروم کر دیتا ہے۔"

ایمان والو! تم کو حکم دیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بنانا، یہ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے جگری دوست ہیں۔ اگر تم نے ان سے دوستی گانٹھی تو انھیں میں شمار کیے جاؤ گے پھر نہ تو پورے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہودی بن سکو گے اور نہ پورے نصاریٰ بلکہ پورے مسلمان بھی نہ رہ پاؤ گے اور تمہارا ایمان ان کی دوستی سے خطرے میں پڑ جائے گا اور ہماری رہنمائی سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔

بتائیے! ہمیں یہ حکم یاد ہی کب تھا۔ صدیوں سے قرآن سے بے تعلق ہو کر نماز روزے اور ارکانِ دین سے تو بہت پہلے ہم نے پیچھا چھڑا لیا تھا مگر ملّتِ اسلامی نے قرآن پاک کے ان اشارات تک سے نفع نہیں اٹھایا جو اسے اپنے قومی و ملی وجود کو برقرار رکھنے کے لیے معاون ثابت ہو سکتے تھے۔

یہود نصاریٰ کے اور نصاریٰ یہود کے دوست بن سکتے ہیں۔ اور آج تو ان دونوں کی ملی بھگت سے مشرقِ وسطیٰ مسلمانوں کا مقتل بنا ہوا ہے۔ یاد رہے اصل لفظ اولیاء استعمال ہوا ہے، جس کے معنی دوست، رفیق، کام بنا دینے والے، کے ہوتے ہیں، یہود اور نصاریٰ ایک دوسرے سے خوب نباہتے اور کام نکالتے رہے۔ مگر ان کی حمایت ملّت اسلامی کے لیے کبھی مفید نہیں ہوئی پچھلی دو صدیاں اس بات پر گواہ ہیں کہ مسلمانوں کو نصاریٰ سے دوستی اور رفاقت کتنی مہنگی پڑی۔ یہود تو اب تک دکھائی نہیں دیتے تھے مگر در اصل یورپی اقوام سے مسلمانوں کے تعلقات میں ہر جگہ طبقۂ یہود ہی بگڑے کاموں کو بنا تا آ رہا تھا اور اس ملت کی سادگی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور بے نفسی بھی خوب رہی کہ وہ یہ تک نہ سمجھ پائی کہ مغربی آقاؤں کی کرسیوں پر یہودی ہی ان کے مسائل میں دخل در معقولات کرتے رہے اخبار بین طبقے کو یاد ہوگا کہ یہود اور عربوں کے مسائل کو سلجھانے کے لیے عرب لیڈروں نے جب برطانوی حکومت سے بات چیت کی ہے اس میں ایک موقع ایسا بھی آیا کہ برطانیہ کا سابق وزیر اعظم بنجامن ڈزرائیلی اپنی وزارتِ عظمیٰ کی طاقت کا استعمال کر کے عربوں کو گمراہ کرنے میں کئی کئی بار اپنی کوششوں میں کامیاب رہا ہے یوں کہنے کو یہ بات چیت برطانوی اقتدار سے ہوتی مگر دراصل اس کرسی پر ایک یہودی فرد براجمان تھا جو عرب یہود جھگڑے کا قاضی بن گیا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورتیں متعدد بار پیش آتی رہیں اور بے چارے عرب عوام کو شاید پتہ بھی نہیں چلا کہ بات چیت کے لیے وہ حریف طاقت کے فرد کا سہارا غیر شعوری طور پر لے رہی ہے۔ بس سیدھی اور صاف بات یہ ہے کہ مسلمان ان یہود و نصاریٰ سے ولایت اور دوستی کی امید نہ کریں وہ بگڑے ہوئے اوباشوں کی گھر والی بن کر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایک نے ظلم کیا تو دوسرا خبر گیری اور رفاقت کرے گا۔ مگر ایسی ہستی کا جو حال انسانی سماج میں ہے کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس ضمن میں روسی اور امریکی یا دنیا کی کسی بھی اشتراکی یا سامراجی طاقت کی دوستی اور ولایت ہمارے لیے سمِ قاتل سے کم نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بدتر انجام

قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوبَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيلِ ۝

(۵ - المائدہ - ۶۰)

"تم کہو کیا میں تمہیں ان لوگوں کا نشان بتا دوں جن کا انجام خدا کے یہاں سب سے بدتر ہے۔ یہ وہ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی پھٹکار برسائی، اور خدا کا غضب ان پر ٹوٹ پڑا اور وہ بندر اور سور تک بنا دیئے گئے۔ جنھوں نے طاغوت کی بندگی کی تھی۔ ایسے لوگ مقام کے اعتبار سے بہت ہی بدتر ہیں اور وہ راہِ راست سے بہت دور ہیں"۔

آخرت میں اپنا انجام پتہ نہیں کیا ہو کوئی صالح آدمی نہیں کہہ سکتا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لیکن یہود برابر اس بات کو دہراتے کہ انجام خیر تو بس ہمارا ہوگا۔ حالانکہ انھیں اسی دنیا میں ایسی ایسی عبرت ناک سزائیں دی جا چکی ہیں کہ تاریخِ انسانی میں اس کی مثال نہیں ملتی، رہی آخرت تو اس کا پتہ یا تو آدمی کا اپنا ایمان اور صالح اعمال ہی دے سکتے ہیں یا پھر خدا اس کی خبر دیتا ہے کہ فلاں فلاں کا انجام یہ اور یہ ہوگا اللہ جل شانہ نے یہود کو خبر دی کہ سب سے بدتر انجام تو تمہارا ہے۔ طاغوت کی پوجا بھی تم نے کی اور بندر اور سور بھی تم ہی بنائے گئے۔

اگر کسی کو یہ اشکال ہو کہ قرآن نے ان کی بہت ہی بری طرح خبر لے ڈالی اور عالم انسانیت میں انھیں بالکل ہی گرا کر بندر و سور بنا دیا مگر بھائیو! بائبل میں ان کے پرکھوں کے بندر اور سور ہونے کے افسانے محفوظ ہیں جن کی تلاوت مذہبی خیال کے یہود اب بھی کرتے ہیں اسی لیے ان کا مذہبی طبقہ کچھ واجبی سا دین دار دکھائی دیتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

چودھریوں کا بگاڑ

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

(۵۔ المائدہ ۶۲۔۶۳)

"اور تم دیکھو گے ان میں بہتوں کو گناہ ظلم اور مالِ حرام پر ٹوٹے پڑتے ہیں۔ بہت ہی برے برے کام کرتے ہیں۔ کیوں نہیں منع کرتے ان کے علماء اور درویش گناہ کی بات کہنے سے اور مالِ حرام کھانے سے۔ منع کرتے بھی کیسے جبکہ وہ خود بھی اس گناہ میں مبتلا رہیں۔"

یہود اپنی تاریخ میں جس تیزی اور سرعت کے ساتھ گناہ، ظلم اور حرام خوری

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی عمیق غار میں گرے ہیں اس میں بڑا تعاون۔ انھیں اپنے علماء و درویشوں، پیروں، فقیروں اور پیشہ ور واعظین سے برابر ملتا رہا۔ کسی قوم کے مذہبی پیشوا اگر برائی سے روکنے کا عزم رکھتے ہوں اور کھلے میدان اپنی قوم کا سامنا کرنے کے لیے تیار ہوں اُن کی پوری قوم کبھی بھی برائیوں میں اتنی غرق نہیں ہو سکتی کہ اُسے واپس نہ نکالا جا سکتا ہو، اس امت کا حال بھی یہود کے مشابہ ہو گیا یہاں بھی جو عالم عوام الناس کی ہاں میں ہاں ملا دے۔ بس وہ تو انکا امام اور ہیرو بن گیا باقی جس نے قوم کی برائیوں پر نکیر کی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دے کر قوم کو برائیوں میں جانے سے روکتا رہا۔ اُسے اور کچھ نہیں تو آج کے زمانے میں وہابی ضرور کہا جاتا ہے، مگر یاد رکھو جو لوگ مال حرام کھانے کے عادی ہیں وہی قوم کو اس کی بد اعمالی پر شاباشی دے کر اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں اور جو فی الواقع رضائے الٰہی کے تحت خدا کے احکامات بندوں تک پہنچا کر انھیں برائیوں سے منع کرنا چاہتے ہوں انھیں کوئی خواہ کچھ بھی کہے اس فریضہ کو برابر انجام دیئے جاتے ہیں اور خدا کا شکر ہے کہ اس امتِ محمدیہ میں اب بھی ایسے حق پرستوں کی کمی نہیں، مسلمان عوام کی یہ ذمہ داری ہے کہ بھلائیوں کا حکم کرنے والوں اور برائیوں سے منع کرنے والوں کا پورا پورا ساتھ دے تاکہ یہ طبقہ آگے آ سکے اور بُرے لوگوں کی چودھراہٹ کا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خاتمہ ہو جائے۔

یاد رکھو جو لوگ بداعمالیوں کے شکار ہوتے ہیں اُنکی چودھراہٹ ہر زمانے میں عوام کو بہت مہنگی پڑی ہے، ایسے غلط رہنماؤں کی آؤبھگت کرنے سے ہمارا دین بھی ہاتھ سے جاتا رہا اور دنیا کی زندگی میں بھی ذلیل و خوار ہوئے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جنگ کی آگ بھڑکانے والے

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۭ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ
وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ
كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ
اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۭ
وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاۗءَ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ ۭ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا
اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا ۭ وَاللّٰهُ لَا
يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ (۵- المائدہ ۶۴)

" اور یہود کہتے ہیں خدا کا ہاتھ بند ہو گیا - ہاتھ تو انھیں کے
بند ہوں گے اور ملعون بنائے گئے اپنے اس قول کے سبب -
اللہ کے ہاتھ تو خوب کھلے ہوئے ہیں ، جس طرح چاہتا
ہے خرچ کرتا ہے - اور اے محمدؐ ! تم پر تمہارے رب کی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

طرف سے جو کچھ اتارا گیا ہے وہ یہود میں بہتوں کے کفر
اور شرارت کے بڑھ جانے کا سبب ہو جائے گا۔ اور ہم نے
ان کے درمیان عداوت اور بغض قیامت تک کے لیے ڈال
دیا ہے جب یہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں، اللہ اس آگ
کو بجھا دیتا ہے اور زمین میں فساد پھیلانے کے لیے یہود
ہر جگہ کوشاں رہتے ہیں جبکہ اللہ فساد کرنے والوں کو مطلق
پسند نہیں کرتا۔"

یہود کے کالے کرتوتوں کی طویل فہرست ایک ہی آیت میں یکجا طور پر
بیان کر دی گئی۔ ان میں سے فقط چند کا تذکرہ ہم یہاں کریں گے۔

۱۔ خدائے تعالیٰ نے جب انھیں اُن کے گناہوں کے سبب
معاشی بدحالی میں مبتلا کیا تو وہ اپنی حرکتوں کی اصلاح کرنے کی بجائے اُلٹے
خدا کے حضور گستاخیاں کرنے لگے اور خدا کو نعوذ باللہ بخیل کہنے لگے
اُن کے اس قول کی وجہ سے انھیں ملعون قرار دیا گیا۔ اس قوم پر لعنت
کی تکرار کلام مجید میں جتنی بار کی گئی ہے کسی اور کے لیے نہیں۔

۲۔ سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والا کلام یہود کے
مزید شر اور کفر کے بڑھ جانے کا سبب بنا۔ کلامِ پاک میں کسی بندے کی
رُو رعایت کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ یہود کے حال کا پتہ دینے والی کھری

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کھری باتیں جب قرآن پیش کرتا تو یہود اپنی اصلاح کرنے کی بجائے الٹے صاحبِ قرآن اور خود قرآن کے نازل کرنے والے کے مخالف ہو گئے، اِس سے زیادہ کفر و شر کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔

۳۔ سب سے اہم خبر اس آیت میں لڑائی کی آگ سُلگانے میں یہود کا رول واضح کیا گیا ہے۔ اقوام عالم میں اونچی سطح پر پہلے تو توں میں شروع کرانے میں یہود کی پہل ہوتی ہے بعد میں آج کے دور میں اخباری بیانات میں متضاد باتیں ان کی نیوز ایجنسیاں پیش کر کے بات کا بتنگڑ بنا ڈالتی ہیں، جب دو مخالف گروہ وجود میں آ کر ہاتھا پائی کے لیے تیار ہوتے ہیں تب یہود اپنے آدمی دونوں طرف شامل رکھتے ہیں تاکہ ان کی ڈالی ہوئی چنگاریاں بجھنے نہ پائیں قرآن پاک نے یہود کی جنگ پسندی کا جو تذکرہ کیا اسے وقتی ہرگز نہیں کہا جا سکتا قرآن خدا کا آخری پیغام ہے اس لیے اس میں کوئی بات محض وقتی اور ہنگامی ہو اس پر کلام کیا جانا خود اس کے مزاج کے خلاف ہے، صحیح بات تو یہ ہے کہ یہود کی اس چالبازی سے کم از کم اہلِ ایمان اور ان کے ساتھ اس زمین کے دوسرے با اقتدار باشندے کچھ تو دیکھ بھال کرتے کہ بنی آدم کی آپسی لڑائی میں ایک طبقہ یہود کی شرارت سے جنگ کے شعلے بھڑک اُٹھتے ہیں اور انسانی آبادی کے ایک بڑے حصّہ کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیتے ہیں انسان کا لہو چاٹنے میں یہود اگر براہِ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

راست کامیاب نہیں ہو سکے تو پھر اِس خونخوار قوم نے نت نئی ترکیبوں سے آدمیت کا گھر اُجاڑا ہے۔

یہ تو خدا کا کرم رہا ہے کہ وہ ہمیشہ یہود کی سلگائی ہوئی جنگی سازشوں پر ٹھنڈا پانی ڈال دیتا ہے۔

کچھ نہیں تو پچھلے دو سو سال کی دُنیا کی تمام بڑی بڑی لڑائیوں کی وجوہات معلوم کرنے کے لیے اگر محققین کا ایک کمیشن بٹھایا جائے تو اسے معلوم ہوگا کہ تقریباً ہر جگہ لڑائی کی ابتدا کرانے میں ایک نہ ایک یہودی اسے مل جائے گا۔

پہلی جنگ عظیم اور دنیا کی دوسری بڑی جنگ میں یہود کا ہاتھ تو ہم اسی کتاب میں واضح طور پر بتا چکے ہیں باقی اب دنیا کی ہر طرح کی سیاسی بے چینی حتیٰ کہ اب معمولی فرقہ وارانہ جھگڑوں میں یہود کا ہاتھ تلاش کیا جائے تو ملے بغیر نہیں رہے گا۔ شاید میری اس بات کو کوئی بچکانہ پن سے تعبیر کرے مگر اسے جان لینا چاہیے کہ ہر ملک میں یہود اپنا ایک ایسا مقام بنا کر بیٹھ گئے ہیں جہاں سے وہ سب کی خبر لے سکتے ہیں مگر کوئی انھیں نہیں دیکھ سکتا۔ یہ تو عربوں کا خدا بھلا کرے کہ خوابِ غفلت میں جا سوئے اور یہود نے حد سے زیادہ مار دھاڑ کر انھیں فلسطین سے بے دخل کیا تب جا کر کچھ شور برپا ہوا۔ ورنہ یہ کارروائی بھی چپکے سے اگر ہو جاتی تو یہود کی سلگائی ہوئی آگ کا دھواں تک دکھلانا مشکل ہو جاتا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لڑائی کی آگ سُلگانے کا یہود کے آج کے اکابرین کو بھی اقرار ہے چنانچہ ایک ممتاز یہودی مفکر ڈاکٹر آسکر لیوی لکھتا ہے کہ "ہم ہی دُنیا کے حاکم ہیں ہم ہی مفسد ہیں تمام فتنوں اور جھگڑوں کو ہوا دینے والے بھی ہم ہیں اور جلّاد بھی ہم ہیں"

خدا کا شکر ہے کہ اس بیسویں صدی میں قرآن کی صداقت کا ثبوت خود ایک یہودی فاضل ڈاکٹر آسکر لیوی سے مل گیا کہ جنگ کی آگ بھڑکانے والے وہ خود ہیں جو اپنے آپ کو یہودی کہتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تنزل اور معاشی پریشانیاں

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ
سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝ وَلَوْ
اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ
اَرْجُلِهِمْ ۭ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ
سَاۗءَ مَا يَعْمَلُوْنَ ۝ (۵ - المائدہ ۶۵-۶۶)

" اور یہ اہلِ کتاب ایمان لے آتے اور خدا پرستی اختیار کرتے تو ہم ضرور ان کے گناہ معاف کر دیتے اور انھیں نعمت کے باغات میں داخلہ دیتے۔ اور یہ لوگ توریت اور انجیل پر قائم ہو جاتے اور جو کچھ ان کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا اس کی پابندی کرتے تو خوب شکم سیر ہو کر کھاتے۔ اوپر سے اور قدموں تلے بھی ان کو کھانا ملتا۔ میانہ روی توان

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

میں بس ایک جماعت نے اختیار کی ہے باقی ان کی اکثریت
کی حرکتیں ٹھیک نہیں"!

اہلِ کتاب میں خاص طور پر یہود و نصاریٰ دونوں سے الگ الگ خطاب اب تک بار بار ہوتا رہا اس جگہ قرآن مجید نے اِن دونوں کو اہلِ کتاب کہہ کر آواز دی اور فرمایا کہ خدا کی دھرتی میں سارا بگاڑ اہلِ کتاب کے بگڑ جانے کے بعد ہوا۔ آپسی جنگ و جدال سے لے کر وسائل رزق اور معیشت کی تنگی یہ سب کچھ تکالیف اہلِ کتاب کی شرارتوں کی وجہ سے ہے۔ خدا نے جس علاقے میں اپنے سپاہیوں کو مقرر کیا تھا وہ جب باغی ہو گئے تو ان علاقوں پر آفاتِ سماوی و ارضی کا ہونا لازم ہے پس اہلِ کتاب کے سدھار پر تمام اہلِ عالم کا سدھار منحصر ہے۔ پھر اگر انہیں قرآن سے تعصب ہو تو یہ دونوں توریت اور انجیل پر ہی قائم ہو جائیں ظاہر ہے کہ اس آیت کے بعد قرآن کا غیر متعصب ہونا روزِ روشن کی طرح عیاں اور نہاں ہو گیا۔

جو لوگ تعصب میں اندھے ہو کر قرآن، اسلام اور صاحبِ قرآن پر تعصب کا الزام لگاتے ہیں انھیں آنکھیں کھول کر قرآن کے اس بیان پر غور کرنا چاہیے۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام بنی آدم کے آج کے دکھوں اور پریشانیوں کا علاج بھی غور کرنے کے قابل ہے قرآن پاک نے رزق و معاش کی تنگی کو خدا کی نازل کی ہوئی کتاب مبارک سے لاپرواہی کا دنیاوی نتیجہ قرار

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دیا ہے اور کوئی نہیں تو مسلمانانِ عالم کو اپنی معاشی پریشانیوں کے سدِ باب
کے لیے خدائی کتاب کلام پاک کی طرف ضرور توجہ کرنی چاہیے رزق کے
دروازے آسمان اور زمین دونوں طرف سے کھلوانا چاہتے ہو تو خدا کی
کتاب کے حامل اور عامل ہو جاؤ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وحدتِ کتبِ سماویہ

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَیْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ؕ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (۵۔ المائدہ ۶۸)

"آپ کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب تم ہرگز راہ پر نہیں مانے جا سکتے جب تک توریت اور انجیل کو قائم نہ کرو اور اسی تنزیل پر ثابت نہ ہو جو تمہارے رب نے اس وقت اتاری ہے اور ان میں اکثر لوگوں کی طغیان اور سرکشی اس کلام سے اور بڑھے گی سو تم اس منکر قوم پر افسوس نہ کرو۔"

یہاں اہلِ کتاب میں یہود و نصاریٰ کو اپنی کتبِ سماویہ توریت و انجیل پر قائم ہوئے بغیر بے اصل قرار دیا گیا۔ اسلام کی دعوت حقہ نبدیلِ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مذہب کی دعوت ہرگز نہیں۔ ورنہ یہود و نصاریٰ کو خود ان کی اپنی کتابوں پر قائم ہونے کی دعوت دینا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

وحدتِ ادیان کے بجائے وحدتِ دین۔ تفریق بین الرسل کے بالمقابل وحدتِ رسالت تفریقِ کتبِ سماویہ کے بجائے وحدت کتب آسمانی اور بے شمار معبودوں کو چھوڑ کر وحدتِ الٰہ کی دعوتِ قرآنی دراصل محدود تصوّرِ ادیان پر ایک ضرب کاری ہے۔ اس چوٹ نے دین میں تفرقہ ڈالنے والوں کی ریڑھ کی ہڈی توڑ ڈالی۔ اب اگر یہ فرقے اپنی سابقہ روش کو ترک کرنا نہ چاہیں گے تو لامحالہ طغیان و انکار سے دعوتِ قرآنی کے مقابل جتّھہ بندی ضرور کریں گے۔ ان کی اس سرکشی اور تمرد سے ہمیں افسوس کرنے کی بجائے طریقۂ حق پر برابر چلتے رہنا چاہیے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یہود کے حق میں دو نبیوں کی بددعا

لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ
عَلٰی لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ؕ ذٰلِكَ
بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ ○ کَانُوْا
لَا یَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْکَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا کَانُوْا
یَفْعَلُوْنَ ○

(۵ - المائدہ - ۷۸ : ۷۹)

"بنی اسرائیل میں جو لوگ کفر کی راہ پر چل پڑے تھے ان پر داؤدؑ اور عیسیٰ بن مریم کی زبان سے لعنت کی پھٹکار برسائی گئی کیونکہ یہ لوگ برابر نافرمانیاں کرتے رہے اور حدِّ اعتدال سے نکل بھاگتے تھے اور نہ صرف برائی سے منع کرنا چھوڑ دیا تھا بلکہ خود انھیں برائیوں کے مرتکب تھے"

حضرت داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے لعنت جس قوم پر کی گئی ہو اس کے ملعون ہونے میں کیا کسر باقی رہ جاتی ہے۔ خدا کے نبی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رحمت کی دعا کرنے والے ہوتے ہیں۔ لیکن یہود کی بد قسمتی سے اللہ کے نبیوں نے بجائے رحمت کے ان پر لعنت کی پھٹکار برسائی۔ اس لعنت کے تذکرے بائبل میں اب بھی موجود ہیں۔

"اے خداوند! انتقام لینے والے خدا!
اے انتقام لینے والے خدا! جلوہ گر ہو۔
اے جہان کا انصاف کرنے والے اُٹھ۔
مغروروں کو بدلہ لے
اے خداوند شریر کب تک۔
شریر کب تک شادیانے بجایا کریں گے؟
وہ بکواس کرتے اور بڑا بول بولتے ہیں۔
سب بدکردار لافزنی کرتے ہیں۔
اے خدا! وہ تیرے لوگوں کو پیسے ڈالتے ہیں
اور تیری میراث کو دکھ دیتے ہیں۔
اور بیوہ اور پردیسی کو قتل کرتے ہیں،
اور یتیم کو مار ڈالتے ہیں۔
اور کہتے ہیں کہ خدا نہیں دیکھے گا۔"

(زبور۔ باب ۹۴۔ آیت ۱ تا ۶)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسی طرح مسیح ابن مریم نے یہود پر نہایت غضب ناک لہجہ میں لعنت کی ہے جس کی داستان اتنی طویل ہے کہ پچاسوں صفحات بھی ناکافی ہوں گے۔ صرف ایک نمونہ دیکھ کر ہی صحیح اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ متی کی انجیل میں حضرت مسیحؑ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیے!

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس! کہ نبیوں کی قبریں بناتے اور راست بازوں کے مقبرے آراستہ کرتے ہو۔ اور کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے باپ دادا کے زمانے میں ہوتے تو نبیوں کے خون میں ان کے شریک نہ ہوتے۔ اس طرح تم اپنی نسبت گواہی دیتے ہو کہ تم نبیوں کے قاتلوں کے فرزند ہو۔ غرض اپنے باپ دادا کا پیمانہ بھر دو۔ اے سانپو! اے افعی کے بچو! تم جہنم کی سزا سے کیونکر بچو گے؟ اس لیے دیکھو! میں نبیوں اور داناؤں اور فقیہوں کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں۔ ان میں سے تم بعض کو قتل اور مصلوب کرو گے اور بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے اور شہر در شہر ستاتے پھرو گے تاکہ راست بازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا تم پر آئے۔ راست باز ہابل کے خون سے لے کر برکیاہ کے بیٹے زکریا کے خون تک جسے تم نے مقدس

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور قربان گاہ کے درمیان قتل کیا، میں تم سے سچ کہتا
ہوں کہ یہ سب کچھ اس زمانے کے لوگوں پر آئے گا۔"

(متی باب ۲۳ - آیت ۲۹ تا ۳۶)

حضرت داؤد اور عیسٰی ابن مریم سے یہود کی پرخاش ایک تاریخی
حقیقت ہے گو یہ دونوں پیغمبر انھیں کی اصلاح میں کوشاں تھے۔

صلِّ علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شدید ترین دشمنانِ اسلام

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا ۖ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ (۵۔ المائدہ ۸۲)

"تم اہلِ ایمان کی عداوت و دشمنی میں سب سے زیادہ شدید یہود کو پاؤ گے اور ان کو جو شریک بتاتے ہیں اور محبت میں قریب ان کو پاؤ گے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس واسطے کہ ان میں عبادت گذار عالم اور درویش پائے جاتے ہیں اور یہ لوگ گھمنڈی نہیں ہیں"

مسلمانانِ عالم کو یا صرف ہمارے ائمہ دین و پیشوا عرب بھائیوں کو فقط یہی ایک آیت یاد رہتی تو یہ دن دیکھنے نصیب ہی کیوں ہوتے کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قرآن میں جس قوم یہود کو عداوت و دشمنی میں اہل ایمان کے لیے مشرکین کا ساتھی بتایا گیا ہے۔ انھیں اب جا کر پہچانا۔ قرآن مجید کی ایک آیت صرف تلاوت ہی کر لیجیے، آپ پر حقیقت حال کے دروازے کھول دے گی اور اس سے انجان بنے رہیے پھر تمام عزت آبرو، مال و ملک، شوکت و وجاہت سب کچھ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد ننگی آنکھوں سے وہی کچھ دیکھیے جو یہ آیت ربانی آپ کو دکھانا چاہتی تھی۔

بھلا بتائیے دینا کیا کھیے گی کہ جن کی مقدس کتاب میں یہ آیت موجود تھی وہ اس قوم یہود سے سب سے زیادہ ناواقف نکلے۔

نصاریٰ کو مسلمانوں سے محبت میں قریب بتا کر قرآن نے ان کے اور اہل ایمان کے فاصلے کم کر دیئے مگر یہ کون سے انصاریٰ ہیں؟ آج کے نہیں۔ آج تو نصاریٰ ہونے کا دعویٰ دار شاید کوئی نہیں۔ مسیحی عیسائی، رومن کیتھولک، پروٹسٹنٹ وغیرہ ہر طرح کے لوگ ہیں۔ یہ سب فرنگی قوموں کی تبلیغ اور تائید سے بنے ہوئے لوگ ہیں۔ قرآن تو محبت میں انھیں قریب بتا رہا ہے جو قدیم طبقہ (NAZARENES) تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو اپنے آپ کے نصرانی ہونے کا اعلان کر چکے تھے ـــــ یعنی ہم انصار اللہ ہیں۔ خدا کے دین کے مددگار ہیں۔

اور یہاں بھی وہی مخصوص طبقہ مراد ہے جو شاید اب خال خال

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہو یا نہ بھی ہو باقی مسلمانوں کی عداوت میں ان کے نئے پرانے
اگلے پچھلے سب برابر ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

عیسیٰؑ پر ہاتھ ڈالنے والے

وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ○ (۵۔ المائدہ ۱۱۰)

"اور اے عیسیٰؑ جب تم بنی اسرائیل کے پاس دلائل لیکر آئے اور انھوں نے تم پر ہاتھ ڈالنا چاہا۔ تب میں نے انہیں روک دیا۔ اور بنی اسرائیل میں جو لوگ کافر بن گئے۔ وہ کہہ اٹھے کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے۔"

بنی اسرائیل نے حضرت مسیحؑ پر ہاتھ ڈالا اس کا تذکرہ موجودہ اناجیل اربعہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ اور یہ تاریخی حقیقت ہے جس کا انکار کسی یہودی یا نصرانی نے نہیں کیا بلکہ دونوں اس بات کے خوب قائل ہیں کہ یہود نے مسیح علیہ السلام پر پتھر اٹھائے، یہود کی قدیم تاریخی کتابوں، نیز بیسویں صدی میں یہودی نقطۂ نظر کو پیش کرنے والی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تمام کتب میں حضرتِ مسیحؑ کو سحر پیشہ قرار دیا گیا ہے۔ معاذ اللہ نعوذ باللہ مگر آج کی دنیا میں یہود کی پوری تائید و نصرت عیسائی کرنے لگیں تو "چور چور موسیرے بھائی" والی کہاوت کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

قرآن پاک کا بیان تو آپ ابھی ابھی پڑھ چکے ہیں کہ یہودی اور عیسائی آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہو سکتے ہیں جبکہ مسیحؑ کے متعلق ہر طرح کی کفریہ بکواس یہود کا مذہب بن گیا۔ سیدنا عیسیٰؑ پر جادوگر ہونے کا الزام لگاتے ہی خدائے تعالیٰ نے یہود کو کافر قرار دیا۔ پھر بھی مسیحی دنیا یہود کی پشت پناہ بنی ہوئی ہے مگر انصاف پسند ملتِ اسلامی کے افراد کو جو موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا نبی مانیں بس دشمنی انھیں سے رکھی جانی چاہیے"۔ آواز دو انصاف کو انصاف کہاں ہے"۔

زمانہ بھی کیسی کیسی کروٹیں بدلتا ہے۔ ورنہ کم از کم مسیحی دنیا کو لازم تھا کہ یہود کے بالمقابل وہ مسلمانوں کی مدد بھلے ہی نہ کرتی لیکن یہود کے استحکام کے لیے اپنی مذہبی ناک کٹوانے سے تو اسے پرہیز کرنا ہی چاہیئے تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کتاب اللہ کی اتباع

ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ
اَحْسَنَ وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی
وَّرَحْمَةً لَّعَلَّھُمْ بِلِقَآءِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ ع
وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْہُ
وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ۙ

(۶ - الانعام ۱۵۴ - ۱۵۵)

"پھر ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی جس سے اچھی طرح نیک عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور ہر ضروری شے کی تفصیل اور ہدایت و رحمت ہو تاکہ لوگ اپنے رب کی ملاقات کا یقین جانیں۔ اور یہ کتاب (قرآن) جس کو ہم نے نازل کیا ہے برکت والی ہے۔ سو تم اب اس کی پیروی کرو اور خدا سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

موسیٰ علیہ السلام کو دی گئی "کتاب اللہ" کا نام توریت ہے۔ اس کی فضیلت کو قرآن پاک نے بیان کر دیا۔ مگر جب اس کے حامل اس کتاب کی تعلیمات سے جی چرا گئے اور ہدایت و رحمت کو اپنے حق میں گمراہی اور زحمت بنا چکے تب تازہ ہدایت نامہ قرآن پاک نازل کیا گیا۔ اس جدید ہدایت نامے کی پیروی کرنی چاہیے۔ خدا کی کتابیں جنتر منتر کے لیے تو نہیں ہوا کرتیں، ان کی اتباع اور پیروی سے ہی انسان خدا کی رحمت کا مستحق ہو سکتا ہے۔ اور اتباع کرنے کے لیے پڑھے اور سمجھے بغیر چارہ نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دیکھیں تم کیا کرتے ہو؟

قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا ج
اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ قف يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖ ط وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ قَالُوْٓا
اُوْذِيْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا
جِئْتَنَا ط قَالَ عَسٰی رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ
وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِی الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ
تَعْمَلُوْنَ ۝ ع

(۷۔ الاعراف ــ ۱۲۸۔۱۲۹۔)

"موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو۔ زمین اللہ کی ہے، اپنے بندوں میں جسے چاہتا ہے وارث بنا دیتا ہے۔ مگر اچھا انجام تو خدا سے ڈرنے والوں ہی کے ہاتھ رہتا ہے۔ وہ کہنے لگے۔ ہم تمہارے آنے سے پہلے بھی ستائے جاتے رہے اور تمہارے آنے کے بعد

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھی کوئی فرق نہ پڑا۔ موسیٰ نے فرمایا۔ بہت جلد تمہارا رب
تمہارے دشمن کو ہلاک کر ڈالے گا۔ اور تم کو زمین کا حاکم
بنا دے گا، پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیا عمل کرتے ہو۔"

مصر میں فرعون کے زیرِ اقتدار دکھ بھری زندگی گزارنے والے بنی اسرائیل کو موسیٰ ڈھارس بندھا رہے ہیں قوم کی آس ٹوٹ گئی ہے۔ اور حسرت بھرے انداز میں کہہ رہی ہے کہ آپ کے آنے سے قبل بھی ہم دکھی تھے، اور آپ کی تشریف آوری کے بعد بھی سلسلہ مصائب میں کوئی فرق نہیں پڑا موسیٰ علیہ السلام نے انہیں بشارت دی کہ عنقریب دشمن ہلاک ہو گا اور اقتدار تمہیں عطا کیا جائے گا۔ تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ سلطنت ملنے کے بعد تم کیا کرتے ہو۔

اس آیت میں دو باتیں صاف صاف معلوم ہوتی ہیں بُرے لوگوں کو اقتدار سے ہٹانے کے بعد نیک لوگوں کو یوں ہی تختِ سلطنت پر براجمان کرا دینا خدا کا دستور نہیں۔ بلکہ اچھے لوگ اقتدار پا کر کس طرح کام کرتے ہیں۔ یہ دیکھنا مقصود ہوتا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ شام و فلسطین میں بھی بنی اسرائیل کی حکومت کا قائم ہو جانا ناممکنات میں نہیں۔ بُرے لوگوں کو ہٹا کر دوسروں کو موقع دینا۔ اگر وہ بھی بُرے ثابت ہوں۔ تو پھر کسی اور کو یہاں بٹھایا جا سکتا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مسلمان خوب سمجھ لے کہ یہود کے مقابل اِسے دینی اعتبار سے اچھا ثابت ہونے کے بعد ہی بیت المقدس ملنا ہے ورنہ نہیں۔

اسی پر منحصر نہیں بلکہ مسلمانوں نے بعض بعض مقامات پر صدیوں تک حکومت کی ہے۔ اپنے دورِ اقتدار میں "خدا کو ناپسند ہوں" ایسی حرکتیں کرتے رہے اور ثابت کر دیا تھا کہ اب وہ جمنا کنارے مصلےٰ بچھانے کے لیے نیاز نہیں ہیں وہ صرف اپنی شان و شوکت اور جبروت کی دھاک بٹھانے کے لیے عمارتیں بنائیں گے۔ خدا کے دین سے انہیں کچھ لینا دینا نہیں، تو پھر فیصلہ ہونا ہی تھا کہ اقتدار اب کسی اور قوم کو ملنا چاہیے جمنا تو یہی تھی جس کی دھارا میں ہمارے بزرگوں نے وضو کر کے اس دھرتی پر خدا کے آگے سر جھکایا تھا۔ اور اسی راہ سے مددِ خداوندی کے دروازے کھلے تھے۔ مگر اب مسلمان کو خدا سے کچھ کام نہیں تھا۔ مغل دور کی تاریخ اسی ملک کے اندر اعتماد الدولہ کے مقبرے کی جالیاں اور شراب کی پیالیاں اب بھی شہادت دینے کے لیے برابر موجود ہیں۔ آگرے میں تختِ طاؤس کے دھندلے نقوش دہلی اور آگرہ کے لال قلعہ۔ فتح پور سیکری وغیرہ اور اعتماد الدولہ کے مقبرے بس مقبرے ہی ہیں۔ پتھروں کی عمارتیں سنسان علاقوں میں کھڑی یہاں کے مسلمانوں کی سطوت اور جاہ و جلال کا نقش ذہن پر ڈال دیتی ہیں مگر کب تک؟ ایک دن یہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سب کھنڈروں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ لیکن کیا اب جن کو موقع ملا ہے۔ وہ تختِ سلطنت پر تا قیامت بیٹھ سکیں گے ؟ نہیں۔ ان کا بھی یہی حال ہوگا بلکہ قدیم لوگوں سے بھی خراب تر وہاں بتیس تیس سال حکومت تو ہو جاتی تھی، یہاں تو آج کے راجہ کی عمر پانچ سال ٹھہری۔ اس کے بعد الیکشن میں پھر زندہ ہوئے تو ٹھیک ورنہ کوئی چائے کی پیالی کو پوچھنے والا نہیں چاہے عمر دراز ہی کیوں نہ مل جائے۔ ایسے فانی اقتدار کی کرسی پر بیٹھنے کے لیے آدمی بھلا کیونکر اُودھم مچاتا ہوگا جبکہ پچھلوں کا انجام برابر دیکھتا آ رہا ہے۔

۲۵٫۶٫۷۸

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مثالِ صبر

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۙ بِمَا صَبَرُوْا ۭ وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ ○

(۷- الاعراف - ۱۳۷)

"اور پورا ہوا نیک وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر جبکہ انھوں نے صبر کیا اور جو کچھ فرعون اور اس کی قوم نے تیار کیا تھا۔ اور جو اونچی عمارتیں بنائی تھیں، ان سب کو ہم نے تباہ کر دیا۔"

مظلوم قومیں صبر و استقامت اگر دکھا دیں تو خدائی وعدہ اُن کے حق میں پورا کر دیا جاتا ہے۔ بنی اسرائیل فرعون کے ظلم وستم کے مقابل چار و ناچار صبر کو اختیار کرتے رہے۔ اس کی یہاں تعریف

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی گئی ہے۔ وہیں یہ حقیقت بھی بیان کر دی گئی کہ مادّی طاقت خدائی انصاف کے آڑے نہیں آسکتی۔ گناہ پر ڈھیل اس نے بہت کچھ دی ہے۔ اور گنہگار قوموں اور حکومتوں کو دیر تک برداشت کیا ہے۔ لیکن جہاں ظلم ہوا اور مقابلہ میں مظلوم اکائیاں صبر دکھاتی رہیں۔ وہاں اللہ نے فوری طور پر ظالموں کے اقتدار کا خاتمہ کر دیا۔ اور یہ حقیقت ہے کہ گناہ سے حکومتیں فوراً نہیں ٹوٹا کرتیں مگر ظلم بڑی بڑی حکومتوں کو اپنی فلک بوس عمارتوں اور ایوانوں سمیت آن کی آن میں زمیں بوس کر دیتا ہے۔

بنی اسرائیل کے دورِ موسوی کی تاریخ میں مظلوم قوموں کے لیے بڑی عبرت ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بگڑی قوموں کی راہ

وَجَاوَزْنَا بِبَنِیٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتَوْا عَلٰی
قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّھُمْ ۚ قَالُوْا
یٰمُوْسَی اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰھًا کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ ؕ
قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ ۝ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ
مُتَبَّرٌ مَّا ھُمْ فِیْہِ وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ ۝ (۷۔ الاعراف ۱۳۸-۱۳۹)

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا پار اتار دیا۔ تو یہ پہنچے ایک ایسی قوم کے علاقے میں جو بتوں پر جمی ہوئی بیٹھی تھی۔ کہنے لگے موسیٰؑ آپ بھی ہمیں عبادت کے لیے ایسا معبود بنا دیجیے، جیسے اُن کے پاس ہیں۔ موسیٰؑ کہنے لگے تم بڑی جہالت کی بات کر رہے ہو۔ یہ سب تباہ ہونے والا ہے اور جس میں یہ لوگ لگے ہوئے ہیں سب باطل ہے۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نبیوں کا دین چھوڑنے کے بعد تو ہر دور میں امتیں شرک و کفر میں ملوث ہوتی رہی ہیں۔ کسی نے قبر پرستی کی کسی نے بت پرستی۔ مگر یہود کا نمبر یہاں بھی سب سے اوپر رہا۔ کہ موسیٰؑ کی موجودگی میں خود ان سے بُت خانہ بنا دینے کی درخواست کر دی۔ یہاں سے زمانۂ مسیح تک پہنچتے پہنچتے یہود پورے طور پر قبر پرست بن چکے تھے جس کا تذکرہ مسیح ابن مریم کی زبانی اناجیل اربعہ میں جگہ جگہ مل جاتا ہے صورت پرستی اور ظاہر پرستی میں اجسام چاہیئے کہیں تو ہاتھ سے بنا لیا اور کہیں بنے بنائے صالح انسان مل جائیں تو ان ہی سے یہ کام لے لیا۔ مسلمان کو چاہیئے کہ اپنی دینی عظمت اور توحید کے وقار کی حفاظت کرے اور ایسی کوئی حرکت نہ کرے، جس سے بگڑی قوموں کی راہ پر وہ چلنے لگے۔ خیر یہود یہاں تو کامیاب نہ ہو سکے، مگر حضرت موسیٰؑ کے کوہ طور پر تشریف لے جانے پر بچھڑے کی صورت بنا کر پوجا کر کے اپنے کفریہ جذبات کی تسکین کر لی۔

مسلمان کو خدا کی بندگی میں تسلی ہو جانی چاہیئے۔ ہر طرح کی ظاہر پرستی بُت پرستی۔ قبر پرستی۔ پیر پرستی وغیرہ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جو خدا پرستی اختیار کرے، وہ مسلمان ہوا۔ باقی تصوّرِ شیخ اور تعظیمی سجدہ اور وسیلۂ شیخ وغیرہ کی راہ سے پچھلی اُمتیں زیادہ دن تک توحید کی امانت کو سنبھال نہیں سکیں۔ اور بالآخران کا شمار اس دُنیا میں مسلمانوں کے ساتھ نہ ہوا۔ تب

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خداوندِ قدوس نے اِن کو نبی اور کتابیں بھیج کر راہِ راست پر لانا چاہا۔ مگر اس اُمتِ محمدیہ کے سدھار کے لیے اب کوئی نبی یا کتاب آنے سے رہی لہٰذا ہمیں تو فقط اللہ کی کتاب اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقہ پر ہی چلنا چاہیے اور کسی بگڑی ہوئی قوم کی نقالی سے ہر صورت میں پرہیز کرنا ہی چاہیے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بدترین ذلت

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ
الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ
اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ وَاِنَّهٗ
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ (الاعراف ۱۶۷)

"اور وہ وقت یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا
کہ برابر مسلّط کرتا رہے ان پر قیامت کے دن تک ایسے
لوگ جو انھیں بدترین تکالیف دیتے رہیں گے، بیشک
تمہارا رب جلد عذاب کرنے والا ہے اور وہ بخشنے والا مہربان
بھی ہے"

حضرتِ مسیحؑ کے لگ بھگ آٹھ سو سال قبل سے یہود پر یہ نوٹس
جاری کیا جاتا رہا کہ وہ اب سنبھل جائے ورنہ اُسے ایسا روندا اور پامال
کیا جائے گا کہ تا قیامت اس سے چھٹکارا حاصل کرنا اِن کے لیے بہت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مشکل ہو جائے گا۔

یہود مالدار اور تاجر بھی رہے۔ بڑی بڑی کوٹھی، بنگلے انہیں میسر ہوئے۔ مگر عزت کی زندگی کہیں نہیں ملی ہر وقت سر پر ایک نہ ایک طاقت کھڑی ہے۔ چاہے اقتدار اپنا رہا ہو یا غیروں کا۔

اس طرح کی آیات کے شارحین اور مفسرین نے جو کچھ لکھا ہے اس میں کہیں کہیں کسی نے یہ بھی لکھ دیا کہ ان کی حکومت قائم نہ ہوگی. یہی اصل ہے اس خام خیال کی کہ یہود کی حکومت قائم نہ ہوگی اوپر جو آیت کریمہ ہم نے درج کی ہے اسے بار بار پڑھیے۔ اور بتایئے کہ انہیں حکومت میسر نہ ہوگی یہ کہاں لکھا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ چاہے انہیں اقتدار ہو یا نہ ہو۔ تا قیامت ایک نہ ایک شخص اُن کے سر پر جوتے بار تا رہے گا۔ یہ بدترین ذلت انہیں اپنی اقتدار کی کرسیوں پر بیٹھ جانے کے بعد بھی ان کا پیچھا نہیں چھوڑے گی۔

دورِ حاضرہ میں خود ان کی دولتِ یہود جو مشرق وسطیٰ میں فرنگی طاقتوں کی سازش کے سہارے قائم ہے۔ وہ بھی ان کی نیند حرام کیے ہوئے ہے۔ مگر حکومت کسی طرح کی بھی انہیں کبھی بھی حاصل نہیں ہوتی اس کا تذکرہ تو کلام پاک میں نہیں ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

منتشر اجزاء

وَقَطَّعْنٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ
وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ
وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝

(۷۔ الاعراف ۱۶۸)

"ہم نے انہیں زمین میں ٹکڑے کر کے منتشر کر دیا کچھ تو ان میں نیک ہیں۔ اور کچھ اُن کے اور طرح کے ہیں۔ ہم ان کی اچھے اور برے حالات میں آزمائش کرتے رہے شاید کہ یہ لوگ پلٹ آئیں۔"

روئے زمین کے ہر قابل ذکر علاقے میں اس قوم کے منتشر اجزاء پائے جاتے ہیں۔ ان میں کچھ نیک ہیں اور باقی بدکار۔ ان لوگوں نے ہر ملک میں ایک خاص مقام پیدا کر لیا لیکن ملک ان کا اپنا اب تک کوئی نہیں تھا۔ دولتِ اسرائیل ٹوٹنے کے بعد انہیں ملی اعتبار سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یکجائی نصیب نہیں ہوئی۔ مگر اس دور میں فلسطین میں ایک علاقہ کو دولتِ اسرائیل بنانے میں یہود کامیاب ہوگئے اگر یہ لوگ وہی ریاست قائم کردیں۔ جو حضرت موسیٰ کرنا چاہتے تھے۔ تو میرے جیسا مسلمان تو اس اسرائیلی ریاست میں رہنا زیادہ پسند کرے گا لیکن امر واقعہ تو یہ ہے کہ یہود اب ایک ملعون قوم کی حیثیت سے بُری طرح قوم پرستی کے جذام میں سڑ چکے ہیں۔ انہیں شریعت موسوی پر کسی ریاست کا قیام مقصود ہی نہیں۔ بلکہ منتشر یہود کو ایک وطن الیہود ملے اور یہ ہو بھی گیا۔ لیکن اُس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ وطن الیہود میں تنہا یہودی سرمایہ داروں اور سائنسٹوں نیز ان سیاست دانوں ہی کا حصّہ نہیں جنہوں نے اپنے مغربی آقاؤں کی خدمت کا صلہ وطن الیہود کی شکل میں پایا ہے۔ بلکہ اس وطن میں ابھی اور بھی بہتوں کا حصّہ ہے جو اس سازش میں برابر کے شریک رہے کہ مشرقِ وسطیٰ میں ایک علاقہ ایسا بنایا جائے جو اسلام اور مسلمانوں کے لیے ہمیشہ اضطراب کی وجہ بنا رہے۔ لیکن جب ہم مسلمان جو تازہ دم امت ہیں، اور روئے زمین پر بہت سے علاقوں میں اپنے اقتدار کے ہوتے ہوئے بھی شریعتِ اسلامی کا نافذ کرنا پسند نہیں کرتے۔ تب یہود جو دائرہ اسلام سے نکال باہر کیے جا چکے ہیں۔ شریعتِ اسلامی کا موسوی نمونہ بھلا کیسے قائم کر سکتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کتاب کے وارث

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ
يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ
سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ
يَاْخُذُوْهُ ۚ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ مِّيْثَاقُ
الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ
وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ
لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ۚ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

(سورۃ الاعراف ۱۶۹)

"پہلی نسلوں کے بعد ایسے ناخلف ان کے جانشین بنے جو وارث ہوئے کتاب کے اور لینے لگے ادنیٰ اسبابِ زندگانی اور کہتے ہیں کہ ہمیں معاف کیا جائے گا۔ مگر ایسا ہی اسبابِ زندگی اور بھی آوے تو لپک کر لینا جاری

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رکھتے ہیں۔ کیا اُن سے کتاب میں عہد نہیں لیا گیا کہ اللہ پر
سچ کے سوا کچھ نہ بولیں۔ اور انھوں نے پڑھ بھی لیا ہے۔ جو
کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ خدا پرست لوگوں کے لیے آخرت
کی قیامگاہ بہتر ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔"

کتاب کے وارث ہونے کے بعد بنی اسرائیل جو نمونہ اس دھرتی پر چھوڑ گئے ہیں۔ اسی پر آج کی ملتِ اسلامی کا عمل ہے جب ہر جگہ اُن کے نمونے پر عمل ہو جو خدا کی بارگاہ سے دھتکارے گئے ہوں تو اس نمونہ پر خدا کی رضا کیسے حاصل کی جاسکتی ہے۔ ہمارے علماء کرام و دینی ذمہ دار نیز ہمارے آج کے صوفیا، و قلندر اور پیر و فقیر بھی دھیان دیں کہ خدا کے بارے میں انھیں سچ کے سوا کچھ نہیں کہنا ہے اور دنیوی عارضی قیامگاہ کے لیے منبرِ رسولؐ کا نیلام ہرگز نہیں کرنا ہے۔ اور اگر یہ حرکت کسی سے سرزد ہوگئی ہو تو تمام اسبابِ زندگانی کو لات مار کر آخرت کی قیامگاہ کو بہتر بنانے کے لیے وارثِ کتاب اللہ ہونے کا اپنا مقام ٹھیک ٹھاک کرلے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کفریہ بکواس

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى
الْمَسِيْحُ ابْنُ اللَّهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ
يُضَاهِئُوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ
قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○

(۹ - التوبہ - ۳۰)

"یہود کہتے ہیں کہ عزیر اللہ کا بیٹا ہے۔ اور عیسائی کہتے ہیں کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔ یہ اُن کے منہ کی بکواس ہے، کافروں کے راگ میں راگ ملا رہے ہیں۔ خدا کی پھٹکار ہو ان پر یہ کہاں دھوکہ کھا رہے ہیں۔"

حضرت عزیر علیہ السلام (EZRA) خدا کے ایک پیغمبر ہیں۔ بابل کی اسیری کے بعد بنی اسرائیل کی نشاۃِ ثانیہ میں اُن کا بڑا زبردست کارنامہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بیان کیا جاتا ہے۔ حضرت عزیرؑ کی وجہ سے بنی اسرائیل کو بڑی ترقی نصیب ہوئی۔ اس لیے انہیں بڑے ادب و احترام سے یاد کیا جاتا رہا مگر جس طرح ہم نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم سے اپنی دینی و دنیاوی اصلاح کا نفع تو کم اٹھایا مگر حضرت کی تعظیم میں غلو کر کے انہیں خدا کے نبی تو کیا خود اللہ سے بھی زیادہ مرتبہ دینے لگے یہ نمونہ ہم میں بھی یہود کی دیکھا دیکھی آیا ہو یا یہ طریقہ کسی یہودی نے ہم میں جاری کر دیا ہو تو تعجب نہیں کہ انبیاء و صلحاء اور اولیاء اللہ کی بات تو ایک بھی قبول نہ کرو باقی ادب و تعظیم میں اتنا شور مچاؤ کہ دنیا صرف تم کو ان سے پیار و محبت کرنے والا ماننے پہ مجبور ہو جائے۔ یہی حال عیسائی لوگوں کا بھی ہوا۔ مسیحؑ کی تعلیم اور عقائد سے کچھ سروکار نہیں۔ بس نام میں تعظیم اور ادب کر لیا۔ مرتبہ میں غلو اور مبالغہ کر لیا۔ پھر کسی کی کیا طاقت ہے کہ مسیح کا انہیں مخالف کہہ سکے۔ مگر دراصل ایسے لوگ ہی انبیاء اور صلحاء کے پکے مخالف ہیں جو ان کی دعوت کے ایک اصول کو بھی دنیا میں چلنے دینا نہیں چاہتے۔ مگر ان کی تربت کو سجا کر عوام سے واہ واہ ہی کے حقدار ہو جاتے ہیں۔ کہ سچے عقیدت مند ہیں تو یہ ہیں۔ یہ زبردست دھوکہ ہے ہم اور دوسرے لوگ جتنی جلد اس مغالطے سے چھٹکارا پا لیں اتنا ہی اچھا ہو کسی کو کافروں کے راگ میں راگ ملانا ہو تو اور بات ہے باقی اسلام کی تعلیم میں نبی کو نبی اور خدا کو خدا ماننے بغیر چارہ نہیں۔ یُضَاهِئُونَ کا ترجمہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہم نے راگ میں راگ ملانا کیا ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دینی شخصیتوں کو ان کے مرتبے سے غلو کرکے جب کچھ کا کچھ بنا دیا جائے تو۔ فاتحہ، درود اور ایصالِ ثواب تک زیادہ دیر کام نہیں چلتا۔ آگے چل کر کفار کے راگ میں راگ ملانے کے لیے طوائفیں، زنخے، ڈھول، تاشے، ہجڑے، باجے۔ ننگ دھڑنگ فقیر، گانجہ، چرس، شراب، زنا، بے پردگی سب ہی کچھ خود بخود آ جاتا ہے جب کہیں راگ میں راگ ملانا پورا ہوتا ہے۔

پھر جب یہی کچھ ہو گیا تو سجدہ اور دعا حتیٰ کہ خدا کے آگے جتنے مراسمِ بندگی ادا کیے جاتے ہیں۔ سب خدا کے بجائے خدا کے بندوں کے آستانوں پر بھینٹ چڑھا دیئے جاتے ہیں۔

خدا کے صالح بندوں کو خدا نے جو رتبہ دیا ہے وہ کیا کم ہے کہ ہم اپنی طرف سے اُنکا رتبہ بڑھانے کے لیے من مانی باتیں گھڑ کر کسی کو حاجت روا اور مشکل کشا اور کسی کو حاضر و ناظر بنا کر خدا کی توحید کو تار پیڈو کردیں۔ ہماری اس حرکت سے خدا کی خدائی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ بلکہ ہمارے اپنے مقامِ بندگی کا تانا بانا بکھر جائے گا۔ خدائی صفات کا دعویٰ اس کے صالح بندوں کے لیے جو لوگ بھی کرتے ہیں وہ اِسی پر بس نہیں کرتے بلکہ یہود و نصاریٰ کی طرح خدا کے بندوں کو بھی خدا بنا کر دم لیتے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کم سن مؤمن!

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى
خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ
وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ
لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (۱۰۔ سورہ یونس ۸۳)

"ان کی قوم کے چند کم سن لڑکوں کے سوا موسیٰؑ پر کوئی ایمان نہیں لایا وہ بھی فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے کہ کہیں انہیں مصیبت میں نہ ڈال دے۔ فرعون اس ملک میں بہت زور رکھتا تھا۔ اور واقعی اس کا شمار زیادتی کرنے والوں میں تھا۔"

اللہ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم و تشدد سے آزادی دلانے اور انہیں پھر سے ملت ابراہیمی کے خطوط پر قائم کرنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا تھا مگر بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت موسیٰ کا تعاون قومی اعتبار

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے نہیں کیا گیا بلکہ مٹھی بھر نوجوان دعوتِ موسوی کے جھنڈا دھاری بنے پوری قومِ یہود اس موقع پر تماشائی بنی رہی۔ تعاون تو کیا تصدیق کی حد تک بھی اس قوم نے حضرت موسیٰؑ کا ساتھ نہیں دیا، ورنہ کوئی وجہ نہیں تھی کہ ایک ایسا عظیم رہنما جو ایک طرف خدا کا نبی تھا اور دوسری طرف بنی اسرائیل کو قومی آزادی دلانے کے لیے فرعون جیسی ظالم و جابر طاقت سے تنِ تنہا جا ٹکرایا ہو۔ اس کا ساتھ اسی کی وہ قوم نہ دیتی جس کی آخرت اور دنیا بنانے کے لیے موسیٰ علیہ السلام عمر بھر محنت کرتے رہے۔

ضمناً یہ بھی ثابت ہوا کہ کم سن اور نوجوانوں کا خون ابلنے کے لیے تیار رہتا ہے، ضرورت ہے کسی داعی کی جو نئی پود کو ایک صحیح مقصد کے لیے منظم کرے اور وقت کے خونخوار اقتدار کے آگے ان کو کھڑا کر دے چاہے اس اُبلتے لہو کو جی بھر کر پی لینے کے بعد یا تو ظالموں کا ہی خاتمہ ہو جائے یا نصرتِ ربِّ اعلیٰ سے خدائی فوج کے یہ جوان ظالموں کا گھمنڈ چور چور کر دیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

نماز باجماعت

وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

"اور ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی کی طرف وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لیے مصر میں گھر بنائے رکھو اور اپنے گھروں کو ہی قبلہ نماز بنا لو۔ نماز کو قائم کرو۔ اور جو اس بات کو مان لیں انہیں خوش خبری سنا دو۔" (۱۰۔ یونس ۸۷)

جب یہود نے حضرت موسیٰؑ کا علانیہ ساتھ دینے میں ہمت ہار دی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں سہل احکامات دیئے۔ چونکہ ظلم کا مقابلہ کرنے کے لیے جماعتی قوت درکار ہے۔ جو بندگیٔ رب کے شکنجہ میں جکڑی ہوئی ہو۔ اسلام نے روزِ اوّل سے نماز و صبر کو اسلام والوں کی ایک بڑی زبردست طاقت قرار دیا ہے۔ ایمانی ضعف اور مایوسی کا شکار یہودی معاشرہ علانیہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اقامت صلوٰۃ سے سلطنتِ وقت کی لال آنکھ کا شکار بننا اپنے بل بوتے کے باہر کی چیز سمجھتا تھا۔ اور یہ قوم اتنا بڑا خطرہ مول لینے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اس لیے انہیں اپنے گھروں میں نماز قائم کرنے کے لیے حکم دیا گیا، یہ بات تو معلوم نہ ہوسکی کہ چوری چھپے اِن لوگوں نے نمازِ باجماعت کی تیاری کی تھی یا نہیں، البتہ اتنا ضرور ہوا ہوگا کہ جن لوگوں نے اپنے گھروں میں نماز قائم کی ہوگی ان کی تعداد بھی بہت تھوڑی ہوگی آج کے پُر آشوب دور میں مسلمانوں کے لیے اس سنّتِ موسوی میں بڑا سبق ہے کہ ظالموں سے نبٹنے کے لیے وہ نمازِ باجماعت کا نظام پھر سے قائم کریں۔ بکھری ہوئی ملّت کو نمازِ باجماعت کے ذریعہ بہت جلد از سرِ نو منظم کیا جاسکتا ہے۔ کاش! عرب اسرائیل جنگ میں عرب۔ نمازِ باجماعت سے اپنی صفوں کو نصرت الٰہی کی مستحق بنا کر میدان میں اتارتے۔

مگر یہاں تو مغربی تہذیب نے ہمیں اتنا مرعوب کر دیا ہے کہ نماز ادا کرتے ہوئے بھی شرم آنے لگتی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کتاب موسیٰؑ کی تعلیم اور غیر اللہ کی کارسازی

وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ۝

(۱۷- بنی اسرائیل — ۲)

"ہم نے موسیٰؑ کو کتاب دی اور بنی اسرائیل کے لیے اسے ذریعہ ہدایت بنا دیا اور یہ تاکید کر دی کہ میرے سوا کسی کو اپنا وکیل نہ بنا لینا"

اللہ کی کتاب کی تعلیم کا نچوڑ اگر کوئی جاننا چاہے تو یہ آیت اُس کے لیے کافی ہے۔ خدا کے سوا کسی کو اپنا کارساز۔ حاجت روا۔ مشکل کشا۔ کام بنانے والا اور مدارِ توکل مان لینا مشرک سوسائٹی کا یہ سب سے خطرناک مرض ہے جس کی نشان دہی ہر زمانے میں خدا کی کتابوں میں بیان کر دی گئی پھر بھی دنیا کی تمام اہلِ کتاب اکائیاں (UNITS) اِس روگ میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مبتلا ہیں۔ حتیٰ کہ آج کے مسلمان معاشرے کو بھی یہ بات یاد نہ رہی کہ غیراللہ کو کارساز مان کر اس کی دینی واعتقادی تندرستی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ذریعۂ ہدایت اللہ کی کتاب ہے اور انسانی قافلے کے جہاز کا لنگر صرف خدا کی وحدانیت ہے۔ جس نے بھی غیراللہ پر بھروسہ کیا وہ بالآخر خدا کی نصرت اور تائید سے محروم ہو گیا۔

کتاب چاہے موسیٰؑ کی ہو یا عیسیٰؑ کی یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی ہر ایک آسمانی کتاب میں توحید کو لازم پکڑنے کی تعلیم دی گئی۔

فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا

"پس تم صرف اسی ایک کو اپنا کارساز بنالو۔"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پہلا فساد

وَقَضَيْنَآ اِلٰى بَنِىٓ اِسْرَآءِيْلَ فِى الْكِتٰبِ
لَتُفْسِدُنَّ فِى الْاَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ
عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا
بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ اُولِىْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ
فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّيَارِ ۭ وَكَانَ وَعْدًا
مَّفْعُوْلًا ۝

(۱۷۔ بنی اسرائیل آیت ۴-۵)

"اور صاف صاف کہہ سنایا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں کہ تمہاری وجہ سے ملک میں دو مرتبہ فساد ہوگا۔ اور تم بڑا اودھم مچاؤ گے۔ پھر جب پہلا موقع آیا تو ہم نے تم پر خونخوار بندوں کو مسلط کر دیا وہ تمہارے گھروں میں گھس پڑے۔ اور یہ وعدہ پورا ہونا تھا"

توریت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو خبردار کیا تھا کہ تم اپنے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دورِ اقتدار میں دومرتبہ فسادِ عظیم برپا کروگے۔ اس میں پہلی پیشین گوئی کے پورا ہونے کا زمانہ حضرتِ مسیح سے ۵۸۶ سال قبل کا ہے۔ جب شہنشاہِ بابل بخت نصر نے ریاستِ یہودیہ کو تہس نہس کر ڈالا حضرت طالوت کے بعد حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام نے ریاست کے نظم و نسق کو احکامات توریت کے مطابق قائم کر دیا۔ اور اللہ کی برکتوں کا ان سلطنتوں میں ایسا نزول ہوا کہ تمام آبادیوں کے سارے دکھ درد مٹ گئے۔ خدائی احکامات کی پابندی سے ربِ اعلیٰ کے آستانۂ عالیہ سے یہود کو سلطنت و حکومت بطور صدقہ مل گئی۔ اور جس کسی کو یہاں اقتدار ملا ہے وہ خدا کے دینے ہی سے ملا ہے۔

بنی اسرائیل کا یہ زمانہ نہایت ہی قابلِ رشک تھا جبکہ وہ ایک طرف اپنے رب کے فرماں بردار تھے اور دوسری طرف اقوامِ عالم پر ان کی سیادت و حکمرانی چلا کرتی تھی۔ مگر جب ان لوگوں نے عیاشی، دنیا طلبی، فریب، چغلخوری، زنا اور بدکاری، شراب نوشی، ظلم و طغیان، سود خوری، رشوت خوری، بے ایمانی، آپسی پھوٹ اور نفاق سے اپنے اقتدار کے علاقوں کو گندہ کر دیا۔ تب ان میں مفتوح قوموں کا شرک گھس آیا، اور ہر طرح کی قبر پرستی، لکڑی پتھر کی صورتیں، مورتیں، ناچ گانے وجنبی انارکی اور بداخلاقی کے شکار ہوئے۔ حتیٰ کہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شریعتِ موسوی کی ہر طرح کی پابندیوں سے آزاد ہونے لگے۔ اور باپ کی حرم شکنی، حالتِ حیض میں مباشرت، خود اپنی بہو بیٹیوں کے ساتھ بدذاتی کے جرم تک میں مبتلا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حاملِ کتاب قوم کو اس کے کالے کرتوتوں سے متنبہ کرنے کے لیے پے در پے انبیاء بھیجے۔ حضرت الیاس علیہ السلام، الیسع علیہ السلام اور حضرت عاموس ویسعیاہ اور یرمیاہ ان تمام نبیوں نے اپنی ساری زندگیاں ان کی اصلاح کے لیے صرف کر ڈالیں۔ مگر یہ قوم اپنی اخلاقی گندگی اور شرک کو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں ہوئی۔ تب اس بدکار اور مشرک قوم کے اعمال بصورت بخت نصر متشکل ہو کر سامنے آئے۔ اور بخت نصر کی فوجوں نے نہ صرف حکومت یہودیہ کا خاتمہ کر دیا۔ بلکہ عام یہودی باشندوں کی بستیاں اجاڑ دیں ان کے گھروں میں گھس کر بری طرح قتل اور ذلیل و خوار کرنے کے بعد غلامی کی زنجیروں میں طویل عرصہ کے لیے جکڑ دیا۔ یہ ہے وہ پہلا فساد جس نے بنی اسرائیل کی ہڈیاں توڑ دیں۔ ہمارے لیے اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے۔

"جنگ بدر کا صدقہ" حکومت اسلامی کے قیام کی شکل میں ہمیں بھی ملا تھا اور خلافتِ راشدہ تک ہم بھی ساری دنیا میں اپنا ایک خاص مقام رکھتے تھے خلافتِ راشدہ کے طویل عرصہ کے بعد یہ صدقہ ہمارے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

راجے، مہاراجے اور نوابوں کے حصّہ میں آگیا۔ اپنے دورِ اقتدار میں ہمارے سلاطین نے جب تک خدائی احکامات کی پیروی کی تب تک خدا نے ان کو مہلت دی۔ مگر جب یہ خراب ہوئے تو خدا نے اپنے ظالم و جنگجو بندوں سے ان کی پٹائی کرادی ان کے قلعے اور سونے چاندی سے مزیّن و آراستہ محلوں کو آگ لگوادی۔

رب کے یہاں ہر ایک کا حق الخدمت مقرر ہے۔ فسادیوں کی محنت کی مزدوری ان محلات کا پگھلا ہوا سونا چاندی ان کے ہاتھ تھمادیا اور اب یہ خالی محلات حمام اور باولیاں قلعے اور ویران ٹکسالیں ان نوابوں شاہوں اور ان کی بیگمات کے مقبرے ہر روز صبح و شام عوام کے لیے تماشہ بنے ہوئے ہیں۔ اور شاید ان حکمرانوں کے باقیات الصالحات یہاں پر رات دن ہاتھ پھیلا کر اپنے پرکھوں کی عظمت کی دہائی دے کر روپیہ، آٹھ آنے وصول کرتے ہوں تب بھی تعجب نہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پہلے فساد کے بعد

ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ وَ أَمْدَدْنٰكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَجَعَلْنٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيْرًا ۝ (۱۷- بنی اسرائیل - ۶)

"اس کے بعد اُن پر ایک بار تمہاری باری پھیر دی اور مال و اولاد سے ہم نے تمہاری لشکری طاقت بڑھا دی۔"

قومی اور ملّی اعتبار سے بنی اسرائیل کے گناہوں کی پوری سزا دینے کے بعد پھر انہیں موقع دیا گیا کہ اپنے اصل مقام پر کھڑے ہوں. جہاں ان کو انبیاء علیہم السلام نے کھڑا کیا تھا۔ لگ بھگ ۵۳۹ سال قبل مسیح شہنشاہِ بابل کی طاقت زوال پذیر ہوئی اور حضرت عُزیر علیہ السلام کی دعوت کے جھنڈے تلے پھر بنی اسرائیل کھڑے ہو گئے اللہ نے اس قوم کے دن پھیر دیئے۔ اور انہیں مال و اولاد سے خوب خوب نوازدیا اور قابل جنگ افراد کی خاصی تعداد سے ایک زبردست

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فوجی قوت عطا کر دی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کی قیادت میں دینِ موسوی کی تجدید ہوئی۔ دینی تعلیم اور اخلاقی ضابطے میں بنی اسرائیل کی دلچسپی نے خدا کی رحمت کے دروازے پھر ان پر کھول دیئے۔ حضرت عُزیر علیہ السلام نے ان میں تبلیغی اسپرٹ پیدا کر دی اور ہمسایہ قوموں کو توحید اور کتاب اللہ نیکی اور پرہیزگاری کی دعوت دینے کے لیے من حیث القوم بنی اسرائیل کو ایک دینی جماعت بنا دیا۔ پس بنی اسرائیل کی قسمت پلٹی اور ایک بار اسے پھر ایسا ہی اقتدار نصیب ہوا جیسا پہلے تھا اور یہ نتیجہ تھا تمام تر حضرت عزیر علیہ السلام کی تبلیغی جد و جہد کا اور بنی اسرائیل کے بھرپور تعاون کا جو تاریخ میں پہلی بار حضرت عزیر علیہ السلام کو میسر ہوا ورنہ اب تک کسی نبی کو بنی اسرائیل خاطر میں لانے تک کو تیار نہیں تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دوسرا فساد

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ قف وَاِنْ
اَسَاْتُمْ فَلَهَا ط فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ
لِيَسُوْٓءُا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ
كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا
تَتْبِيْرًا ○ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ج وَاِنْ
عُدْتُّمْ عُدْنَا م وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ
حَصِيْرًا ○

(۱۷ ابنی اسرائیل ۷ - ۸)

"اگر نیکی پر چلے تو تم نے اپنا بھلا کیا، اور بُرائی پر چلے تو تم نے اپنا بُرا کیا پھر جب ہمارا دوسرا وعدہ آپہنچا تو ہم نے اور دشمنوں کو تم پر مسلّط کر دیا، تاکہ تمہارے چہرے اداس کر دیں اور گھس جائیں مسجد میں جس طرح پہلی بار کے دشمن گھسے تھے اور جہاں ان کا بس چلے خوب تباہی مچادیں گے، اب بھی تمہارا رب تم پر

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

رحم کرنے کو تیار ہے۔ اگر تم پھر وہی کرو گے تو ہم بھی وہی کریں گے
اور ایسے کافروں کے لیے ہم نے جہنم کو قید خانہ بنا رکھا ہے۔"

پہلے فساد کے بعد بنی اسرائیل سنبھل گئے، اور نیکی و خدا پرستی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ مگر کامیابی مل جانے کے بعد رفتہ رفتہ پھر بگڑنے لگے۔ اور ٹھیک اسی مقام پر جا کھڑے ہوئے۔ جس کی وجہ سے پہلا فسادِ عظیم برپا ہوا تھا۔ اب پھر شریعتِ موسوی کے ترک و تحریف، گناہ و بُت پرستی، سود و زنا، یہ سب کچھ پہلے کی طرح ہونے لگا۔ تب مسیح علیہ السلام نے جو خاص الخاص بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمائے گئے تھے۔ ان تمام بُرے کاموں کے خلاف آواز اٹھائی۔ بعثت مسیحؑ کے وقت یہود فرقہ وارانہ ٹولیوں میں بٹ چکے تھے اور یوں بھی ان کی سیاسی قوت [illegible] ہو کر رومی حکومت کے ماتحت رہ [illegible] رہ گئی تھیں۔ اقتدار کا نشہ اتر جانے کے بعد بھی قوم [illegible] آئی اور سیدنا مسیح علیہ السلام کی تبلیغ سے اپنی اصلاح پر آمادہ [illegible] نہ ہوئی بلکہ وقت کی رومی سلطنت کے قانون میں [illegible] سازش کے حضرت مسیح علیہ السلام پر مقدمات چلائے اور انہیں سلطنتِ وقت کا باغی ثابت کیا۔ پھر حضرت مسیح کے قتل کی سازش بھی اسی قوم یہود نے تیار کی۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سیدنا مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے کے بعد

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ناکام رہے۔ حضرت مسیح کو اللہ نے ان ظالموں کے ہتھے نہیں چڑھنے دیا۔ اور آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔ اس کے بعد یہود تو یہی سمجھے تھے اور اب تک سمجھتے آرہے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کو انھوں نے قتل کر دیا۔ مگر فی الواقع شمعون نامی یہودی شخص کو انھوں نے مسیحؑ سمجھ کر قتل کر دیا۔ اس کے بعد بھی مسیحؑ پران کا غصّہ کم نہیں ہوا اور مریم علیہا السلام پر بہتانِ عظیم کے چرچے اس ملعون قوم نے عوام کی زبان پر جاری کر دیئے خدا نے اب یہ فیصلہ کر لیا کہ اس قوم کے چند صالح افراد کو چھوڑ کر باقی سب کو اہلِ کتاب کی فہرست سے خارج کر دے۔ اور یہ فیصلہ اس طرح نافذ ہوا کہ ۷۰ء میں رومی بادشاہ ٹائیٹس (TITUES) نے یروشلم پر قبضہ کیا اور ایک لاکھ ۳۳ ہزار یہود کو قتل کر ڈالا۔ پچاس ہزار سے زائد کو قید کر لے گیا۔ اور ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا۔ ہزاروں یہود مرد اور عورتیں بھیڑ بکریوں کی طرح بازاروں میں بکنے لگے اور اس طرح اس مال غنیمت کو رومی سلطنت نے بے قیمت سمجھ کر ادھر اُدھر منتشر کر دیا مسجد بیت المقدس کی بے حرمتی کا تذکرہ بھی یہاں کیا گیا ہے۔ یہود اس مسجد کے متولی۔ مصلّی اور امام تھے۔ بلکہ اسلام کے متولی اور اسلامی جماعت کے ارکان بھی تھے توحید رسالت و آخرت، وحی، کتاب و نبوت کے اصول و عقائد کی حامل کوئی قوم روئے زمین پر اُن کے سوا نہیں تھی، مگر جب خود اپنے مسلمہ اصولوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی خلاف ورزی کر کے تارکِ صلوٰۃ تک ہو گئے۔ تو پھر مسجد کا بھلا کیا کام باقی رہ گیا تھا۔ اپنے دورِ اقتدار میں اپنی ہی مساجد کو ویران کرنے والوں کی یہ سزا خدا نے تجویز فرمائی۔ کہ مسجد بیت المقدس اور ہیکل سلیمانی کو فسادیوں کے ہاتھوں زیر و زبر کر دیا۔

ترکِ صلوٰۃ کے مجرم تو ہم بھی ہیں یہ فیصلہ ایک بار ہمارے حق میں تو حاکمِ کائنات نے نہیں کر دیا کہ اب ملّتِ اسلامی کو نماز سے دلچسپی نہیں تو مسجدیں بھی ان کے ہاتھوں سے چھین لی جائیں ؟

کوئی ضروری نہیں کہ تارکین صلاۃ سے مساجد چھین کر اقامت صلوٰۃ والوں کے حوالے کر دی جائیں۔ ہاں اگر اقامتِ صلوٰۃ والے تارکین کے مقابلہ میں اُٹھ کھڑے ہوں تو ایسا ہوتا آرہا ہے مگر یہاں تو ہم خود ہی تارکینِ صلوٰۃ تھے۔ رہے یہود۔ تو ان کو نماز و جماعت سے پیچھا چھڑائے ہوئے مدت ہو چکی ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لپیٹ دیں گے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰے تِسْعَ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ فَسْئَلْ
بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ
فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰے مَسْحُوْرًا ٥
قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا
رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّيْ
لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ٥ فَاَرَادَ
اَنْ يَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ
وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِيْعًا ٥ لا وَّقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ لِبَنِيْٓ
اِسْرَآءِيْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ
وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ٥ ط

(۱۷۔ بنی اسرائیل۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴)

" اور ہم نے موسیٰؑ کو نو کھلی ہوئی نشانیاں دی تھیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تم پوچھ لو بنی اسرائیل سے جب موسیٰ ان کے پاس آئے تو فرعون کہنے لگا میرے خیال میں موسیٰ تم پر جادو کا اثر ہوگیا ہے۔ موسیٰؑ فرمانے لگے کہ تو خود بھی اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ نشانات لوگوں کو سمجھانے کے لیے آسمان اور زمین کے رب کے سوا کوئی نہیں اتار سکتا۔ اور میرے خیال میں اے فرعون تیری ہلاکت کا وقت اب آتا ہی ہے۔ تب فرعون نے ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کو ملک میں چین نہ لینے دے، پھر ہم نے ڈبو دیا اسے اور اس کے سب ساتھ والوں کو اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ تم اب یہاں رہو بسو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ پورا ہوگا تو تم سب کو لپیٹ کر لا حاضر کریں گے۔"

حضرت موسیٰؑ کو کھلے کھلے نشانات دیئے جانے کا تفصیلی تذکرہ سورہ الاعراف میں بیان ہوا ہے۔ ید بیضا[1]، عصا[2]، سنین[3]، نقص ثمرات[4]۔ طوفان[5] جراد[6]، قمل[7]، ضفادع[8]، دم[9]۔ یہ تمام نشانات ایسے تھے کہ ان میں سے

---

[1] یہ نو نشانات حضرت موسیٰؑ کے معجزات ہیں۔ ہاتھ کا روشن ہو جانا۔ [2] عصا کا سانپ بن جانا۔ [3] حضرت موسیٰؑ کی بددعا سے ملک میں قحط۔ [4] پھل فروٹ اور میوے کے باغ اجڑ جانا۔ [5] سخت آندھی اور طوفان۔ [6] ٹڈی دل کی کثرت۔ [7] گھن۔ [8] دیمک سے مکانات (باقی صفحہ آئندہ پر)

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

سے کسی ایک نشان کو دیکھنے کے بعد فرعون کو ایمان لائے بغیر کوئی راستہ نہیں تھا۔ مگر اقتدار کے نشے میں بدمست ہو کر اس نے حضرت موسیٰؑ پر مخبوط الحواس اور جادو زدہ ہونے کا الزام لگایا۔ مشرکین مکہ آئے دن سیّد البشر محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا مطالبہ کرتے تھے اس موقع پر حضرت حق جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل سے پوچھ دیکھو کہ معجزات کے نہ ماننے پر فرعون کو کیا کچھ سزا دی گئی۔ اگر تم بھی چاہتے ہو کہ معجزات دکھا دیئے جانے کے بعد ایمان لے آؤ گے۔ تب تو ٹھیک لیکن اگر انکار کیا تو یہ انکار تمہیں لے ڈوبے گا اس موقع پر بنی اسرائیل کی شہادت سے اس قضیہ پر تفصیلی روشنی پڑنے کے امکانات تھے۔ مگر یہ لوگ (NEUTRAL) خاموش ہی رہے۔ اور حق و باطل کی کشمکش میں اپنی تاریخی شہادت تک کو میدان میں لانے سے ڈر گئے۔ آیتہ کے آخری حصہ میں بنی اسرائیل کو پھر سے ملکِ مصر میں رہنے بسنے کی بات کہی گئی ہے اور آخرت کا وعدہ آنے پر انھیں لپیٹ کر پھر جمع کر دیا جائے گا۔ یہ پیشین گوئی بھی خوب باریک بینی کا مطالبہ کرتی ہے۔ فَاِذَا جَاۗءَ وَعْدُ الْاٰخِرَۃِ۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) وغیرہ کی لکڑیاں گل جانا۔ مینڈک کی کثرت۔ اور پانی کا خون بن جانا وغیرہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آخرت کا وعدہ آئے گا یعنی دنیا کی ہلاکت کا وقت قریب آلگا ہوگا تو ہم تم کو لپیٹ کر ایک جگہ کر دیں گے، لَفِیْفًا کا جملہ بھی بہت معنی خیز ہے۔ اگر یہود کو ایک لفافہ بنا کر اکٹھا جمع ہونا اسی وعدۂ آخرت کے ساتھ ہے تو پھر ارضِ فلسطین میں ان کا اس زمانے میں یکجا ہو جانا قربِ قیامت کا پتہ دے جاتا ہے۔ آیت کریمہ کے الفاظ اگر اس تفسیر کے متحمل ہیں تب تو نزولِ مسیحؑ اور دجال کا ظہور وغیرہ قریب ہی سمجھنا چاہیے۔

والعلم عند اللہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

یحییٰ علیہ السّلام کے قاتل

وَاِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَکَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّاۙ یَّرِثُنِیْ وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ۝ یٰزَکَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلٰمِ ﹰاسْمُهٗ یَحْیٰی لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِیًّا ۝

(۱۹- مریم ۵-۶-۷)

"زکریا نے دُعا میں کہا میں اندیشہ رکھتا ہوں اپنے رشتہ داروں کی طرف سے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ سو تو خاص اپنے پاس سے مجھے ایسا وارث عطا کر جو میرا کام اٹھالے اور میرا جانشین ہو۔ آلِ یعقوب کا صحیح وارث ہو۔ اور اسے اپنی رضا پر چلنے والا بنا دے۔"

حضرت زکریا علیہ السلام کی دُعا سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ بنی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسرائیل کی حرکتوں سے بیزار ہو چکے تھے۔ اپنے دورِ نبوت میں قوم یہود کی طرف سے انھیں کوئی خاص تعاون نہیں مل پایا۔ بڑھاپے کی عمر میں قدرتی طور پہ آپ نے یہ محسوس کیا کہ میرے بعد اصلاح کا کام چلانے والا پوری قوم میں ایک آدمی بھی نہیں۔ اور خود اپنے قریبی رشتہ داروں کے متعلق بھی آپ یہ جانتے تھے کہ ان کے رنگ ڈھنگ ٹھیک نہیں ہیں اس لیے بڑھاپے میں اپنے رب سے دعا کی کہ مجھے ایک بیٹا عنایت فرما جو میرے بعد دعوتِ یعقوبی کو تیری رضا کے حصول کے لیے چلا سکے۔ حضرت کی دعا مقبول ہوئی اور آپ کو یحییٰ علیہ السلام جیسا بیٹا عنایت کیا گیا۔ حضرت زکریا کی دعوت کو یحییٰ علیہ السلام نے عوامی طرز پر پھر سے جاری فرما کر یہودی قوم میں ایک نئی روح پھونک دی وقت کے یہودی بادشاہ کی ایک رقاصہ حضرت یحییٰ پر اس لیے بگڑ گئی کہ قوم کی بداخلاقی کے خلاف آپ نے آواز اٹھائی۔ بھرے دربار میں یہ بدچلن عورت اپنی بیٹی کا رقص بادشاہ کے حضور کرانے میں کامیاب ہو گئی۔ یہودی فرماں روا ہیرود جب اس رقص پر بہت خوش ہو کر انعام دینے لگا تو اس رقاصہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کٹا ہوا سر تھالی میں رکھوا کر اسی وقت اس کو دیئے جانے کا مطالبہ کیا ہوگا۔ یہودی بادشاہ نے فوراً حضرت یحییٰ کا سر کاٹ کر تھالی میں رکھا اور اس بدچلن عورت کی مانگ پوری کر دی۔ اِدھر پوری یہودی قوم اور خود وہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لوگ جو حضرت یحییٰ کے ساتھ تھے، خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہے۔ اور ثابت کر دیا کہ دینِ یعقوبی کی تجدید کے لیے آنے والے کسی نبی کا تعاون بے جان یہودی مُردوں کے بس کی بات نہیں۔ اُس زمانے کے علمائے یہود کو حضرتِ یحییٰ نے ان کی ریاکاریوں پر ایسی کھری کھری باتیں کہہ سنائیں تھیں کہ یہ بھی حضرتِ یحییٰ؏ کے قتل پر بہت خوش ہوئے کہ چلو راہ کا ایک کانٹا دور ہوا۔ یاد رہے کہ حضرت یحییٰ؏ حضرت مسیح؏ کے ہم عصر ہیں۔ قتلِ مسیح؏ کے اقبالی مجرم تو یہود جگ میں مشہور ہیں۔ مگر یحییٰ؏ کا قتل بھی یہودی فرمانروا نے کیا اور تمام یہود خاموش رہ کر یہ ثابت کر چکے کہ حضرت یحییٰ؏ کا ان میں زندہ رہنا نہ رہنا برابر ہے۔ یاد رہے یہ وہی ایام ہیں جب اس قوم نے دینِ اسلام کے مقابلے میں مجموعی حیثیت سے ارتداد کو اختیار کیا تھا۔ اس مضمون میں ہم لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسٰی مسیح؏ اور حضرت یحییٰ دونوں ہم عصر نبی ہیں۔ قتلِ یحییٰ کے بعد آخری موقع مسیح؏ کی دعوت کو قبول کرنے کا تھا۔ مگر جب یہ بھی نہ ہوا تو خدائی فیصلے کے مطابق یہودی قوم کا اجتماعی قتل عام کرا دیا گیا، جیسا کہ سورۂ بنی اسرائیل آیۃ ۷ اور ۸ کی تشریح میں ہم بتا چکے ہیں۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

خوش حالی میں ناشکری

یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ قَدْ اَنْجَیْنٰکُمْ مِّنْ عَدُوِّکُمْ
وَوٰعَدْنٰکُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَیْمَنَ وَ
نَزَّلْنَا عَلَیْکُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی ۝ کُلُوْا مِنْ
طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِیْهِ فَیَحِلَّ
عَلَیْکُمْ غَضَبِیْ وَمَنْ یَّحْلِلْ عَلَیْهِ غَضَبِیْ فَقَدْ
هَوٰی ۝ وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ
صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی ۝ (۲۰ - طٰہٰ ۸۰-۸۱-۸۲)

"اے اولادِ اسرائیل! چھڑایا ہم نے تم کو تمہارے دشمن
سے اور تمہاری حاضری کا وعدہ رکھا۔ کوہِ طور کی داہنی
جانب اور اتارا تم پر من و سلویٰ۔ ستھری چیزیں کھاؤ جو
ہم نے تم کو عطا کیں اور شرارت نہ کرو۔ پھر تو اترے گا
تم پر میرا غضب اور جس پہ میرا غضب اُترا وہ گر کر رہے گا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور میری بڑی بخشش ہے، اُس پر جو توبہ کرے۔ اور ایمان لائے۔ اور کرے بھلے کام پھر راہِ ہدایت پر قائم بھی رہے۔"

بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں برابر چالیس برس تک آسمانی کھانا ملتا رہا۔ اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ خدا کے اس انعام میں شرارت کرنے پر اللہ کا غضب اس قوم پر ٹوٹ پڑا۔ تمام تر بنی اسرائیل ہی پر کچھ نعمت کا شکر واجب نہیں، بلکہ ہر ایک کے لیے واجب ہے۔ خوش حالی میں جو قومیں اللہ کی ناشکری کرتی ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اسی دنیا میں پھٹے حال کنگال بنا کر رکھ دیتا ہے۔ ہماری اپنی قومی زندگی میں بھی ہمارے دستر خوان صدیوں تک خوب سجے سجائے رہتے تھے۔ لیکن خدا کی ناشکری اور اس کے احکامات کی مخالفت کر کے آج ہم بھی دنیا کی ان قوموں کی صف میں کاسۂ گدائی لے کر کھڑے ہیں جن کی روٹی روزی اس دنیا میں تنگ ہو چکی ہے۔ رزق کی کشادگی میں خدا کا شکر لازم پکڑنا چاہیے ورنہ گرے اور لُوٹے بغیر چارہ نہیں اب بھی توبہ کرو، ایمان کی تجدید کرو۔ نیکی اور بھلائی کے کام انجام دو اور چاہے جس حال میں رہو ہدایت کی راہ مت چھوڑو۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اللہ کی راہ بتانے والے

وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَ يَعْقُوْبَ
نَافِلَةً ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ۝ وَ
جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَآ
اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ
وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَ كَانُوْا لَنَا
عٰبِدِيْنَ ۝ۙۚ (۲۱- الانبیاء ۷۲-۷۳)

"اور ہم نے اسحٰق عطا فرمایا اور یعقوبؑ انعام میں دیا۔ اور سب کو نیک کردار بنایا۔ اور ہم نے ان سب کو پیشوا بنا دیا۔ جو راہ بتاتے تھے ہمارے حکم سے اور ہم نے ان کی طرف وحی بھیج کر تاکید کر دی۔ بھلے کام انجام دینے کی نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کی اور تھے وہ ہماری بندگی کرنے والے"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

دُعائے ابراہیمؑ اولاد کے لیے تھی۔ مگر پوتے بھی (یعقوب علیہ السلام) عنایت کیے گئے۔ اسی لیے ان کو نافلۃ فرمایا۔ اولادِ ابراہیمؑ کے لوگوں کو امامت اور پیشوائی دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ کے حکم کی راہ بتلاتے تھے۔

نماز کی اقامت، زکوٰۃ کی ادائیگی اور بندگیٔ رب کے ساتھ ساتھ تمام بھلے کام انجام دیتے رہنے کا نام ہی ملّتِ ابراہیم ہے۔ مشرکین اہلِ کتاب جب بگڑے ہیں تو انبیاء و صلحاء کو بشریت سے خارج قرار دے کر ان کو خدا کا شریک بنا لیا ہے۔ ضمناً ان کے اس باطل عقیدے کی بھی تردید ہو گئی۔ اور بتایا کہ ابراہیمؑ، اسحاقؑ اور یعقوبؑ ایک دوسرے کے بیٹے تھے۔ یعنی کوئی باپ تھا کوئی بیٹا۔ ذُرِّیَّۃً بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ اور نہ صرف اسی پر بات ختم ہوئی بلکہ انبیاء کے ماں باپ بھائی، بیوی، کنبہ قبیلہ برادری حتیٰ کہ خود حضور کے چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ کی بیٹیوں کا تذکرہ قرآن مجید کی سورۂ احزاب کی آیت ۵۰ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

بنی اسرائیل نے اپنے انبیاء میں بعض کو خاص طور پر حضرت عزیر علیہ السلام کو مرتبۂ رسالت سے اونچا اٹھا کر خدا کا ہم پلہ بنانے کی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کوشش کی تھی۔ مسلمان بھی اس معاملے میں پیچھے نہیں رہے۔ ہمارا ایک طبقہ تو بشریت انبیار کا عقیدہ تو در کنار زبان پر لانا تک کفر قرار دیتا ہے۔ بے چارے یہود کو اپنے اس باطل عقیدے کی تبلیغ تک نہیں کرنی پڑی اور امتِ محمدیہؐ میں ان کی بات ہمارے کچھ نادانوں نے رائج کر دی ورنہ قرآن میں نبیوں اور رسولوں کو اولادِ آدم ہی بتایا گیا ہے۔ غیر بنی آدم کو یہ رتبہ نہیں دیا گیا۔ ("رُسُلٌ مِّنْکُمْ" "رسول تم میں سے")

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

معراج میں حضرت موسیٰؑ سے ملاقات

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ
مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝
وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا
صَبَرُوْا وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ۝
اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

(۳۲ - السجدہ ۲۳ - ۲۴ - ۲۵)

"اس کے قبل موسیٰ کو ہم کتاب دے چکے ہیں۔ سو تمہیں ان کی ملاقات میں شک نہ ہونا چاہیے۔ اس کتاب کو ہم نے بنی اسرائیل کے لیے ہدایت بنا دیا تھا اور جب تک وہ اس پر جمے رہے۔ اور ہماری آیات پر یقین کرتے رہے تو ہم نے ایسے پیشوا ان میں کھڑے کیے جو راہ بتاتے تھے ہمارے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حکم سے۔ اور اب یہ پھوٹ چکے ہیں تو ان کے آپسی اختلاف
کا فیصلہ بالیقین تمہارا رب دن قیامت کے فرمائے گا۔"

سید المرسلین صاحبِ کتاب حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر یہ بات ہمارے علم میں لائی گئی کہ موسیٰؑ کو کتاب دینے والے بھی ہم تھے۔ اور ان کی ملاقات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے معراج میں ہوئی اس میں کسی کو شک نہ کرنا چاہیے۔ بنی اسرائیل کو توریت صرف تعویذ بنا کر پہننے کے لیے نہیں دی گئی تھی۔ بلکہ اللہ کی راہ پر چلنے چلانے کے لیے یہ کتاب ان کے سپرد کی گئی تھی۔ اللہ کی آیات پر جب تک یقین تھا تو ان میں ایسے زبردست اور عظیم رہنما پیدا ہوئے۔ جو قوم کو ایک طرف خدائی احکامات پر جمائے رکھتے۔ اور دوسری طرف اپنی قوم کو دُنیا کی ترقی اور عروج کی آخری منزلوں تک پہنچا کر رہے۔ مگر جب احکاماتِ الٰہیہ میں اس قوم نے اختلاف اور پھوٹ کی راہ اختیار کی اور فی سبیل اللہ فساد مچا کر آپسی مارا ماری کرنے لگے۔ تو صالح قیادت اور سچّی رہنمائی سے محروم ہو کر ابلیس کے ہتھے چڑھ گئے۔ اب اختلاف کا فیصلہ قیامت کے دن ہو گا کہ حق کیا تھا۔ اور لوگوں نے آپس میں ضد اور مخالفت سے کیوں اور کس لیے راہِ ہدایت کو چھوڑ دیا۔ ہمارے یہاں احادیث کی کتب میں حضورؐ کے شبانہ سفر معراج کی تفصیلات کے متعلق روایات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

حضورؐ کی ملاقات کا تذکرہ تفصیل سے کیا گیا ہے۔ حضرت موسیٰؑ کو بنی اسرائیل کی قیادت کا طویل تجربہ رہا اور دینی احکامات میں ان کی نافرمانی سے آپ خوب خوب واقف رہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰؑ نے حضورؐ سے نمازوں کی تعداد جو اول پچاس وقت کی بتائی گئی ہے کم کرانے پر برابر زور دیا۔ حتیٰ کہ حضورؐ کو حضرتِ موسیٰؑ کے مشورہ کا لحاظ کرتے ہوئے اور امت کی سہولت کے پیشِ نظر بار بار آستانۂ عرشِ عظیم پر حاضری دینی پڑی۔ اور تعداد صرف پانچ وقت کی رہ گئی۔ تب بھی حضرت موسیٰ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی اُمّت پانچ وقت کی نماز ادا نہ کر سکے گی کچھ اور کم کرا لیجیے۔ حضورؐ کا جواب روایات میں یوں بتایا گیا، کہ اب مجھے بار بار حضرت حق جل مجدہٗ کے حضور جانے میں حجاب ہوتا ہے اس لیے چاہے جو بھی ہو اپنی امت سے پانچ وقت کی نماز کی پابندی کرا کے رہوں گا۔

مسلمانانِ عالم کو ایک طرف تو حضرتِ موسیٰ علیہ السلام کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ پچاس سے پانچ تک لانے میں آپ ایک ذریعہ بن گئے اور دوسری طرف حضرتِ سرورِ کائنات کے قول کی لاج رکھنی چاہیے کہ جب پانچ وقت کی نماز کا فیصلہ خداوندی آپ قبول فرما چکے ہیں تو ہمیں ہر طرح سے حضورؐ کی امت میں رہنے کے لیے پنجوقتہ نماز ادا کرنا ہی چاہیے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

جنگِ احزاب

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ
اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ
جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ
بَصِیْرًا ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ
اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ
الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝
هُنَالِكَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا
شَدِیْدًا ۝ (۳۳- الاحزاب ۹-۱۰-۱۱)

"اے ایمان والو! یاد کرو۔ اللہ کی اُس نعمت کو جو اس نے تم پر کی ہے۔ جب تم پر لشکر چڑھ آئے تو ہم نے ایک سخت آندھی اور طوفان بھیجا اور ایسی فوجیں روانہ کیں جو تم نہیں دیکھ پائے اور تم جو کچھ کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اسے دیکھ رہا تھا۔ جب یہ لشکر تم پر اوپر سے اور نیچے سے دوڑے چلے آرہے تھے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں۔ کلیجے منہ کو آنے لگے۔ اور تمہیں اللہ کے بارے میں طرح طرح کے خیال آنے لگے تو اس وقت ایمان والوں کی خوب خوب آزمائش کرلی گئی اور سخت حالات میں انہیں ہلا کر دیکھ لیا گیا۔"

یہودی قبیلہ بنی نضیر کے لوگ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہید کرنے میں ناکام رہے تھے اور اس بغاوت کے جرم میں مدینہ منورہ سے نکال باہر کردیے گئے تھے، تمام حجاز میں گھوم پھر کر مشرکین عرب خاص طور پر قریش مکہ اور بنو قریظہ جو مدینہ کے آس پاس آباد تھے اور دوسرے جنگی یہودی قبائل کی متحدہ طاقت جو تقریباً بارہ ہزار کے لگ بھگ تھی جمع کر کے پورے ساز و سامان و لشکر کی تیاری کے ساتھ مدینہ منورہ پر شوال ۵ سنہ ہجری میں ٹوٹ پڑے۔ اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس متحدہ طاقت کا مقابلہ کرنے کے لیے مدینہ طیبہ میں حملہ آوروں کے داخلے کے رُخ پر خندق کھود کر فنِ حرب میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا۔ جو دشمن طاقتوں کو خندق کے اُس پار روک رکھنے میں کامیاب ثابت ہوئی۔ اور قریب ایک ماہ تک خندق کے دونوں طرف سے تیروں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی بارش ہوتی رہی۔ ادھر متحدہ طاقتوں کا سامان رسد گھوڑوں اور اونٹوں کا چارہ نیز لشکریوں کی خوراک وغیرہ ایک ماہ کے بعد ختم ہو کر اس فوجی طاقت کے بھوکوں مرنے کا سبب بنی جو دور و دراز علاقوں سے مدینے پر چڑھائی کرنے کے لیے آ ٹوٹے تھے۔ ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد کے لیے پر زور آندھی بھیج دی جس کی وجہ سے دشمنوں کے گھوڑے چھوٹ بھاگے، فوجی کیمپ تہس نہس ہو گئے۔ تمام چولھے چمک کے بجھ گئے۔ جب لشکر پر خوراک کی قلت اور سخت آندھی کی یہ دو طرفہ تباہی آ پہنچی تو اس متحدہ محاذ کی ہمت جواب دے گئی اور تمام کے تمام نامراد بھاگ کھڑے ہوئے، اس جنگ کو جنگِ احزاب بھی کہا جاتا ہے اور دوسرا نام جنگ خندق بھی مشہور ہے۔

بارہ ہزار کا یہ لشکر سامنے اور پیچھے سے بنی قریظہ حملہ آور ہوئے اندر اور باہر کے دشمنوں کی اس یلغار سے اہلِ ایمان کی خوب جانچ ہو گئی اور سخت حالات میں ہلا ہلا کر دیکھ لیا گیا کہ سیلابِ بلا کو دیکھ کر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا، اس جنگ میں تمام یہودی قبائل جو حضورؐ سے معاہدہ رکھتے تھے۔ بغاوت پر آمادہ ہو گئے۔ اور مدینہ طیبہ کی اسلامی ریاست کے خاتمے کے لیے اپنی ساری طاقت متحدہ محاذ کے حق میں ڈال دی۔ اس طرح یہود نے ثابت کر دیا کہ وقت آنے پر وہ کسی معاہدے کی پابندی نہیں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کریں گے بلکہ موقع ملنے پر اسلام کی مرکزی طاقت کو توڑنے کے لیے ہر طرح کی کمینہ حرکت کرتے رہیں گے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنگِ احزاب میں متحدہ محاذ کے پسپا ہو کر واپس لوٹنے کے بعد اعلان فرمایا۔ کہ اب ہم پر کوئی چڑھائی کرنے نہیں آئے گا بلکہ ہم خود دشمنوں کے مقابلے میں بجائے مدافعت کے اقدام کی لڑائی لڑیں گے۔ آگے چل کر یہ پیشین گوئی سو فیصدی صحیح ثابت ہوئی۔ اس موقع پر سرکار نے یہ فیصلہ فرمایا کہ حجاز سے یہود کو نکال باہر کیا جائے۔ چنانچہ ایسے باغیوں اور طاغیوں کے وجود سے اس علاقہ کو ہمیشہ کے لیے پاک کر دیا گیا۔ آج کی یہودی حکومت یہ خواب دیکھ رہی ہے کہ مدینے کے حدودِ سلطنت میں بسنے والے اس وقت کے بنی نضیر اور بنی قریظہ اور دوسرے قبائل کی زمینیں حاصل کرنے کے لیے مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے وہ علاقے پھر سے واپس لے گی۔ اسرائیلی پارلیمنٹ کے صدر دروازے پر ان علاقوں کے نقشے ٹانگ کر اپنے گھر میں آج تو یہودی یہ خواب دیکھ رہے ہیں۔ مسلمانوں کو یہود کے بالمقابل ایمان باللہ کے ساتھ اپنی تمام تر طاقت سمیٹ کر ایک بار اقدام کی لڑائی لڑنے کی ضرورت ہے۔ اس لڑائی میں فدایانِ محمد کو اس جذبے کے ساتھ یہود کا مقابلہ کرنا پڑے گا۔ جیسے جنگ احزاب کے وقت صحابہ نے مقابلہ کیا تھا۔ ان کی زبانوں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پر اپنی بڑائی کے ترانے نہیں تھے۔ بلکہ خندق کھودتے وقت پتھریلی زمین پر کدال مارتے اور کہتے جاتے تھے :-

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْجِهَادِ مَا بَقِیْنَا اَبَدًا

ہم وہ ہیں جو محمد سے بیعت کر چکے ہیں جہاد میں جان کھپا دینے کی۔ جب تک باقی رہیں گے، لڑتے جائیں گے اور سرکار رسالت مآب کی جانب سے ان جانبازوں کو یہ جواب ملتا کہ :-

اَللّٰهُمَّ لَا عَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَةْ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ عیش تو بس آخرت کا عیش ہے۔ پس تو مغفرت فرما دے انصار اور مہاجرین کی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بنو قریظہ

وَرَدَّ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بِغَیۡظِهِمۡ لَمۡ یَنَالُوۡا
خَیۡرًا ؕ وَ کَفَی اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الۡقِتَالَ ؕ وَ کَانَ
اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیۡزًا ۚ﴿۲۵﴾ وَ اَنۡزَلَ الَّذِیۡنَ ظَاهَرُوۡهُمۡ
مِّنۡ اَهۡلِ الۡکِتٰبِ مِنۡ صَیَاصِیۡهِمۡ
وَ قَذَفَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الرُّعۡبَ فَرِیۡقًا تَقۡتُلُوۡنَ
وَ تَاۡسِرُوۡنَ فَرِیۡقًا ﴿۲۶﴾ وَ اَوۡرَثَکُمۡ اَرۡضَهُمۡ
وَ دِیَارَهُمۡ وَ اَمۡوَالَهُمۡ وَ اَرۡضًا لَّمۡ تَطَـُٔوۡهَا ؕ
وَ کَانَ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرًا ﴿۲۷﴾

(۲۳ - الاحزاب ۲۵ - ۲۶ - ۲۷)

"اور اللہ نے کافروں کے منہ پھیر دیئے۔ وہ صرف غصے
میں بھرے لوٹ گئے۔ اور کچھ بھی کامیابی حاصل نہ کر سکے، اور
ایمان والوں کی طرف سے لڑنے کے لیے اللہ کافی ہو گیا۔ اللہ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بڑی قوت والا اور غالب ہے (یہود) اہلِ کتاب میں سے
جن لوگوں نے حملہ آوروں کا ساتھ دیا تھا، اللہ انہیں ان کے
قلعوں سے اتار لایا۔ اور ان کے دلوں کو دہشت و رعب
سے ایسا بھر دیا کہ آج ان کے ایک گروہ کو تم قتل کر رہے
ہو تو دوسرا گروہ تمہاری قید میں ہے۔ اور اللہ نے تم کو
ان کی زمین اور مکانات و اموال کا وارث بنا دیا۔ اور
وہ علاقہ تم کو عطا کر دیا جس پر تم کو اقدام نہیں کرنا پڑا تھا
اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے"

یہود بنی قریظہ نواحِ مدینہ کی مشرقی جانب آباد تھے۔ وہاں ان کے مضبوط قلعے اور مستحکم عمارات کی کثرت تھی۔ مالدار بھی تھے۔ حضورؐ سے صلح بھی رکھتے تھے۔ اور مدینہ طیبہ کی اسلامی ریاست سے وفاداری کا معاہدہ کیے ہوئے تھے۔ جنگِ احزاب کے موقع پر بارہ ہزار کے لشکر کو مدینہ پر چڑھائی پر آیا دیکھ کر ان کی نیت خراب ہوئی۔ مسلمانوں نے حملہ آوروں کے رُخ پر خندق کھود لی تھی۔ اور پیچھے اپنے بال بچّوں کو رکھ کر خود لڑائی میں دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے۔ بنو قریظہ کو عہد کے مطابق تو اہل ایمان کا ساتھ دینا چاہیے تھا، لیکن یہ لوگ غیر جانبدار رہ کر تماشہ دیکھ رہے تھے۔ ذرا کچھ مشرکین کا پلّہ بھاری دکھائی دیا تب بنو قریظہ کمینے پن کی

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی حد سے نیچے آگرے مسلمان عورتوں اور بچوں کو ایام جنگ میں جہاں محفوظ رکھا گیا تھا۔ اسی علاقہ پر بنی قریظہ کے "بہادروں" کی نگاہ پڑی۔ مسلمان عورتوں اور بچوں پر بزدلانہ حملہ کرنے کی اسکیم بنالی گئی تاکہ ادھر سے مسلمان اپنے بال بچوں کی چیخ پکار سن کران کی مدد کو خندق کے محاذ سے آجائیں اور ادھر متحدہ محاذ کا بارہ ہزاری لشکر خندق پار ہو کر مدینہ پر قبضہ کرلے لیکن اس موقع پر بنات اسلام کی قیادت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی اور بڑی دلیری سے ایک یہودی لیڈر پر جو گڑھیوں پر حملہ کرنے میں پیش پیش تھا اوپر سے پتھر پھینک کر اسے ہلاک کردیا۔ اور نہ صرف اس پر بس کیا بلکہ اندھیری رات میں جائے پناہ سے نیچے آکر اس یہودی مردے کا سر کاٹ لیا۔ اور پھر اپنے مقام پر واپس تشریف لے آئیں۔ اور اسی ملعون کے سر کو یہودی آبادی میں جو مسلم خواتین کی قیامگاہوں سے متصل تھی پھینک دیا۔ جب یہود نے اپنے ایک سپہ سالار کی یہ دُرگت دیکھی تو ان کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور سمجھنے لگے کہ مسلمانوں نے خواتین کی حفاظت کا اچھا خاصہ انتظام کر رکھا ہے اُدھر محاصرے کو ایک ماہ کے قریب ہونے آیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو امتحان میں کامیاب پاکر محض اپنی تائید و نصرتِ غیبی سے آندھی بھیج کر احزاب کو تتر بتر کردیا۔ حضور نے جنگی محاصرے کے اُٹھ جانے کے بعد ہتھیار کھولے ہی تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اور غسل کی تیاری فرما رہے تھے کہ جبریلؑ تشریف لائے۔ اور فرمانِ رب یہ بتایا کہ بنو قریظہ کے بدعہد یہود پہ اسی وقت چڑھائی کر دی جائے۔ اہلِ ایمان نے ان کے علاقوں پر فوراً گھیرا ڈال دیا۔ اول تو بنو قریظہ ہمت نہیں ہارے۔ اس لیے کہ جنگِ احزاب میں پورے حجاز کا علاقہ متاثر تھا مگر ان پر کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکی تھی۔ ادھر مسلمان ایک ماہ کے گھیرے سے یوں بھی اجیرن تھے۔ مگر خدا کے حکم کے آگے سر جھکا دیا اور فوراً سینہ سپر ہو کر یہودِ بنی قریظہ کا محاصرہ کر لیا۔ چوبیس[۲۴] پچیس[۲۵] دن تک یہود نے دم لیا۔ آخر ان کی سانس پھول گئی۔ اور محاصرے کی تاب نہ لا کر سرکارِ نبویؐ میں صلح کے پیام بھیجنے پر آمادہ ہوئے۔ قلعہ سے باہر آ کر حضرت سعد بن معاذ کو اپنا پنچ مقرر کیا۔ اور ان کی عدالت میں بنو قریظہ کی سماعت ہوئی جرم بغاوت اتنا صاف تھا کہ حضرت سعد بن معاذ کو فیصلہ کرتے دیر نہ لگی۔ دشمنوں کی یلغار اور جنگ کے وقت اس نمک حرام ٹولی نے مقامی مسلمانوں کی بیوی۔ بچوں پر حملہ کیا تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر ان کا اُس وقت بس چل جاتا تو مسلمان بہو بیٹیوں کی عصمت و عزت کے ساتھ پوری اسلامی برادری کی سیاسی و ملی طاقت کا خاتمہ ہو جاتا۔ اس جرم بغاوت پر حضرت سعد بن معاذ نے یہ سزا سنادی کہ بنی قریظہ کے تمام قابل جنگ جوان قتل کیے جائیں اور باقی سب عورت مرد سیاسی قیدی و غلام بنائے جائیں اور ان کے تمام اموال

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کا وارث ان مسلمانوں کو بنا دیا جائے۔ جن کے بیوی بچوں پر عین جنگ کے پُر خطر ایام میں ان سورماؤں نے حملہ کیا تھا تاکہ دشمنوں کو مدینہ فتح کرنے میں آسانی ہو جائے۔ اور یہ فیصلہ توریت کے عین مطابق تھا۔ چنانچہ کتاب استثنار باب ۲۰ آیت ۱۰ تا ۱۵ ملاحظہ ہو۔

"جب تو کسی شہر سے جنگ کرنے کو اس کے نزدیک پہنچے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دینا ٥۔ اور اگر وہ تجھ کو صلح کا جواب دے اور اپنے پھاٹک تیرے لیے کھول دے تو وہاں کے سب باشندے تیرے باجگذار بن کر تیری خدمت کریں ٥۔ اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے بلکہ تجھ سے لڑنا چاہے تو تو اس کا محاصرہ کرنا ٥۔ اور جب خداوند اسے تیرے قبضے میں کر دے تو وہاں کے ہر مرد کو تلوار سے قتل کر ڈالنا ٥۔ لیکن عورتوں اور بال بچوں اور چوپایوں اور اس شہر کے سب مال اور لوٹ کو اپنے لیے رکھ لینا اور تو اپنے دشمنوں کی اس لوٹ کو جو خداوند تیرے خدا نے تجھ کو دی ہو کھانا ٥"

توریت کے اس حوالہ میں خط کشیدہ عبارت کے پڑھنے کے بعد اب اس بات میں کسی طرح کا شبہ باقی نہ رہا کہ حضرت سعد بن معاذ کا فیصلہ بنی قریظہ کے حق میں احکاماتِ توریت کے عین مطابق تھا۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

موسیٰؑ کو ستانے والے

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰی فَبَرَّاَہُ اللّٰہُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰہِ وَجِیْھًا ۝

(۳۳ - الاحزاب ۶۹)

"اے ایمان والو! تم ان جیسے نہ ہو جانا، جنہوں نے ستایا موسیٰؑ کو اور الزام لگایا پھر بے عیب دکھایا اللہ نے موسیٰ کو اور موسیٰ علیہ السلام کی خدا کے یہاں بڑی قدر و منزلت ہے۔"

حضرت موسیٰؑ پر یہود نے الزام لگایا کہ حضرت ہارون کو جنگل میں لے جا کر قتل کر دیا تاکہ ریاست میں ان کی شرکت نہ رہے۔ قارون نامی وقت کے ایک سرمایہ دار نے ایک عورت کو مال کی بڑی مقدار دے کر اس پر آمادہ کیا کہ بھری محفل میں حضرت موسیٰ کی دست درازی کا جھوٹا واقعہ بیان کرے۔ پہلے واقعہ سے متعلق بتایا جاتا ہے کہ آسمان پر حضرت

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

ہارون کا جنازہ نظر آیا۔ اور آپ کی یہ آواز بنی اسرائیل نے سنی کہ مجھے موسیٰؑ نے قتل نہیں کیا بلکہ خود اپنی موت آنے کی وجہ سے دنیا سے رخصت ہوا ہوں۔

دوسرے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بدکار عورت کی زبان سے یہ کہلوا دیا کہ مال دے کر مجھے آپ پر جھوٹا بہتان لگانے کے لیے لایا گیا ہے حضرت موسیٰؑ جیسے (A GREAT LAW GIVER) کی یہود نے ایسی ناقدری کی جس کی مثال تاریخ انسانی میں شاید ہی ملے لیکن دنیا کے تینوں کتابی مذاہب اب بھی حضرت موسیٰؑ کو پیغمبر برحق مانتے ہیں۔ سلامٌ علیٰ موسیٰ وھارون"

دورِ موسیٰ میں جو یہودی نہیں بلکہ بنی اسرائیل یعنی مسلمان تھے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ مسلمان قوم کی لیڈری بھی کوئی آسان کام نہیں۔ خود حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک موقعہ پر جب مال تقسیم فرما رہے تھے تو مجمع میں ایک آواز اٹھ گئی کہ انصاف سے تقسیم کیجیے۔ بھلا اس دھرتی پر خدا کا نبی اگر انصاف نہ کرے تو پھر انصاف وعدل کی توقع اور کس سے کی جا سکتی ہے۔ حضور کو اس بات کا اتنا صدمہ پہنچا کہ ارشاد فرمایا اس آدمی کی نسل سے خارجی پیدا ہوں گے جو اپنے پیشواؤں پر طعن کریں گے۔ مسلمان کو چاہیے ہر طرح اپنے سپہ سالار، قائد، لیڈر، معلم، امام اور امیر وغیرہ کا ادب خوب لازم پکڑے۔ جانچ پڑتال پہلے خوب اچھی طرح کر لی جائے۔ مگر جب کسی کی قیادت تسلیم کر لی جائے تو اتباعِ امر لازم ہے اور کسی کی اتباع رضا و رغبت کے ساتھ اسی وقت کی جا سکتی ہے جب اس شخصیت پر ہمیں کامل اعتماد ہو۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

شریعت اور منہاج

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ
الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ
وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا
فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ
اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ
اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝ (۴۲۔ الشوریٰ ۔ ۱۳)

"راہ ڈال دی تمہارے لیے دین میں وہی جو کہ سنایا تھا نوحؑ کو اور جو وحی کی ہم نے آپؐ کی طرف اور ہم نے ابراہیمؑ و موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو جو وصیت کر دی تھی کہ قائم رکھو دین کو اور پھوٹ نہ ڈالو اس میں۔ شرک کرنے والوں پر تمہاری یہ دعوت سخت ناگوار ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور اپنی طرف آنے کا راستہ صرف اسی کو دکھاتا ہے، جو اللہ کی طرف رجوع

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کرے"

خدائے تعالیٰ کی پسندیدہ شریعت یا اس کا دین ہر زمانے میں ایک ہی رہا، البتہ منہاج یعنی راہِ عمل زمانے کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں کے ذریعے اس ڈھب پر ڈال دی کہ لوگوں کو دین پر عمل کرنا سہل ہو جائے اس عاجز کے خیال میں دین شریعت ایک ہیں چاہے زمانہ جو بھی ہو البتہ منہاج الگ الگ ہو سکتے ہیں۔ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَاجًا۔ "ہم نے تم میں سے ہر امت کے لیے ایک شریعت اور ایک منہاج (راہ) مقرر کر دی"

زمانہ جس نہج کا تقاضہ کرتا ہو دین و شریعت پر امتوں کو چلانے کے لیے اسی نہج سے سہولتیں دی گئیں مثلاً، پہلی شریعتوں میں روزے کے متعلق ایک نہج تھا یعنی ایک خاص طریقہ۔ جس میں ایام صوم کی راتوں میں آدمی کا اپنی بیوی سے صحبت کرنا ممنوع تھا لیکن دورِ محمدیؐ میں روزوں کی راتوں میں بیوی سے ہمبستر ہونے کی چھوٹ دیدی گئی أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ۔

اس فرق کی اصل وجہ خدا کے دین کا فرق ہرگز نہیں بلکہ زمانہ کی تبدیلی رہی مثلاً آج کے اس ماحول میں رات دن سینما کے گانے بجانے، ننگے ناچ، فحش اخبارات۔ ریڈیو۔ آدھی ننگی عورتوں کی بازاروں میں

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بھیڑ بھاڑ یہ سب ہوتے ہوئے اگر اس دور میں روزہ رکھنے والوں پر رات میں اپنی بیویوں سے ملنے کی ویسی ہی پابندی لگادی جاتی جیسے پہلے کسی اور نبی کے زمانے میں رہی ہو تو یہ بات انصاف کی نہیں کہی جاسکتی تھی۔ اور یہ سہولت بنی آدم کی تہذیب و تمدن کے ارتقار اور تنزل کا لحاظ کرتے ہوئے دی گئی۔ ساتھ ہی ساتھ شریعتِ محمدیؐ کے سب سے آخر میں آنے کی وجہ سے اس شریعت میں کافی سہل الحصول طریقۂ زندگی بتائے گئے جو اس دور میں دعوتِ اسلامی کی عالمگیر بنیادوں کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں۔ جس بنیاد پر بنی نوع انسانی کی تعمیر حیات نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں قائم تھی۔ اسی سنگِ بنیاد پر دعوت محمدیؐ قائم ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

فضیلت کی وجہ

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۝ مِن فِرْعَوْنَ ۚ إِنَّهُۥ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ۝ وَلَقَدِ اخْتَرْنَٰهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى الْعَٰلَمِينَ ۝ (۴۴ - دخان ۳۰ - ۳۱ - ۳۲)

"اور ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون سے دی جانے والی ذلّت کی مار سے بچا لیا۔ حد سے گذر جانے والوں میں فرعون بڑے اونچے درجہ کا آدمی تھا۔ اور بنی اسرائیل کی حالت کو جانتے ہوئے بھی ہم نے ان کو دُنیا کی دوسری قوموں کے مقابل فضیلت عطا کی۔"

فرعون کی غلامی میں جکڑی ہوئی قوم کو خدا نے قیادت موسوی میں اٹھا کر کھڑا کر دیا اور دنیا کے جابروں اور ظالموں میں ایک اونچے درجے کے ظالم و جابر فرعون کو غرقِ آب کیا۔ اب جو بنی اسرائیل کو نجات ملی تو ان

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کی خوبیاں اور کمزوریاں جو کچھ تھیں خدا کے علم میں تھیں اس وقت دنیا میں جتنی قومیں آباد تھیں ان میں سب سے زیادہ موزوں تر قوم یہی تھی جسے پیغام الٰہی کا حامل بنایا گیا۔ یہ خداوندی فیصلہ اندھا دھند نہیں تھا۔ بلکہ جان بوجھ کر اس قوم کو دنیا کی ہدایت و رہنمائی کے لیے چن لیا گیا تھا۔ لاکھ بُرے ہو کر بھی اُس وقت دُنیا کی قیادت کے لیے دوسروں کے مقابل یہی لوگ مناسب تھے پھر سلسلۂ انبیاء اور وحی کے لحاظ سے اوروں کے مقابلے میں ان کے مزاج کو زیادہ مناسبت تھی۔ توحید و نبوت اور آخرت کے بنیادی خیالات بنی اسرائیل کے سوا کسی اور قوم کے پاس نہیں تھے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

وضع شریعت اور اختلاف

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ
وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ
عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ
فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ
بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝ (۴۵۔ الجاثیہ ۱۶-۱۷)

"بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت و نبوت کے عطا کرنے والے ہم تھے۔
پاکیزہ رزق سے ہم نے ان کو نوازا اور دنیا بھر کے لوگوں کے مقابل
انھیں فضیلت عطا کی اور انھیں ہم نے صاف صاف احکامات دیئے
پھر جب ان میں آپس میں پھوٹ ہوئی تو ناواقفیت کی وجہ سے نہیں
بلکہ علم آجانے کے بعد یہ لوگ اختلاف میں مبتلا ہوئے اور اس کی
وجہ یہ تھی کہ ان لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے پر زیادتی کرنا

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

چاہی۔ بلاشبہ تمہارا رب اِن کے درمیان قیامت کے دن ان تمام
باتوں کا فیصلہ فرمادے گا جس میں وہ اختلاف کرتے رہے۔"

کتاب کا علم، دین کا فہم اور دانشمندی ساتھ ہی سلسلہ نبوت کا جاری رہنا۔
اور طیب و پاکیزہ رزق کی فراوانی ان انعامات ربانی کے اس تسلسل نے بنی
اسرائیل کو اقوامِ عالم پر فضیلت و عروج کی آخری منزلوں تک پہنچا دیا لیکن
جب صاف اور واضح شریعت اسلامی کو فضول بحث و تکرار اور آپسی ضد
سے کچھ کا کچھ بنا دیا گیا۔ اور سینکڑوں ٹولیاں آپس میں بنیں تب اس قوم کی
ایسی درگت بنی کہ دوسروں کو راہِ ہدایت تو کیا خاک بتا سکتے خود آپس میں ہی
اختلاف کر کے دین میں متفرق ہو کر ایک دوسرے کے مقابلے میں صف آراء
ہو گئے۔

ہماری پچھلی سو پچاس سال کی آپسی مناظرہ بازی اور مذہبی اختلاف
بھی کچھ اسی نوعیت کا رہا کہ ہمارا پڑھا لکھا طبقہ دین اور اہلِ دین کے متعلق
حسنِ ظن کو قائم نہ رکھ سکا اور آپسی پھوٹ سے جو فرقے وجود میں آئے وہ
اب تک ایک دوسرے کے سر پھاڑنے پر آمادہ ہیں۔

اختلافات جہاں تبادلۂ خیالات سے دور نہ ہو سکیں تو پھر خدا کی
عدالت کے اجلاس تک انہیں ملتوی رکھنے میں ہی ملت کا بھلا ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

بنی نضیر کی جلاوطنی

هُوَ الَّذِیْٓ اَخْرَجَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ
مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ؕ مَا ظَنَنْتُمْ اَنْ یَّخْرُجُوْا
وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مَّانِعَتُهُمْ حُصُوْنُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتٰهُمُ اللّٰهُ
مِنْ حَیْثُ لَمْ یَحْتَسِبُوْا ق وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ
یُخْرِبُوْنَ بُیُوْتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی الْمُؤْمِنِیْنَ ق
فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ کَتَبَ اللّٰهُ
عَلَیْهِمُ الْجَلَآءَ لَعَذَّبَهُمْ فِی الدُّنْیَا ط وَلَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ
عَذَابُ النَّارِ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
وَمَنْ یُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝
مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓی
اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَلِیُخْزِیَ الْفٰسِقِیْنَ ۝

(۵۹ - الحشر ۲ - ۳ - ۴ - ۵)

وہی ہے جس نے منکرین اہل کتاب (یہود) کو ان کے گھروں سے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پہلی بار اکٹھا کر کے نکال دیا۔ تمہارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ کبھی اس طرح بھاگ سکتے ہیں اور خود ان کا بھی خیال تھا کہ ان کے قلعے اور حویلیاں خدا کی گرفت سے انہیں بچا لیں گے۔ سو اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آپہنچا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا اور اللہ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ تب وہ خود اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو اجاڑ رہے تھے اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے بھی۔ تو اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو۔ اور اگر اللہ نے ان کی تقدیر میں جلاوطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا میں انہیں اور بھی عذاب ہوتا۔ یہ سب اس لیے ہوا کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی، اور جو کوئی اللہ کی مخالفت کرے تو سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔ اور کھجوروں کے جو درخت تم نے کاٹ دیئے، یا انہیں ان کی جڑوں پر رہنے دیا، یہ سب اللہ کے حکم کے عین مطابق ہوا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو خوب رسوا کرے۔"

مدینہ سے قریب دو میل کے فاصلے پر آباد یہودی زمینداروں کا ایک زبردست قبیلہ بنو نضیر تھا جو مدینہ کی اسلامی ریاست کے ساتھ عہد و پیمان رکھتا تھا۔ ربیع الاول ۴ھ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اپنے یہاں مدعو کیا۔ اور ایک حویلی کے سائے میں حضورؐ کو بڑے ادب واحترام سے بٹھایا۔ آپ جب اس قبیلہ کے مجمع کو خطاب فرما رہے تھے اس وقت یہودِ بنی نضیر کی پہلے سے طے شدہ سازش کے تحت ایک بڑا پتھر حویلی پر سے حضور کے جسم مبارک پر ڈالا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر حضور کو اس مقام سے تھوڑا ہٹ جانے کی ہدایت فرمائی۔ پتھر اوپر سے برابر گرا۔ اور عین اس مقام پر جہاں حضور انور تشریف فرما تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بروقت حفاظت فرمائی۔ کسی ریاست کے سربراہ کو اپنے یہاں دعوت دے کر ایسی کمینہ حرکت آج تک کسی بھی قوم نے شاید ہی کی ہو۔ اس غداری پر حضور نے بنی نضیر کو دس دن کا نوٹس جاری فرمایا کہ علاقہ خالی کر کے چلتے بنیں ورنہ ہر ایک کو قتل کر دیا جائیگا لیکن بنی نضیر نے ایک طرف اپنی طاقت کے گھمنڈ میں اور دوسری طرف منافقین کے سردار عبداللہ بن اُبی کے اُکسانے پر اس نوٹس کا جواب یہ دیا کہ ہم مدینہ خالی نہیں کریں گے۔ آپ سے جو کچھ ہو سکے کر ڈالیے حضورؐ نے دس دن کی میعاد ختم ہونے پر فوراً بنی نضیر کا محاصرہ کر لیا۔ مستحکم حویلیوں میں بنی نضیر محصور ہو کر بیٹھے رہے اور کوئی ان کی مدد کو نہ آسکا اِدھر مسلمانوں نے یہود کو مقابلے کے لیے للکارا مگر وہ سامنے نہ آئے چاروناچار مسلمانوں نے ان کے باغات اجاڑنے شروع کیے اور کھجور کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

پیڑ کاٹ دیئے، تاکہ مال کی حفاظت کی غرض سے یہ لوگ مقابلہ کے لیے باہر آئیں۔ یہود چلاّنے لگے کہ ہم تو کافر ہیں کیا یہ درخت بھی کافر ہیں جو تم کاٹ رہے ہو۔ خدا نے اس واقعہ میں کھجوروں کے پیڑ اور باغات کے اجاڑنے کو درست قرار دیا تاکہ اہلِ ایمان کو اس جنگی کارروائی میں کوئی شک وشبہ نہ رہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضورؐ کے ساتھیؓ اسلامی آداب جنگ میں تقویٰ اور انصاف کا بہت خیال رکھتے تھے قصہ مختصر یہ ہے کہ پھر بنی نضیر صلح کی بات چیت کو آمادہ ہوئے۔ اور فریقین میں یہ طے پایا کہ بنی نضیر اپنے علاقے سے جلاوطن ہو جائیں گے۔ ساتھ میں جو کچھ سامان لے جا سکیں لے جائیں گے۔ چمڑی جائے مگر دمڑی نہ جائے والی کہاوت یہود پر صادق آتی ہے۔ انھوں نے اپنے مکانوں کے کواڑ کھڑکیاں تختے وغیرہ تک نکال لیے۔ اور مسلمانوں نے اس کام میں ان کی مدد بھی کی تاکہ یہ قبیلہ یہاں سے جلد روانہ ہو جائے۔

خس کم جہاں پاک کے مصداق مدینہ طیبہ کی پاکیزہ دھرتی کو یہود بنی نضیر کے وجود سے دھو دیا گیا۔ اب یہ قبیلہ مضافات مدینہ سے جلاوطن ہو کر خیبر میں آباد ہوا۔ اور اسی کمینہ گروہ نے پورے حجاز میں گھوم پھر کر لاکھوں کی دولت خرچ کی اور زبردست پروپیگنڈہ کر کے مشرکینِ حجاز اور دوسرے تمام یہودی قبائل کی متحدہ طاقتیں جو بارہ ہزار کے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

قریباً جمع ہو گئی۔ تب اُس لشکر نے شوال سنہ ۵ھ میں مدینہ پر چڑھائی کر دی۔ اور تقریباً ایک ماہ کے محاصرے کے بعد ناکام ہو کر ہمیشہ کے لیے روپوش ہو گئے۔ یہ لڑائی جنگِ احزاب کے نام سے مشہور ہے سورۂ احزاب کی آیت ۹ تا ۱۱ میں اس کا تذکرہ اسی کتاب میں ہم کر چکے ہیں اسے دوبارہ دیکھ لیا جائے۔ بنی نضیر کی طاقت کو دیکھتے ہوئے مسلمانوں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اس طاقتور اور سرمایہ دار جنگی قبیلہ کو کبھی مدینہ طیبہ سے نکالا جا سکتا ہے۔ مگر خدا نے اپنی لطیف تدبیر سے بہت کم محنت پر مسلمانوں کے ہاتھ ان کی تمام حویلیاں باغات اور قلعے سپرد کر دیئے۔ گو تمام مکانات کی کھڑکیاں دروازے یہود اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ آج کی یہودی حکومت کو یہ دن اچھی طرح یاد ہیں اسی لیے مدینے کے علاقے پر قبضہ کرنا اور پھر سے یہود کو اس علاقے میں آباد کرنے کے خواب دن دہاڑے یہ ملعون دیکھ رہے ہیں۔ جو کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہوں گے۔ اِن شاء اللہ تعالیٰ

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آج کے مسلمانوں کے لئے ابراہیمؑ کا نمونہ

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ إِبْرٰهِيْمَ
وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ إِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُوْا
مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ز كَفَرْنَا
بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ
الْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ
إِلَّا قَوْلَ إِبْرٰهِيْمَ لِأَبِيْهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ
وَمَآ أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ
تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ
لَنَا رَبَّنَآ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○ (۶۰۔ الممتحنہ۔ ۴۔۵)

"بیشک تمہارے لیے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ایک عمدہ
نمونہ ہے۔ جب ان لوگوں نے اپنی قوم والوں سے صاف صاف

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کہہ دیا کہ تم سے اور جس کی تم اللہ کے سوا بندگی کرتے ہو ہم ان سب سے برات کا اعلان کرتے ہیں۔ ہم تمہارے منکر ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض ظاہر ہو گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ گے تب تک یہی صورت حال رہے گی۔ البتہ ابراہیم نے اپنے باپ سے کہا تھا کہ میں تمہارے لیے ضرور استغفار کروں گا اور مجھے اللہ کے آگے کسی بات کا اختیار تو ہے نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے تجھے اپنا وکیل مان لیا۔ تیری طرف ہم رجوع ہوئے اور تیرے پاس ہم کو لوٹ کر آنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں منکروں کا تختۂ مشق نہ بنائیو ہماری مغفرت فرما۔ بیشک تو ہی زبردست اور حکمت والا ہے۔"

سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام یہود و نصاریٰ کے ساتھ تمام مسلمانوں کے دینی و روحانی پیشوا ہیں۔ آپ کی حیاتِ طیبہ اور توکل علی اللہ کا ایک بہترین خاکہ ان آیات میں ربِ اکبر نے ارشاد فرمایا ہے۔ ہر مسلمان کو اسے بار بار پڑھنا چاہیے۔ یہودی اور نصرانی تو مدت ہوئی ملّتِ ابراہیمؑ سے اپنا رشتہ ناطہ عملی طور پر توڑ چکے ہیں مگر ہم پر تا قیامت یہ لازم ہے کہ اللہ کے خلیل کے اُسوۂ حسنہ کو سامنے رکھ کر اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں اِسے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

مشعلِ راہ بنائیں۔ ایک مومنِ قانت کی زندگی کا مقصد ہی یہ ہونا چاہیے کہ جب تک بندگانِ خدا اللہ واحد پر ایمان نہ لائیں اور شرک کو ترک نہ کر دیں تب تک برابر جدوجہد جاری رکھے۔ حتیٰ کہ روئے زمین پر مالکِ زمین کی بندگی ہونے لگے۔ اور تمام جعلی معبودوں کی پرستش سے بنی آدم کو چھٹکارا حاصل ہو جائے۔

رئیس الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوتی زندگی میں ان کے باپ کی طرف سے بڑی زبردست رکاوٹ کھڑی کر دی گئی تھی۔ لیکن آپ نے اپنے والد کی مطلق پروا نہ کرتے ہوئے دعوتِ الی اللہ کو برابر جاری رکھا۔ اللہ کے نبی کے ہاں باپ بھی ہوا کرتے ہیں اور باپ کی محبت ایک بشری تقاضا ہے نبیوں کو بھی اس تقاضۂ بشری کے تحت والدین اور اولاد سے محبت ہوا کرتی ہے مگر یہ محبت تعمیلِ ارشادِ ربانی کے مقابلے میں جب سدِ راہ ہو جاتی ہے تو کاٹ دی جاتی ہے۔ حضرتِ حضرتِ ابراہیمؑ کے اُسوۂ حسنہ سے یہ حقیقت ثابت ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی اپنے والدین کے لیے اور دوسروں کے لیے استغفار تو کر سکتے ہیں مگر یہ اختیار نہیں رکھتے کہ ہر ایک کو بخشوا کر چھوڑیں۔ انبیاء اور صلحاء۔ اولیاء اور اتقیاء کے لیے جہلا کا یہ عقیدہ ہوا کرتا ہے کہ وہ جو چاہیں خدا کی سرکار میں منوا کر چھوڑتے ہیں۔ برخلاف اس کے حقیقت تو یہ ہے کہ منکرین و مکذبین چاہے انبیاء کے رشتہ ناطے والے ہی کیوں نہ ہوں بخشے نہیں جاتے پھر غیروں کا تو اس کوچہ میں گذر ہی کیونکر ہو سکتا ہے۔ نسلی اور قومی دشمنی داعیانِ اسلام کو کسی سے نہیں رہی۔ مخاصمت تو صرف عقیدۂ توحید کے ترک کرنے پر ہی سامنے لائی گئی۔ ورنہ شفقت اور خیر خواہی تو ہر ایک کے ساتھ رہی۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

تائید غیبی کی راہ

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ كَمَا
قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنصَارِي
إِلَى اللَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ اللَّهِ
فَآمَنَت طَّائِفَةٌ مِّن بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَت
طَّائِفَةٌ ۖ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَى عَدُوِّهِمْ
فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ۝ ع (۶۱ - الصّف ۱۴)

"اے ایمان والو! مددگار ہو جاؤ اللہ کے دین کے جیسا کہ عیسٰیؑ ابن مریمؑ نے حواریوں سے فرمایا تھا۔ اللہ کی راہ میں میرا کون ساتھی بننا چاہتا ہے تو حواری بولے ہم ہیں اللہ کے دین کے مددگار پھر بنی اسرائیل میں سے ایک ٹولی تو عیسٰی بن مریم پر ایمان لے آئی اور ایک منکر رہی تب ہم نے ایمان والوں کا ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلے میں دیا پھر یہی لوگ غالب ہو کر رہے"

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اللہ کی غیبی مدد کے حقدار ہونا چاہتے ہو تو اللہ کے دین کے مددگار بنو۔ انصارُ اللہ بنے بغیر خدا کی نصرت ہرگز نہیں آئے گی۔ بنی اسرائیل کے ایک طبقہ نے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کو قبول کیا تو رد کرنے والے گروہ کے مقابلے میں اللہ اس طبقہ کا مددگار ہو گیا اور فتح و نصرت بالآخرت انصاراللہ کے حق میں ہو گئی۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی زندگی میں قتال اور جہاد کا موقع نہیں آیا۔ پھر بھی آپ کی تائید اور نصرت کرنے والے انصار اللہ مانے گئے۔ انصار اللہ بننے کے لیے قتال و جہاد کا موقع اگر نہ آسکے تب بھی عام حالات زندگی میں خدا کے دین کے مددگار ہونے سے ہمیں انصار اللہ کا درجہ آج بھی مل سکتا ہے۔ صدائے توحید اور اعمال صالحہ کی دعوت ہر زمانہ کے بدکردار لوگوں کے لیے ایک تازیانہ سے کم نہیں۔ اہلِ ایمان جب یہ کوڑا مخالف طاقتوں پر برسا دیتے ہیں۔ تب آپ سے آپ وہ حالات پیدا ہو کر رہتے ہیں جہاں قتال فی سبیل اللہ کے سوا اہلِ ایمان کے لیے کوئی راستہ نہیں رہ جاتا ترتیب سے اس طرح کے حالات اگر پیدا ہوں تو نصرتِ الٰہی اپنا وزن اہلِ ایمان کے حق میں ڈال دینے کے لیے بندھی ہوئی ہے۔

كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

آخری بات اور آخری علاج

لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ
مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۙ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ
يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۙ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ۭ وَمَا
تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا
جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنَةُ ۭ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ
مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ
وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۭ

(۹۸- البینہ ۱-۲-۳-۴-۵)

"اہل کتاب میں خود جو لوگ انکاری ہو گئے اور مشرکین اپنی حرکتوں سے کبھی باز آنے والے نہیں تھے۔ جب تک ان کے پاس ایک واضح اور روشن دلیل نہ آجاتی یعنی اللہ کا ایک (آخری) رسول جو ان کو پاکیزہ صحیفہ پڑھ کر سنا دے جس میں مضبوط کتابیں سمو دی گئی ہوں۔ مگر جو اہلِ کتاب تھے وہ دلیل آنے

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کے بعد ہی تو پھوٹ میں مبتلا ہوئے۔ حالانکہ ان کو یہی حکم دیا گیا تھا کہ اللہ کی عبادت وہ اس طرح کریں کہ دین کو صرف اسی کے لیے خالص رکھیں اور یکسو ہو جائیں، نماز کی پابندی کریں۔ زکوٰۃ ادا کریں۔ بس یہی مضبوط اور سیدھا دین ہے۔"

بعثتِ محمدی کے وقت تمام اہلِ کتاب سر تا سر شرک میں غرق تھے۔ اور درجے کے لحاظ سے کافروں کے برابر ہو کر بگڑ چکے تھے۔ اور ہر ایک اپنی غلطی پر نادم ہونے کی بجائے مغرور تھا اور مرض کو عین تندرستی سمجھنے میں ہر طبقہ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر دلیلوں کے ڈھیر لگائے جا رہا تھا کسی عادل بادشاہ یا پیر اور ولی۔ فلاسفر یا حکیم کے بس کی بات نہ تھی کہ ان کو سدھا دیتا۔ بس ان کے مرض کو درست کر دینے کی ایک راہ باقی تھی کہ خدا کا ایک مقدس پیغمبر ایسا آئے جو پاکیزہ صحیفہ پڑھ کر ان کو سنا دے اور ان کے دل کو دھو ڈالے۔ پھر اس صحیفۂ ربانی میں پہلی کتبِ آسمانی اور تمام انبیاء کرام کی تعلیم بھی موجود ہو۔ اور یہ مقدس پیغمبرؐ اس پاکیزہ صحیفہ قرآن مجید کو لے کر تشریف لائے۔ اب کسی بدنصیب کا روگ آپؐ کے آنے کے بعد بھی دور نہ ہو تو اس کے چنگے ہونے کی کوئی اُمید نہیں۔ یہود و نصاریٰ اور دوسرے غیر معروف اہلِ کتاب تو پُرانے مریض ہیں ان کی بیماری جب اس صحیفۂ مطہرہ سے درست ہو سکتی تھی تو ہم مسلمان تو بحمداللہ ان کی طرح

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

لاعلاج مریض تو ہرگز نہیں ہماری بیماری تو بس وقتی اور موسمی تبدیلی کے بخار جیسی ہے۔ اگر ہماری توجہ اس طرف ہو تو انشاءاللہ ہمارے تمام امراض جاتے رہیں گے۔ ضرورت ہے خدا کے مقدس صحیفے کی تلاوت کرنے کی۔

اہلِ کتاب کی تمام پچھلی اکائیوں کی پھوٹ اور اختلاف کی وجہ صرف ایک ہی تھی کہ دلیل آ جانے کے بعد جو سبب اجتماع تھی اپنی روش پر نظر ثانی کرنے کے لیے وہ تیار نہ ہوئے کیا ہم بھی اپنے طریقۂ زندگی کو خدا کے کلام کے مطابق بنا دینے کے لیے تیار نہ ہوں گے؟

سبب اجتماع کو سببِ تفریق بنا لینے والے اپنی اجتماعیت کو دیر تک برقرار نہیں رکھ سکتے۔ اور خوب سن لو کہ جن لوگوں نے اس مضبوط کتاب کو تھام لیا۔ خدا نے ان کے ہاتھوں نہ صرف ملکوں ملکوں میں ایمان اور اسلام کی تحریک رواں دواں کر دی بلکہ ان ہی کو روئے زمین پر اقتدار بھی عطا کیا۔ خدا کا کلام آج بھی ایسا ہی با اثر ہے جیسا پہلے تھا۔ اپنی اور دنیا کی کایا پلٹ دینا چاہتے ہو تو ایک بار خدا کی کتاب کا بغور مطالعہ کرو۔ کسی مستند عالم کا ترجمہ ہی ایک بار پڑھ کر دیکھ لو کہ تمہاری زندگی میں کچھ تو سدھار آنے کی امید کی جا سکے۔ اور اپنے دین کی واضح دلیل ہم کو معلوم ہو۔ تاکہ قلبی و ذہنی یکسوئی اس طرح کی حاصل ہو جائے کہ سب طرف سے لوٹ کر صرف ایک اللہ کے ہو سکیں۔ اللہ کی عبادت کرنے کے لیے قلب و ذہن کی یکسوئی چاہیے۔ پس دین

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

کو ایک اللہ کے لیے خالص کرو۔ صلوٰۃ قائم کر دو۔ زکوٰۃ کو ادا کرتے رہو۔ مضبوط اور مکمل سیدھا اور صاف دین صرف یہی دین ہے۔

آدمی کی زندگی میں پچاسوں الٹ پھیر آتے ہیں۔ کہیں چین نہیں، سکون نہیں۔ برساتی نالوں میں جب باڑھ آتی ہے تو کچھ ہی وقت کے لیے پھر ویرانی اور خشکی مگر میدانی دریا گو اتنے جوش و خروش سے نہیں بہا کرتے بلکہ دھیمی رفتار سے چلتے ہیں۔ موسم چاہے گرم بھی ہو تو برف کے پہاڑوں کو پگھلا کر اپنا بہاؤ جاری رکھیں گے۔

پس یہی مثال آدمی کے عقیدے اور عمل کی ہے۔ خدا پر ایمان قرآن پر ایمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان۔ نماز کی اقامت۔ زکوٰۃ کی ادائگی یہ سب باتیں ہماری زندگی کو میدانی دریا بنا دینے والی ہیں۔ جس کے سوتے سوکھا نہیں کرتے۔ یہود نے تمام تر ایک ایسی امت پر ہاتھ ڈال کر وقتی کامیابی حاصل کی ہے۔ جو مدت ہوئی رسول اللہؐ اور صحیفۂ مطہرہ سے انجان بنی ہوئی تھی۔ اللہ کے آخری رسول سید عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ مگر ہمارے بھی رسول ہیں۔ اسی لیے آپ کو رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ۔ یعنی رسول تم میں سے تمہارا اپنا رسول فرمایا گیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ، کیا شانِ محمدیؐ ہے۔ جب خدا کے حضور کھڑے ہوں تو ہمارے رسول ہیں اور جب اپنی اُمت سے مخاطب ہوں تو

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

اللہ کے رسول ہیں۔ خالق اور مخلوق دونوں کے پیغامبر اُن کا پیغام مخلوق تک پہنچا دیں۔ اور مخلوق کے معاملات اور پریشانیاں، کمزوریاں رب کی بارگاہ میں پیش فرما کر اس کا ایسا صاف ستھرا حل لے آویں کہ ہماری تمامتر دشواریاں آسانیوں میں تبدیل ہو جائیں۔ توبہ کرو اپنے دلوں کو دھو ڈالو صحیفۂ مطہرہ کا صحیح استعمال کرو۔ خدا تمہارے ساتھ ہے۔

اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri

CC-0. In Public Domain. Digitization by eGangotri